U358. P - 12 - 1-10

Title - MAZAHIRUL HAQ.

Creator - Jalil Maulvi Sayyed Abul Hasan; Mutarjuma Momineen Sadaqat Aaiyeen. (Bipuincal).

Publisher - Matba Hussaini Isna Ashri (Lucknow).

Date - ~~Jalal~~ 1287.

Pages - 248.

Subjects -

الحق یعلو ولا یعلیٰ والفضل ما شهدت به الاعداء

درین زمان میمنت اقتران بہت بنیان عجالہ نافعہ رسالہ انیقہ

مسمّی بہ

# مظاہر محمدی

محصّل کتاب جان ڈیون پورٹ کہ بڑی احتیاط و تحقیقات سے

فاضل نبیل عالم جلیل مولوی سید ابو الحسن صاحب انگریزی

داں نے ترجمہ کیا باعانت [illegible] صدر امین

مطبع حسینی اثنا عشری محلہ فراشخانہ متصل نیر گنج شہر لکھنؤ میں
بتاریخ ۲۹ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۸۶ ہجری باہتمام سید عابد علی تاجر کتب کے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي أيّد السنّة السنيّة المحمدية
بشهادة مخالفيها وشيّد الملّة الزاهرة الأحمدية
بإقرار معانديها والصلوة على أفضل أنبيائه
محمد الذي استنارت شموس رسالته
في سائر الأمصار واستضاءت بدور نبوته
في جميع الأقطار وعلى آله وأصحابه سيما ابن
عمه علي الذي أقرّ أهل الكتاب بوصايته
وخلافته وشهد حاملو التورية والإنجيل
على شجاعته وسخاوته أما بعد ليس ناظرين

بخدمت مین عرض کرتا ہے اقل العباد علماً
واذلهم عملاً سید ابوالحسن ابن السید عسکری الرضوی
القمی جعل الله یومه خیراً من امسه ووفقه لعمل یحبه و
یرضیه کہ بالفعل بمفاد الفضل ما شهدت به الاعداء
ایک عالم نصرانی مسمی بہ جان ڈیون پورٹ باشندہ
شہر لنڈن نے ایک رسالہ بطور تذکرہ حضرت اشرف الانبیاء
تصنیف کیا اور اوسمین فضائل و مناقب آنحضرت وقرآن شریف
موافق اقوال معتمدہ و دلائل معتبرہ درج کئے اور اعتراضات
اہل کتاب کے حلاً و معارضۃً و عقلاً و نقلاً رد کئے سبحان
اللہ کیا قدرت خدا ہے اور کسقدر اوس سے تائید اسلام منظور
ہے کہ ایسے ملک مین ایسا شخص پیدا کیا جسنے کوئی دقیقہ
اظہار امر حق مین فروگذاشت نہین کیا اور ایسے ایسے دلایل
و براہین کتب مقدسہ سماویہ اور کلام علماء و مورخین معتبرین
متوثقین نصاری سے لکھین کہ یہہ رسالہ اہل اسلام کے لیے
سند قوی اور حجت قاطع ہے فشکر الله سعیہ و
اجزل اجرہ اور جو صاحب زبان انگریزی مین مہارت
رکھتے ہین انکو اس مرد عالم کے علم و کمال کی کیفیت معلوم
ہو جائیگی مترجم گمان کرتا ہے کہ انگلستان مین کیا تمام اقلیم یورپ
مین چند ہی اشخاص علم و حکمت و زبان دانی مین اس شخص

کے شامل ہونگے پس بنظر رضائے الٰہی حقیر نے پچیسوین ورق مین اون مسائل
کا ترجمہ کیا اور حتی الامکان ترجمۂ لفظی کا لحاظ رکھا لیکن چونکہ
عبارت اصلی بسبب مضامین دقیقہ و خیالات رشدیہ کے ایسی مشکل ہے
اور اسقدر اوسمین انگریزیت ہی کہ اہل ہندوستان کے مذاق کے بالکل منافی ہے
پس اگر اوسکا ترجمہ لفظی کیا جاتا تو مہمل ہوجاتا اور کسیکی سمجھ مین نہ آتا لہذا مترجم
مجبور ہوا کہ ایسی عبارت کے خلاصۂ مضمون کا ترجمہ کرے اور بعض مقامات پر توضیح
مطلب کے لئے اپنی طرف سے عبارت لکھدی ہی اور اوسے اس قسم کے دائرہ ( )
مین لکھدیا ہی اور حتی الامکان ترجمہ بہت سمجھکر کیا ہی اور کہین غلطی کا گمان نہین
لیکن اگر بمقتضائے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کہین غلطی ہو گئی ہو
تو مترجم امیدوار ہے کہ ناظرین لطف و مروت کو کام فرمائین اور حقیر کو
معذور رکھین اور اگر کسی صاحب کو ترجمہ مین کوئی اعتراض ہو تو امیدوار ہون
کہ یا خود میرے غریبخانہ پر تکلیف فرمائین یا بذریعہ خط کے اوس اعتراض
سے اطلاع دین کہ انشاء اللہ اوسکی تسکین کردیجائیگی اور اس ترجمہ
مین مترجم نے ایک تصرف یہہ بھی کیا ہے کہ اسم مبارک جناب
رسالتمآب صلعم کو ترک ادب سمجھکر نہین لکھا اور اوسکے بدلے آنحضرت
یا حضرت صلعم یا آپ لکھدیا ہے فقط

تمت

# ترجمہ

## رسالہ

مسمّیٰ

# عذر از طرف محمدؐ و قرآن

مصنفہ

# جان ڈیون پورٹ

مصنف تذکرہ علی پاشا حاکم جنینا — و تاسیلوڈ
ب — و تاریخ گرگ و راجگان کرگ — و یادداشت تاریخ
ہندوستان — و تاریخ مروج مدارس — و دیگر کتب بکار آمد تعلیم

# فہرست ابواب رسالہ

مسمّی

بہ

# عذر از طرفِ محمّد و قرآن

حصّہ اوّل حال حضرت محمّد صلعم

حصہ دوم قرآن و اخلاق حمیدہ مندرجہ آن

حصہ سیم جوابات اتہامات بنسبت محمّد صلعم

حصہ چہارم خوبیہائی قرآن

مطبوعۂ شہر لندن سنہ ۱۸۶۹ ع

# ترجمہ دیباچہ

یہہ رسالہ ایک ہدیہ ناچیز ہے جسکے راقم نے بڑی کوشش سے حال حضرت محمد صلعم کو اتہامات کاذبہ اور الزامات قبیحہ سے بری کیا ہے اور اس امر حق کی تائید کی ہے کہ آنحضرت اون بندگان (ذوالکرام) کے زمرہ سے ہین جنکے بڑے بڑے احسان بنی آدم پر ہین — (واضح ہو کہ بعض مورخین نے فرط تعصب سے راہ ضلالت اختیار کی اور ایسے ایسے اتہامات نام پاک مروج مذہب توحید پر لگائے — پس اسسے معلوم ہوتا ہی کہ ان متعصبین نے فقط اون امور نیک سے مخالفت اور انحراف نہین کیا جنکے بارہ مین خود مسیح (یعنے مسیح ع) نے ایسی تاکید کی ہے بلکہ فہم مین بہی خطا کی ہے (یعنے بے سمجھے بوجھے ایسے اعتراضات لغو آنحضرت پر کیئے ہین) اسواسطے کہ اگر یہہ لوگ ذرا بہی تامل کرتے تو انپر واضح ہو جاتا کہ پیغمبر خدا اور آپ کے احکام کا حسن و قبح مطابقت یا مخالفت شریعت عیسوی یا اور شرائع حال سے نہ دریافت کرنا چاہیے (بلکہ بوجہ حقیت اور عدم حقیت شریعت آنحضرت صلعم) اون مذاہب کی نسبت دیکہنا چاہیئے جو اوس زمانہ مین ممالک مشرقیہ (یعنے

عرب وغیرہ) مین مروج ہے **خلاصہ** یہہ کہ محمدؐ کو یہہ تصور
کرنا چاہیئے کہ وہ حضرت مہذب ملت اور بانی شریعت تھے اور ساتوین
صدی عیسوی مین عرب مین پیدا ہوئی تھے — اور اس بات کا اعتراف
بھی یقینًا واجب ہی کہ آنحضرت سے زیادہ جلیل القدر کوئی شخص اقلیم
**ایشیا** مین نہین پیدا ہوا جسکے وجود ذی جود پر وہ فخر و مباہات کرتے
بلکہ حق تو یہہ ہی کہ تمام عالم مین سلف سے آج تک آنحضرت سے بہتر بہت کم
لوگ پیدا ہوئی — اگر ہم غور کرین کہ قبل بعثت آنحضرتؐ عرب کیسے تھے
اور بعد بعثت کیسے ہوگئی اور یہہ بھی نظر تعمق سے دیکھین کہ آنحضرتؐ
کی شریعت غرا نے کرورہا آدمیون کے دلون مین شعلۂ ایمان مشتعل کیا
اور ابتک اونکی قلوب اوسی کے نور سے منور ہین تو ہمین ضرور تسلیم ہوگا
کہ ایسے شخص جلیل الشان اور عدیم المثال کی مدح سے باز رہنا بڑی بے انصافی
ہی — اور اونکی نبوت کو محض بخت و اتفاق کیطرف منسوب کرنا قادر مطلق
کی قدرت کاملہ پر حرف لانا ہے **خاتمہ** مصنف اس رسالہ کا التماس
کرتا ہے کہ چونکہ اپنے مین اتنی استعداد اور لیاقت نہ پائی کہ ایسے امر عظیم و دل
چسپ کو کما حقہ حیطۂ تحریر مین لاسکے ناچار چند مقامات پر اور مورخین
کی مضامین اور عبارات نقل کیے اور اس اعانت مین راقم اونکا نہایت
ممنون و مشکور ہے فقط ..........

## حصہ اول محمدؐ و حال آنحضرت

# باب اول حال آنحضرت صلعم

اس بات مین کسی طرح کا شک و شبہ نہین کہ جسقدر صحت و تفصیل سے آنحضرت صلعم کا حال لکھا گیا ہی اوسقدر اور کسی بانی شرع اور فاتح کا حال نہین تحریر کیا گیا حقیقت یہہ ہی کہ اگر اون کرامات و معجزات کو آنحضرت کیطرف منسوب نہ بھی کرین جو مورخین اقلیم ایشیا ہمیشہ سی لکھتے چلے آئے ہین تاہم اور حالات آنحضرت ایسے عجیب و غریب ہین کہ اونپر اعتبار و وثوق مشکل ہی واضح ہو کہ جب آنحضرت صلعم پیدا ہوئے اوس زمانہ مین اکثر بلاد عرب اور پادشاہون کی تحت حکومت تھے باین تفصیل کہ عرب خاص شام فلسطین اور مصر تحت حکومت سلاطین قسطنطنیہ تھی اور وہ بلاد جو ساحل خلیج فارس پر واقع تھے اور وہ ملک جنہین دجلہ اور فرات بہتی ہین اور صوبجات جنوبی عرب خسروان فارس کے مطیع و محکوم تھی اور وہ بلاد جو جنوب مکہ مین بحر قلزم کے کنارے پر واقع تھے یا شاہان عیسائیان حبش کے تحت حکومت تھے لکن مکہ اور دیگر بلاد جو وسط عرب مین واقع تھے اور جہانتک کسی غنیم کی رسائی ممکن نہ تھی خود مختار رہے تھے باشندگان عرب کا مذہب اکثر اون بادشاہون کی ملت کے موافق تھا جنکی سلطنت اوس ملک مین تھی مثلاً جہان یونان او حبش کی عملداری

تھی وہان مذہب عیسائی کو غلبہ تھا اور جو صوبجات بادشاہ فارس سے
متعلق تھے اونمین مذہب آتش پرستان اور مانئیان جنکی احکام وآئین
مین مباینت کلی تھی رائج تھا اور سوائی ممالک مذکورہ کے ہر دیہ وقریہ مین
بت پرستی کی حد نہ تھی ابتدا مین تو عرب ایک خدا سے بزرگ کی
عبادت کرتے تھے اور اوسے اپنی زبان مین اللہ تعالی یعنے خالق آسمان
وزمین تعبیر کرتے تھے لیکن بعد ازان اون لوگون نے یہہ عبادت ترک
کردی اور بتخانے بنا کے اونمین ارواح مجسمہ کی پرستش کرنے لگے اور
اپنے معبودون کو فرزندان خدا کہتے تھے اور اونکی مسکن ثوابت اور سیارات
سمجھتے تھے اور اونہین تمام روی زمین کا مالک اور حاکم جانتے تھے
لیکن تمام ملک عرب مین صرف ہہین دیوتاؤن کو نہ پوجتے تھے بلکہ ہر قوم اور
ہر قبیلہ کا ایک جداگانہ معبود تھا اور آدمیونکی قربانیان اونکی نذر کرتے تھے
عرب نہ عقبی کا اعتقاد رکھتے تھے اور نہ حدوث عالم کے قائل تھے بلکہ
خلقت عالم کو بخت اور اتفاق کیطرف منسوب کرتے تھے اور اوسکی فنا
کو دہر کیطرف نسبت دیتے تھے تمام ملک مین عیاشی اور راہزنی پھیلی
ہوئی تھی اور چونکہ یہہ لوگ حیات کا انجام موت سمجھتے تھے لہذا نہ تو نیکی کی
جزا اور نہ بدی کی سزا دیتے تھے (مخفی نرہے کہ ایسی ایسی خرابیان ان و
عیسائیون اور یہودیونکی مذہب اور اخلاق مین بھی واقع ہوئی تہین جو
مدتہای مدید سے عرب مین قیام پذیر تھے اور اوس ملک مین اقتدار
واختیار رکھتے تھے یہودیون نے رومیون کی ظلم سے اوس ملک محفوظ

ہ لی تہی اور عیسائی بہی نیسٹریون کے ظلم و قتل اور ایرانیون
مباحثہ اور مناقشہ سے محفوظ رہنے کیلئے اوسی ملک مین
آئے تھے اور اوس زمانہ مین دین مسیحی ایسا خراب او
ہوگیا تھا کہ قابل بیان نہین اور جو طرق مذہب عیسوی
ایشیا اور افریقیہ مین رائج تھے سب آپس مین
لفت اور مباینت رکہتے تہے اور سب مین اشد کفر و زندقہ
عقائد فاسدہ مروج تہے اور ہمیشہ باہم مباحثہ اور مناقشہ کیا
تے تہے اور بسبب اعتراضات اریان و سبیلیان و نسطوریان و
یان کے ان سب فرق عیسائی مین نہایت تشتت اور اختلاف پڑگیا تہا
عیسوی نے ایسے عادات قبیحہ مثل شہوت پرستی اور کج خلقی اور
لت اختیار کیئے تہے کہ ان باتون سے دین مسیحی بہت بدنام ہوگیا تہا
سب عیسائیون کے اطوار و اخلاق خراب ہوگئے تہے عرب مین
بحر کے صحرا سینو بنٹر یعنے راہبون سے بہرے ہوئے تہے یہہ راہب
ہایت کم عقل اور جاہل محض تہے اور انہون نے اپنی عمرین فوایات
ر بیہودہ خیالات اور تصورات مین ضایع کی تہین اور اکثر مسلح
لیہ شہرون مین گہس جاتے تہے اور اپنے عقاید فاسدہ لوگون سے
زور شمشیر قبول کراتے تہے جو طریقہ عبادت جناب مسیح نے مقرر فرمایا تہا
یعنے عبادت اوس خدا کی جو حکیم اور قادر مطلق اور کریم اور عدیم المثل ہے)
کل محو ہوگیا تہا اور اوسکی جگہہ بت پرستی نے غصب کرلی تہی اور مثل

یونانیون اور رومیون کے) ان لوگون نے بہی ایک کوہ المپیئر نکالا تہا
جہان مثل خدایان زمانۂ سابق شہدا اور اولیا اور ملائکہ کا مجمع رہتا تہا
اور بعضے فرقے عیسائیون کے ایسے بیابان ہوگئے تہے کہ (زلیخا) زوجۂ
حضرت یوسف کو صفات الوہیت سے متصف کرتے تہے اور جن لوگون کو حضرت
عیسیٰ نے یہہ حکم فرمایا تہا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو اونہون سے
تراشی ہوئی اور چہپی ہوئی صورتون کی پرستش بڑے خلوص عقیدہ سے
اختیار کی تہی ایسے ایسے تماشے کنائس سکندریہ اور حلب اور دمشق
مین نظر آتے تہے جب حضرت محمد مبعوث ہوئے اوس زمانہ مین عرب نے
اپنے اصول مذہب ترک کر دیے تہے اور مباحثات اور مناقشات
لاطائلہ مذہبی مین ہمیشہ مشغول رہتے تہے آخر الامر اون لوگون کو
نتیجہ ہوا کہ جس امر ضروری پر کل عقاید مذہبی کا مدار ہے یعنے عبادت
جناب باری بصدق و خلوص نیت وہ امر اونکے مذہب سے بالکل
معدوم ہوگیا تہا اور اونمین اور اور کفار مین جو اونکے ہم عصر تہے
کوئی فرق و امتیاز نہ باقی رہا تہا اس واسطے کہ جو عقائد باطلہ و اوہام
فاسدہ اور فرق کفار مین رائج تہے وہی اونہون نے بہی اختیار کیے تہے
واضح ہو کہ حضرت محمد صلعم مکے مین پیدا ہوئے تہے لیکن یہہ
تحقیق نہین کہ کس سنہ مین بعض مورخین کے نزدیک سنہ ولادت آنحضرت
سنہ ۵۶۰ع بعضون کے نزدیک ۵۷۱ع بعضون کے نزدیک ۵۷۲ع بعضون
کے نزدیک ۵۷۵ع بعضون کے نزدیک ۵۶۹ع اور بعضون کے نزدیک

نزدیک ۵۶۲۴ء ہی لیکن ان سب مین زیادہ معتبر ۱۰ ماہ نومبر ۵۲۰۰ء ہے عجیب بات ہی کہ ایسا ہی اختلاف تاریخ ولادتِ جناب مسیح علیہ السلام مین بھی واقع ہی چنانچہ ابتدا ۵۲۶ء تک سنہ ولادت حضرت عیسیٰ اتنی تحقیق سے نہ معلوم تھا کہ تعیین تاریخ واقعات وغیرہ مین بکار آمد ہوتا یہانتک کہ جسٹنین قیصر روم کے عہد مین اگزیگس ایک رئیس رومی نے سنہ عیسوی رواج دیا حسب بیان مورخین عیسائی و اہل اسلام جد حضرت محمد صلعم اور اونکی اولاد و احفاد اپنے ملک کے رئیس تھے لیکن یہہ بزرگوار عقل مندی اور دیانت داری سے حکومت کرتے تھے بعد ازان ریاست نسل جد آنحضرت سے ایک اور خاندان قریش کیطرف منتقل ہوگئی قریش اون قومون سے تھے جنہین تمام عرب مین بڑا اقتدار و اختیار حاصل تھا اور اپنے تئین نسل حضرت اسمعیل علیہ السلام ابن حضرت ابراہیم سے جانتے تھے حقیقت یہہ ہی کہ خود مورخین عرب مین اختلاف ہے کہ حضرت محمد صلعم سے حضرت اسمعیل تک کی پشتین ہین بعضونکی نزدیک تیس ۳۰ اور بعضونکی نزدیک ساٹھہ پشتین ہین لیکن اس پر سب مورخین کا اتفاق ہی کہ عدنان سے جو احفادِ حضرت اسمعیل علیہ السلام سے تھے آنحضرت صلعم تک اکیس ۲۱ پشتین ہین لیکن اب اسمین اختلاف ہی کہ عدنان اسمعیل تک کتنی پشتین ہین (واصح) ہو کہ پانچ پشتون تک حکام شہر مذکور (یعنے مکہ) اور خدام کعبہ قوم قریش مین سے مقرر کیے گئے یہہ معبد مقدس (یعنے کعبہ) اوسی شہر مین واقع ہی اور قبل بعثت آنحضرت صلعم بت پرستان عرب کا

محل عبادت اور مقام حج تھا اور تین سو ساٹھ بت موافق عدد ایام
سال عربی اس گھر مین تھے کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم ع اور اسمعیل ع
نی یہہ گھر تعمیر کیا تھا اور یہی وجہ خاص اسکی احترام کی تھی اور دوسری
وجہ اسکی عظمت کی یہہ تھی کہ یہہ پہلی عمارت تھی جسی انسان نے
خدا کی عبادت کی لیے بنایا تھا اور جسطرح یونانیون کا معبد ڈلفی
تھا اوسیطرح کعبہ تمام عرب کی پرستش گاہ تھی اور چونکہ اوس زمانہ مین
کمالات علمی کا حصر فصاحت اور شعرگوئی مین تھا لہذا جو لوگ ان
فنون مین بڑی نامی ہوتے تھے وہ سب کعبہ مین آیا کرتے تھے اور گرد
اوس گھر کے وہ قصائد معلق تھے جنکا حفظ کرنا عرب مستحسن سمجھتے تھے
اور بسبب زیادہ قدامت کے اوسکی عظمت اور احترام اور زیادہ ہو گیا تھا
اسواسطی کہ تواریخ سی معلوم ہوتا ہی کہ ۹۹۳ برس قبل تعمیر معبد حضرت
سلیمان یا دو ہزار برس پیشتر حضرت عیسی ع کے یہہ معبد یعنی کعبہ بنا ہوا تھا
اس معبد کے گوشۂ جنوب و شرق مین ایک چھوٹا سا پتھر نصب ہی اور قریب
چار فٹ کے زمین سے بلندی پر واقع ہی مسلمان اس پتھر کا بڑا احترام
کرتے ہین اور اونکا یہہ اعتقاد ہے کہ یہہ سنگہای بہشت مین سی ہی اور
اسے حضرت آدم ع بہشت سی اپنی ہمراہ لائی تھے اور وہ بزرگوار اسے
بجای تکیہ استعمال کرتے تھے اور یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ پتھر اندر سی سفید
ہے لکن بسبب مس کرنی ایک زن زانیہ کے یا بسبب گناہان خلایق کے
باہر کی طرف سے سیاہ ہو گیا ہی مگر لکھتے ہین کہ اغلب یہہ ہے کہ حاجیان

حاجیان مکہ نے اس پتھر کو اس قدر چوما کہ سیاہ ہو گیا

مورخین عرب کا یہہ عقیدہ ہے کہ اونکے پیغمبر کی ولادت کی وقت بڑے
بڑی کرامات اور معجزات ظاہر ہوئے اور یہہ عجائب اور غرائب اونھون
نے بڑی شد و مد سے بیان کئے ہین چنانچہ اون عجائب مین سے
ایک امر عجیب یہہ تھا کہ بوقت ولادت آنحضرت آسمان پر ایک نور
عجیب پیدا ہوا اور چشمہ سناوا دفعۃً خشک ہو گیا اور پارسیون کے
آتشکدے جو ہزار برس سے برابر روشن تھے فوراً خاموش ہو گئے
لیکن اونکے خاموش ہو جانیکا کچھہ سبب نہ سمجھہ مین آیا۔ آنحضرت
کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا اور جب یہہ صاحبزادے
اونکے یہان پیدا ہوئے تو آمنہ کے بھائی نے جو رمال تھا آنحضرت
کے لئے فال دیکھی اور یہہ خبر دی کہ یہہ (صاحبزادے) بہت قوت اور اقتدار
حاصل کرینگے اور سلطنت عظیم بنا کرینگے آنحضرت کی ولادت کے ساتوین
دن عبدالمطلب آپکے جد نے بڑی دھوم سے اپنے روسا قبیلہ کی دعوت کی
اور آنحضرت کو اونہین دیکھلا کر کہا کہ یہہ لڑکا تمھاری قوم کا فخر ہی اور یہ
اسی واسطے آپ کا نام محمد رکھا یعنے تعریف کیا گیا یا نہایت جلیل الشان
ہنوز آنحضرت کا سن دو برس کا ہوا تھا کہ آپ کے والد نے انتقال کیا
اور سوای دو اونٹ اور چند بھیڑ دنبے اور ایک جاریہ حبشیہ مسماۃ بہ برکت
کے اور کچھہ ترکہ نہین چھوڑا۔ جب تک کہ آنحضرت کی والدہ نے انتقال کیا
آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا لیکن چونکہ بسبب مصائب درد آلام کے

اونکا دودہ خشک ہوگیا تھا لہذا اونہون نے ایک دایہ قوم بدو سے
تلاش کی لیکن اس امر مین کامیاب ہونا مشکل تھا اس واسطے کہ اونکا
معمول ہی کہ اپنا حق خدمت بہت کچہہ طلب کرتے ہین پس اون زنان
بدویہ نے آنحضرت صلعم کو مفلس سمجھکر آپکی تحقیر کی اور دودہ پلانے سے
انکار کیا آخر الامر ایک گڈریہ کی زوجہ کو آپ پر رحم آگیا اور غریب و بیچارہ
سمجھکر اوس صاحبزادے کو اپنے گھر جو ایک قریہ متصل کوہ طائف شرق
مکہ مین واقع تھا لیگئی تہوڑے ہی دن حضرت صلعم ان والدین مجازی
(یعنے گڈریے اور اوسکی زوجہ) پاس رہے تہے کہ اونہون نے آپکے
مابین الکتفین ایک مسا دیکھا اور اسلئے اونہین یہہ وہم فاسد پیدا ہوا
کہ اس صاحبزادے پر کسی دیو یا جن کا سایہ ہی اور اس خوف سے اونہین
اونکی والدہ ماجدہ پاس پہر بہیجدیا جب آنحضرت کا سن چہہ برس
کا ہوا تو آپ کی والدہ نے بعد مراجعت یثرب ۱۲ جہان معہ اپنے صاحبزادے
کے بعض عزیزون کی ملاقات کیواسطے تشریف لیگئی تہین انتقال کیا
اور ایک دیہہ مسمی بہ ابوا مین جو مابین مکہ و مدینہ واقع ہی دفن ہوئین
حلم اور نرم دلی اوس جناب کی اسقدر زیادہ اور کسی بات سے نہین
دریافت ہو سکتی کہ تا دم مرگ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کو جایا کرتے
اور اونہین یاد کرکے غم و الم کرتے تہے چونکہ آنحضرت صلعم کی والدہ
نے آپ کے صغر سن مین انتقال کیا تھا لہذا اوسی زمانہ سے
آپ کو غور اور خوض کرنیکی عادت پڑگئی تھی اور یہہ عادت مدت العمر

باقی رہی — جب آنحضرت کا سات برس کا سن ہوا تب آپ والدہ کے مرنیکے
قدر معلوم ہوئی اور سمجھے کہ اس عالم یتیمی مین کوئی میرا معین و مددگار
نہین معلوم ہوتا ہی تب قرآن مین جس مقام پر آنحضرت کا ذکر عنایت اور حفاظت
خدا سے لیئے دل کو تشفی دیتے ہین اور اوسکی رحمتونکا شکریہ ادا کرتے ہین
وہان بہی اسی بات کیطرف (یعنے انتقال والدہ ماجدہ) کنایہ فرمائے ہین
اور وہ آیت یہہ ہے (ایا نہین پایا اوسنے تجھے یتیم پس پناہ دی تجھے)
زمانہ آخر مین آنحضرت صلعم نے مدینہ سے حدیبیہ کو جاتے ہوئے اپنی والدہ
کی قبر کی زیارت کی اور چند اصحاب بہی ساتھہ تہے لیکن چونکہ وہ نہ
جانتے تہے کہ یہان آمنہ دفن ہین آنحضرت کو زار و قطار روتے دیکھکر سبب
گریہ پوچھا پس آنحضرت صلعم نے جواب مین فرمایا کہ یہہ قبر میری والدہ مرحومہ
کی ہے حق تعالی نے مجھے اسکی زیارت کرنیکا حکم فرمایا ہے اور مینے اونکی
دعائے مغفرت کے لئے اجازت طلب کی ہی لیکن ابہی تک حاصل نہین
ہوئی اس وقت اونکی شفقت مادری جو یاد آئی تو تاب ضبط نہ باقی
رہی اور بے اختیار رونے لگا — بعد وفات والدہ تولیت اوس یتیم
کی (یعنے آنحضرت صلعم کی) اوسکے جد پدری عبد المطلب سے متعلق ہوئی —
اور اوس زمانہ مین عبد المطلب متولیان خانۂ کعبہ کے سردار تھے
اور جب بعد دو برس کے اونہون نے بہی انتقال کیا تو اونکے بیٹے اور
جانشین ابو طالب نے خدمت تولیت آنحضرت صلعم اپنے ذمہ کر لی
اور اونسے ہر بات مین مثل اپنے فرزندون کے پیش آئے — اسی زمانہ مین

حضرت سے وہ امور ظہور مین آئے جنسے معلوم ہوا کہ آپ ذہین و فہیم اور تحقیق مین
اور تنہائی مین غور و خوض کرنیکو استعداد دوست رکھتے تھے کہ جب ہمسن لڑکے
اپنے ساتھ کھیلنے کو بلاتے تھے تو آپ اونسے جواب مین فرماتے تھے کہ آدمی اس
امر کے لئے خلق کیا گیا ہے جو اس لہو و لعب سے نہایت بہتر ہے جب آنحضرت
کا تیرہ برس کا سن ہوا تو آپ کے چچا جو ایک تاجر دولتمند تھے ہمراہ کاروان
عازم ملک شام ہوئے آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلیے
ابوطالب نے یہہ درخواست اپنے بھتیجے کی قبول کی اس سفر مین آپ نے
اپنے چچا کی ایسی خدمت اور اطاعت کی کہ اونہین آپ پر بڑا اعتبار ہوگیا
دوسرے برس آنحضرت ایک جنگ مین شریک ہوئے پس اس امر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگر کوئی شخص تجارت اور سپاہ گری دونو پیشے کرتا تھا تو عرب کے نزدیک
یہہ امر معیوب نتھا بلکہ یہہ رسم شرف قبائل عرب مین جاری تھا کہ اگر کوئی شخص
تاجر ہوتا تھا اور سپاہی نہ ہوتا تھا تاہم جنگ سے دریغ نہ کرتا تھا ان مہمات مین
شریک ہونیسے آنحضرت کا ہنر اور لیاقت جنگ درجۂ کمال کو پہنچ گئی علاوہ
ان اوصاف کے آپ صادق القول و الفعل صائب الرائے پابند وضع تھے اور
ان صفات حمیدہ سے آپکی قدر و منزلت اور بھی زیادہ ہوگئی تھی جب حضرت کا سن
زیادہ ہوا تو اور سوداگرون نے آپکی جودت و لیاقت دیکھکر معاملات تجارت مین
اپنا کارندہ مقرر کیا ایک سفر مین آنحضرت اپنے چچا کے ساتھ ایک صحرا مین ملک شام تک
پہنچے کہ وہان راہب رہا کرتے تھے راہب نے تھوڑی دیر تک آنحضرت کو بڑے غور سے دیکھا
اور بعد اسکے ابوطالب کو علیحدہ بلا کر کہا کہ اپنے بھتیجے سے بہت خبردار رہو

رہو اور ایسے یہودون کے مکر سے بچاؤ اسواسطیکہ حقیقت مین یہہ جوان
بڑی بڑی باتون کے لئے پیدا ہوا ہے پس بعض مورخین کہتی ہین
کہ یہہ پیشین گوئی اوس راہب نے اون لڑائیون کے بارے مین
کی تھی جو آنحضرت مین اور اولادِ حضرت ابراہیم (یعنے یہود) مین ہونے
والی تہین — انہین سفرہای تجارت مین آنحضرت صلعم اون میلون
مین تشریف لیجایا کرتے تہے جو عرب مین جابجا باوقاتِ مختلفہ ہوا کرتے
تہے — اور اون میلون مین عرب حکایات اور قصص بیان کیا کرتے تہے
اور عقائدِ مذہبی مین مباحثہ اور مناظرہ کیا کرتے تہے پس جسقدر یہہ
باتین آنحضرت صلعم دیکھتے گئے اوسیقدر آپ کو قبح و سفاہتِ بت پرستی
اور اپنے ہموطنون کے عقائدِ باطلہ اور اوہام فاسدہ سے تنفر بڑہتا گیا
— اسی زمانہ مین کعبہ آگ لگنی سے خراب ہوگیا تھا اور اوسکی مرمت
ہو رہی تہی اور عرب کو یہہ منظور تہا کہ اثنای مرمت مین سنگِ مقدس
(یعنے حجرالاسود) اپنے مقام پر نصب کیا جائی اور اس نظر سے کہ اسمین
جہگڑا ہو سب نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ شخص اس پتہر کو اسکے مقام
پر نصب کرے اور اس خدمت سے مشرف ہو جو پہلے ان حدودِ
مقدسہ (یعنے کعبہ) مین داخل ہو اتفاقاً سب سے پیشتر حضرت صلعم ہی
خانہ کعبہ مین داخل ہوئے — اور حسبِ اقرار مذکور رسوم مقررہ بجالاکر
حجرالاسود کو اوسکے مقام پر نصب کیا اور چار طرف سے حضرت صلعم کی
تعریف کا نعرہ بلند ہوا — پس اس طرح سے حضرت نے اوس معبد کو درست

کیا جس مین بتونکی عبادت ہوتی تھی - اور بعد چند عرصہ کے آپ صلعم خاص کرکے اونہین بتون کے غارت کرنے کے لئے مبعوث برسالت ہوئے پس واقع مین حضرت صلعم نے ایک پتھر نہین نصب کیا بلکہ ایک نئے مذہب کی بنا ڈالی جسکے آپ سردار ہوئے پچیس ۲۵ برس کے سن تک آنحضرت صلعم اپنے چچا کی خدمت مین رہے اوس زمانہ مین ایک شخص روسائی مکہ مین سے مرگیا اور اوسکی زوجہ مسماۃ خدیجہ کو اپنے کاروبار کے انتظام کے لئے ایک کارندہ کی تلاش ہوئی کسی شخص نے اوس عورت سے حضرت صلعم کی سفارش کی اور اوسنے کہا کہ یہہ شخص تیرے کاروبار کے انتظام کی لیاقت رکھتے ہین پس جو جو شرطین اوس عورت نے کہین سب حضرت نے قبول کین اور تین برس تک اوسکی طرف سے دمشق اور اور شہرون مین تجارت کی اور جب مکہ کو مراجعت فرمائی تو خود خدیجہ کے مکان پر تشریف لیگئے تاکہ اوسے ثمرہ مشقت تجارت بیان کرین - وہ زن بیوہ فرد حساب دیکھکر بہت خوش اور مطمئن ہوئی لیکن جب اوسنے اپنے خیرخواہ اور سرگرم کارندہ (یعنی حضرت صلعم) کو اسطرح اپنے سامنے کھڑے دیکھا جسطرح نوکر اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور یہہ بھی دیکھا کہ آپ کی چشمہای سیاہ اور روئی (مبارک) اور جسم شریف مین عجیب سنجیدگی اور خوبصورتی اور دلربائی پائی جاتی ہے تو اوسکی اپنی دولت کے بڑہنی سے بھی زیادہ تر سرور حاصل ہوا - اب اوس بیوہ حسنہ کا چالیس ۴۰ برس کا سن تھا اور دو عقد کر چکی تھی اور ایک بیٹی

اور دو بیٹی بھی رکھتی تھی تاہم آنحضرت کی حسنِ جسمانی اور اوصافِ
نفسانی اور عقلمندی اور سرگرمی پر ایسی فریفتہ ہوئے کہ تاب ضبط نہ
باقی رہی اور فوراً حضرت سے عقد کر لیا جب خدیجہ سے آپ نے عقد
کیا اوس زمانہ مین آپ کا حسن شباب پر تھا صورت سے آثارِ حکومت
نمایان روئی (مبارک) سے رعبِ سلطانی نمودار خال و خط مناسب
چشمہائی (مبارک) سیاہ اور دلربا بینی (شریف) فی الجملہ خم دہن (مبارک)
خوش قطع دندان (شریف) مانند سلکِ گہر رخسارہ (مبارک) سرخ و سفید
موئی سر اور محاسن (شریف) سیاہ اور باریک تہی لیکن بسبب خضاب کی
اونکا رنگ ایسا ہلکا ہو گیا تہا جیسا چینٹ کی پہول کا ہوتا ہے خندہ لب
دلربا آوازِ شیرین حرکات و سکنات متین و دلچسپ وضع و اطوار
خوبی صفائی قلب اور صداقتِ قول ظاہر تہی اوصاف حمیدہ متوجہ
کرتی تہی اوس شخص کو جس سے آپ خطاب فرماتی تہے آنحضرت ؐ کی
کمالاتِ نفسانی بھی بہت بڑے تہے ذہن حاد اور سریع الانتقال
حافظہ وسیع اور قوی طبیعت شگفتہ اور عالی رای صائب اور واضح
شجاعت جسمین خوف کا نام نہین اگرچہ بعض لوگ کہتے ہین کہ آنحضرت
اپنی باتون پر متنبہ ہوتے تہے خیر یہ لوگ جو چاہین سو لکہین
لیکن راقم کہتا ہے کہ حضرت اپنی اہم مطالب یعنی رسالت کے
انجام دینی مین ایسے مستقل اور ثابت قدم رہی اور ایسا صبر و تحمل
کیا کہ ہر شخصکو لازم ہی کہ آپ کی تعریف اور مدح کرے آنحضرت ؐ

کی فصاحت خلقی تھی نہ کسبی اور چونکہ افصح محاورات فصحاے
عرب استعمال فرماتے تھے لہذا آپ کی فصاحت زیادہ
ہوگئی تھی اور قوت بیان ایسی تھی کہ اوس سے آپ +
کے کلام کو اور بھی زیادہ رونق ہوجاتی تھی عبارت مرقومۂ ذیل
گبن صاحب مورخ کے قلم تحقیق سے جاری ہوئی ہے +
اور یہ حضرت کے زمانۂ آخر کا حال ہی اور مؤید بیان راقم ہی حضرت محمد
حسن مین ممتاز تھے اس نعمتِ ظاہری (یعنی حسن) کی کوئی شخص
تحقیر نہین کرتا الا وہ لوگ جنھین خدا نے اس سی محروم رکھا ہے
حضرت کا حسن ایسا تھا کہ جب گھر مین یا بسر وعظ فرماتے تھے تو قبل
اس کی کہ زبان مبارک سی کچھ فرمائین سامعین آپکی صورت ہی
دیکھکر عاشق ہوجاتی تھی اور تمام محفل مین غلغلۂ تعریف بلند
ہوتا تھا اور لوگ کہتے تھے (سبحان اللہ) کیا رعب وسطوت شاہی
ہے کیا آنکھین ہین کہ دلمین چبھی جاتی ہین کیا خوبصورت مسکراہٹ
ہی کیا روے مبارک ہی جس سی ہر ایک بات دل کی عیان ہے
اور کیا اشارات ہین جسمین ہر لفظ زبان مبارک سی فرماتی ہین رسوم
روزمرہ مین حضرت مثل اپنی ہموطنون کے خلق و تہذیب کا بہت
لحاظ رکھتے تھے امرا اور اہل مقدرت سی بڑی تعظیم و تکریم سے
پیش آتے تھے لیکن ساتھ ہی اس کی یہ بھی تھا کہ غریب ترین
باشندگان مکہ سے نہایت خلق و مروت فرماتی تھی حضرت کے

حضرتؐ کی اوضاع و اطوار ظاہر مین ایسی صاف ستھے کہ اون سے دل کے
باتین چھپی ہوئی تھین اور لوگون سے اس لطف و محبت سے پیش
آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ سے ہر شخص سے دوستی ہے
آپکا حافظہ وسیع اور قوی مزاج مین حلم و خلق طبیعت عالی ذہن سلیم
اور سریع الانتقال اور رای صائب تھی اور جو بات سوچتے تھے اوسکو
فعل کرتے تھے اوس سے جرات ظاہر تھی اور اگرچہ رفتہ رفتہ
آپ کی ارادے بڑھ گئے اور کامیابی بہی حاصل ہوئی تاہم پہلی ہی
جو آپ کی ذہن مین دعوی پیغمبری کی خطور کیا تہا اوسی سے معلوم
ہوتا ہی کہ آپ بڑے عقیل اور عالی طبیعت تھی پسر عبداللہ نے
اشرف خاندان مین تربیت پائی تھی اور افصح محاورات عرب سیکھی تھے
اور چونکہ اکثر مقامات پر ازراہ عقلمندی ساکت رہتے تھے لہذا اسی
آپکی فصاحت اور بلاغت کو اور زیادہ رونق ہو گئی تھی فقط
اگر آنحضرتؐ کی تحصیل علم کو پوچھیے اور علم کی معنی متعارف لیجیے تو
اسپر سب مورخین کا اتفاق ہے کہ آپنے مطلق علم حاصل نہین کیا ہان
اس قدر علم حاصل کیا تھا جسقدر کہ آپکی قبیلہ مین مروج تھا اور آپکے
قبیلہ کی علم کی یہ کیفیت تھی کہ جسے ہم علم ادب کہتی ہین اوس سے
اونہین سروکار نہ تھا بلکہ اوسے حقیر سمجھتے تھے اور اپنی زبان کی آگی
کسی زبان کی حقیقت نہ سمجھتی تھے اور اپنی زبان مین بہی کتابون کے
ذریعہ سے کمال نہ حاصل کیا تھا بلکہ کثرت استعمال سے اور اون

ان لوگون نی اوسیقدر علم پر کفایت کی تھی جسقدر کاروبار خانگی مین
بکار آمد تھا اور جن اشعار کو اپنی کاروبار زندگی کی لئیے مفید
سمجھے تھے حفظ کر لیتی تھی پس یہ بات سچ ہے کہ اگرچہ عرب کبھی
اوستاد سی نہ پڑھا ہوتا ہم بڑا فہیم و عقیل ہوتا تھا اسواسطے کہ عرب
اکثر لڑائیون مین مشغول رہتے تھے اور لشکر مین بھی ایک قسم کا
مدرسہ ہوتا ہے جہان ایسی تجربہ کار اور ذی لیاقت لوگ بھی ہوتی ہین
جنکی صحبت سے اور لوگون کو بھی علوم عقلیہ و فن ادب مین دخل ہوجاتا ہے
جسے ہم لوگ تعلیم کہتے ہین اوسی تہذیب اخلاق اور حدت ذہن باشندگان
ممالک مشرقیہ سے کچھ تعلق نہین (یعنی عرب وغیرہ کی تحصیل علم
خلیق و ذہین ہوتے ہین) مخفی نہ رہے کہ مورخین عرب نے آنحضرت صلعم
کی عقد کا حال بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہی اور وہ حکایت دلچسپ
یہہ ہے کہ شادی بڑی دھوم سے ہوئی دو اونٹ دعوت کی لیے
ذبح کیے گئے اور مہمانون کی خوش کرنیکے لیئے خدیجہ کی کنیزین دف
بجا بجاکے خوب ناچین جب حضرت نے عقد کیا تو سن شریف اٹھائیس[۲۸]
برس کا تھا اور خدیجہ چالیس[۴۰] برس کی تھین لیکن اس سن مین بھی
خوبصورت تھین اور حالانکہ حضرت صلعم اون سے سن مین چھوٹی تھی تاہم
اپنے محسنہ سے بڑی شفقت اور محبت سی پیش آتے تھی اور اگرچہ
حسب رواج ملک دوسرے زوجہ کرنی کی مجاز تھی لیکن اس رسم کی پابندی
نہین کی اور دوسرا عقد نہ کیا اس عقد سے پندرہ[۱۵] برس کی زمانہ تک

حضرت کا

حضرت کا حال اچھی طرح معلوم نہین **واضح ہو** کہ پندرہ برس کے
زمانہ تک جناب شیخ کا حال بھی اچھی طرح معلوم نہین ہوتا ہان اتنا
معلوم ہوتا ہی کہ وہ حضرت یوسف سنار کی دوکان مین کام کیا کئے
اور جو خدمت (یعنی نبوت) حق تعالی نے اونکے سپرد کی تھی اوسکی
بجالانی کی فکر اور غور مین رہتے تہے آپ حضرت محمد نے چاہا کہ تصفیہ
نفس ہو جاوے اور ایسی باتین اختیار کرین کہ عداوت اور ملامت
خلائق سے محفوظ رہین شب و روز اسی بات کی فکر و تردد مین
رہتے تہے اور سوا اس کی اور کوئی کام نہ تہا کہتے ہین کہ حضرت
ہر سال مین چھ مہینے غار کوہ حرا مین جو اٹھارہ کوس مکہ سے پچھم
کی طرف واقع ہے رہتی تہی اور اسی غار مین توریۃ و انجیل اور اور
کتب سماویہ کی مطالعہ سے اپنی طبیعت غور پسند بہلایا کرتی تہی چونکہ
اسقدر فکر و غور ایک ہی بات مین اس سرگرمی سی کیا تہا لہذا ضرور تہا
کہ اس مشقت نفسانی کا اثر قوی آپ کی طبیعت پر ہوا اور وہ اثر یہہ
ہوا کہ اکثر خواب دیکہنے لگے اور غش کی سی کیفیت طاری ہونے لگی
چنانچہ ایک مورخ کے کلام سی معلوم ہوتا ہی کہ چھ مہینہ تک برابر یہہ
معمول رہا کہ جس بات کا خیال آنحضرت جاگتی مین کرتے تہی وہی
بخیر خواب مین دیکہتی تہے اس امر کا انفصال مشکل ہے کہ حضرت
پر کس قسم کی حالات بیخودی طاری ہوتی تہی آیا یہہ حالتین صرف
تخیلات واہیات تہی جو بسبب زیادہ فکر اور غور کے پیدا ہوتی تہی

یا کوئی مرض جسمانی یا روحانی تھا جسکی سببسے خود بخود جوش سا آجاتا تھا
اور غش کی سی کیفیت طاری ہوتی تھی لیکن یہ امر یقینی ہی کہ بوقت
نزول وحی حضرت پر فکر کا غلبہ ہوتا تھا اور چہرہ متغیر ہوجاتا تھا
اور بعض وقت تو یہ کیفیت ہوتی تھی کہ زمین پر گر پڑتے تھے جیسے
کوئی نشہ مین ہوتا ہے یا کسی پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور سرد دنون مین
ایام مین بھی پیشانی پر قطرات عرق مثل قطرات شبنم کے جمے
رہتی تھی تا لکہ یہ بھی لکھا ہی کہ اگر اوس عالم بیخودی مین اونٹ پر
سوار ہوتے تھے تو وہ حیوان بھی متاثر اور بیقرار ہوکر کبھی گھٹنون کے
بل گر پڑتا تھا اور کبھی اوٹھکر دوڑنے لگتا تھا کبھی اپنی پاؤن
زور سے زمین مین گاڑ دیتا تھا اور کبھی ہاتھ پاؤن اسطرح دیوے مارتا
تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاہتا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤن ٹوٹ کر
گر پڑین یہ قول کہ حضرت کو صرع کی دورہ آتی تھی یونانیون نے
نفسانیت سے ایجاد کیا ہی ان لوگون نی حضرت کو ایک نئے مذہب
کا بانی اور پیشوا سمجھکر ازراہ عداوت اوس حالت بیخودی کو
آپ کی اخلاق مین نقص اور عیب قرار دیا ہی جو عیسائیون کی نزدیک
مستحق زجر و توبیخ ہے راقم کہتا ہی کہ یقین ہی کہ یہ معاندین متعصبین
یہ خیال کرسکتی تھی کہ اگر حضرت اس مرض شدید مین مبتلا بھی
تھے تاہم عیسائیون کی نیکی کا مقتضے یہ تھا کہ اون کی تکلیف پر
افسوس کرتی نہ یہ کہ اوس پر خوش ہوتے اور اوسی علامت غضب الٰہی

نسبحتے سابق مین بیان ہوچکا ہی کہ سنہ ولادت کی چالیسوین برس آنحضرتؐ اوپر رمضان مین شب کو چادر اوڑھے لیٹے تھے کہ اتنی مین سنا کہ کوئی شخص آپ کا نام لیکر پکارتا ہے جو ہین آپ نی چادر سر مبارک سے ہٹائی دیکھتی کیا ہین کہ یکایک ایک دریائی نور امنڈ آیا ہی اور روشنی اسقدر تیز تھی کہ آپؐ اوسی نہ دیکھ سکے اور غش کہا گئی جب ہوش ایا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ بشکل انسان قریب آیا اور ایک ریشمی کپڑا آپؐ کو دکھایا کہ اوسپر کچھ لکھا تھا بعدازان اوسنی آپ سی کہا کہ پڑھہ آپؐ نی فرمایا کہ مین پڑہنا نہین جانتا تب اوسنے یہہ ایت پڑہی پڑہ ای محمد ساتھ نام اللہ کے جو خالق ہی جسنے انسان کو ایک لطفۂ خون سے بنایا پڑہہ ساتھ نام اوس برتر کے جسنے انسان کو قلم کا استعمال کرنا سکھایا اور جو اوس کے دلمین علم کی روشنیان داخل کر سکتا ہے حضرتؐ کا قلب فوراً منور ہوگیا اور جوکچھ اوس پارچۂ ریشمی پر لکھا تھا آپؐ نے باسانی تمام پڑہ لیا بعدازان آپؐ کو خود بخود ایسا جوش اور ولولہ ہوا کہ تاب ضبط نہ باقی رہی اور اوس صحرا مین دور تک دوڑتے چلے گئے جہان کسی بشر کا گذر نہ تھا اور وہان سنا کہ کوئی شخص چلا چلا کر یہہ کلمات کہہ رہا ہی اے محمد تو پیغمبر خدا ہی بزرگ ہے اور مین جبرئیل فرشتہ ہون راقم کہتا ہی کہ اگر کوئی شخص یہہ خیال کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی جب کوئی شخص تنہائی مین ہوتا ہے تو خیالات ذہنی اوسی مشکل دکھائی دیتی

ہیں اور اپنی نفس کو تعلقات جسمانی سے منزا سمجھنے لگتا ہی اور ایسی
ایسی تصورات اور اوہام خاص کر کے ان فرقون کو بلکہ بعض وقت
ان عورتون کو بھی ہوتی ہین جنکی عقول بہت قوی اور کامل ہوتی ہیں
جیسا کہ ایک مرتبہ بروٹس نے اپنی خیمہ مین قیصر کی روح کو دیکھا اور
داؤد اول نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب اسکی سامنی آکر کہنی لگا کہ تو بڑا
بڑا آدمی ہو جائیگا اور تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایسی ایسی ساعتین ہولناک
دی گئین اور شوکت بزرگ بعد چند مدت کے اکثر یہی گذرے لیکن ایسا
گمان فاسد آنحضرت کی نسبت نہین ہو سکتا اسواسطیکہ آپکی شان اس سی
ارفع تھی کہ یہ حیلہ کرتے کہ جبرئیل فرشتہ نی مجھی حکم کیا ہے کہ خدمت
نبوت اختیار کرون اور ایسی کذب صریح کی مرتکب ہوتی بلکہ اغلب ہے
کہ حضرت کو علم واقعی اور یقین واثق تھا کہ مین پیغمبر خدا ہون اور خدا
مجھپر وحی نازل کرتا ہی چوبیسوین رمضان کو صبح کیوقت حضرت اپنی
زوجہ پاس تشریف لیگئی اور بہت متردد اور پریشان خاطر تھی اور
فرمایا کہ میری اوپر کچھ اوڑھا دو اور اپنے سر کو چھپا لو کہ اسوقت میرے دل پر
بڑا صدمہ ہی جب اوس صدمہ سی افاقہ ہوا تو اپنی زوجہ سی اپنی رسالت
کا اظہار کیا جو ہین خدیجہ نے یہ سنا بلا عذر و تامل آپ کی نبوت پر ایمان
لائین خدیجہ کا ایمان لانا کچھ متعجب نہین اسواسطیکہ یہ بات بھی آنحضرت
کی نسبت یادگار ہی کہ اپنی زوجہ سی جسکی محبت نی تکلیف فقر سے
چھڑا کر اس مرتبہ عالی پر پہونچایا تھا نہایت توجہ اور عنایت سی پیش

آتی تھی اور جب تک وہ زندہ رہین آپنے اور عقد کرنی سی پرہیز کیا
حالانکہ اس نعمت سی متلذذ ہونیکی مجاز تھے اور اس بات کی صداقت
اونہین اسطرح ثابت کی کہ ہمیشہ اون کی محبت مین یکسان رہی نہین کیونکہ
ممکن تھا کہ خدیجہ آپ کی بات کا یقین نہ کرتین بلکہ اونھون نے
اعتقاد کیا کہ حضرت کی وحی امر واقعی ہی اور آپ کو وسیلہ سی خدا نے
اپنی مشیت ظاہر کی خدیجہ کی اسلام قبول کرنے کے بعد زید آپکا غلام
عربی جسی آپ نی آزاد کردیا تھا اور علی ابن ابیطالب آپکی چچازاد بھائی
اسلام سی مشرف ہوے بعد ازان آپ نی ابوبکر کو دعوت اسلام
کی اور اسمین بھی کامیاب ہوئی یہ شخص قریش مین بڑا ذی مقدرت
اور ذی رتبہ تھا اور اس کی تتبع اور ترغیب سے بہت بڑے اور روسائے
مکّہ نی بھی مذہب نو قبول کیا راقم کہتا ہی کہ یہہ بھی آنحضرت کی صداقت
کی دلیل قاطع ہے کہ جو لوگ پہلے مشرف بہ اسلام ہوے آپکی اعزا
اور احباب تھے اور چونکہ یہ اشخاص آپکی افعال و عادات سے
بخوبی واقف تھے لہذا ضرور تھا کہ اگر مثل اور جعلسازون کے جنکا قاعدہ ہے
کہ گھر مین کچھ کرتی ہین اور لوگون سی کچھ بیان کرتے ہین آپ کی
قول و فعل مین بھی مخالفت اور منافات ہوتی تو وہ لوگ آپ پر اعتراض
کرتے اور ہرگز آپکی بات کا یقین نکرتے ان لوگونکو ایمان لائے تھوڑا ہی
عرصہ گذرا تھا کہ ایک سانحہ ایسا ہوا کہ اوس سی ترقی اسلام رک گئی تھا وہ یہ
تھا کہ آنحضرت نے اپنی روسائے قبیلہ کو ایک مجلس مین طلب کیا اور

اون سے اپنی رسالت کا اظہار کیا لیکن اون لوگون نے آپکی قول پہ
مطلق توجہ و التفات نہ کی لیکن جب آپنے یہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہی کہ بت پرستی کو نیست
نابود کر دون اور لوگون کو ملت حضرت ابراہیم ع کی طرف پھیر لاؤن
تو اونہین ایسا غصہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے اور چاہا کہ آپ کو ساکت کر دین
اور کچھ انہین لوگون نے منحصر نہین بلکہ آپ کے قبیلے کے اور اشخاص نی بھی
اسی غصہ اور ترش روئی سے آپکے کلام کی رد کی اگرچہ ابتک ابو طالب
مسلمان نہوے تھے تاہم اون لوگون کے شر و فساد سی اپنی بھتیجے کو بچاتی تھی
چنانچہ اس کی چند سال تک حضرت نے بڑے ظلم و تعدی اور ہتک و ذلت
مین بسر کی اور بعض تابعین حضرت بھی اوسے بلائے ظلم مین مبتلا رہی
ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ دشمنون نے حضرت سی عرض کی کہ اگر آپ اپنے
مطلب یعنی دعوی نبوت سی دست بردار ہون تو ہم آپکو روپیہ دینگے
یا اپنا سردار مقرر کرینگے حضرت نے اون لوگون کی جواب مین وہ جزو قرآن
تلاوت کیا جسی اکتالیسون سورہ کہتی ہین اور جسکے چند آیات کا ترجمہ یہ ہی کہ یہ ایک وحی ہے
خدائی رحیم و رحمن کیطرف سی مین صرف ایک آدمی ہون مثل تمہارے
مجھپر وحی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی پس جاؤ سیدھی اوسکی طرف اور
اوسی مغفرت طلب کرو اور افسوس ہی اون لوگون پر جو بہت سی
خدا قرار دیتے ہین جو زکوۃ نہین دیتی اور عقبی کا اعتقاد نہین کرتی
لیکن جو لوگ ایمان لائے ہین اور عمل نیک لاتی ہین وہ باتین جو نیک ہین
تحقیق کیا تین کہ کامل اور ابدی جزا آیا واقع مین تم انکار کرتے ہو

اور وہ خدا کا جسنے دو دن کی عرصہ مین زمین کو پیدا کیا اور تم اسکی
شریک گردانتی ہو تمام عالمون کا بادشاہ وہی ہے اوسی نے رکھی ہین
زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوسنی اوسپر برکت نازل
کی اور چار دن مین تقسیم کیا رزق تمام روی زمین پر واسطے کہانے
تمام مخلوقات کی بعد اوسکی اوسنی مصروف کیا اپنی تئین آسمانونمین
جو اوسوقت فقط دہوان تہی اور اوان سی اور زمین سے اوسنے
کہا کہ آؤ خواہ اپنی مرضی سے خواہ بدون اپنی مرضی کے پس اون
دونون نے جواب دیا ہم آتی ہین تابعدار سے اگر کوئی شیطان کا بہکا
تجھے ای محمد مین لی تو پناہ ساتہ خدا کی اسواسطیکہ وہی ہے سننے والا اور
جاننے والا جہوٹ جسبلا سو وہ آجیگا ساتہ پہونچنے کا یہ (قران) ایک پیام
ہی کہ بہیجا گیا ہے دانا اور تعریف کی گئی طرفسے کوئی چیز نہین کہی ہے
تجہسے ای محمد جو نہین کہی گئی تہی اون پیغمبرون سے جو تجہسے پیشتر گذری
تحقیق کہ تیرے خدا کی ساتہ ہی عفو اور اوسی کی ساتہ ہی ڈرانیوالی سزا
حضرت صلعم کے دشمنون نی ان آیات کی جواب مین کہا کہ اپنی پیغمبری ثابت
کرنے کے لیئے کوئی معجزہ ہمین دکہلایئے لیکن آپ نی انکار کیا
اور فرمایا کہ مین اسواسطے مبعوث ہوا ہون کہ تمہین وعظ و نصیحت
کرون نہ اسلیئے کہ معجزہ دکہلاؤن اور ساتہ اس کی قران کا حوالہ کیا
اور اون سے فرمایا کہ اگر تمسے ہو سکے تو کوئی اور کتاب مانند اسکے
فصاحت اور بلاغت مین تصنیف کرو در حقیقت یہ بات کبہی نہین ہو سکتی

ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے ترویج شریعت اثبات دعوی نبوت کے لیے
مکر اور حیلی سے کیہ یا جو جو طرح کے معجزے کہانی بلکہ علاوہ اسکے معلوم ہوتا ہے
کہ آنحضرت ﷺ نے فقط اپنی عقل اور فصاحت پر تکیہ کیا اور ابتدائی دعوی
نبوت سے سرگرمی اور حمیت مذہبی آپ کی مدد و معاون رہی آنحضرت ﷺ
پر حمیت مذہبی کا بڑا غلبہ تہا اور ہر زمانہ مین اور ہر فعل سے آپ کی
یہ حمیت ظاہر تہی یہ عجیب بات ہے کہ حضرت ﷺ نے تو اظہار معجزہ سے
انکار بہت کیا لیکن لوگون نے ہر قسم کی معجزات آپ کی طرف منسوب کیے
ہین اور جس طرح لوگون نے تاریخ اور فضائل اولیاء و مقدسین عیسوی
جہوٹی کہانیان جوڑ کر اور حاشیہ چڑہا کر خراب کیے اوسی طرح حضرت ﷺ
کی حال و مقال کو بہی غارت کیا فی الواقع جیسا تفاسیر اور احکام
انجیل اور خیالات باطلہ و ہمیہ بونا ویٹرا مین فرق بین ہے اوسی
طرح اخبار مروجہ قران اور قصص و حکایات مخترعہ مین منافات کلی ہے
گبن صاحب مورخ نے عبارت مرقومہ ذیل مین بعض کرامات
ان کرامات منسوبہ با آنحضرت ﷺ سے بیان کی ہین عیسائیون نے
ازراہ تعصب مذہبی آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بیان کیا ہے کہ ایک کبوتر
آسمان سے اوترتا تہا اور آپ کی کان مین کچہ کہتا تہا چونکہ یہ
جہوٹی کرامات گروشیش نے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کی تہی اسکو
ترجمہ عربی متعلق بہ پاکال نے جو ایک مرد عالم تہا اوس سے پوچہا کہ
آیا یہ کرامات حضرت ﷺ کی کن کتابون مین دیکہی ہے گروشیش کو

اس کے جواب مین اور کچھ نہ بن پڑا سوا اسکے کہ اپنے گناہ کا اعتراف
کیا اور نہ کہا کہ یہ کرامت تو مسلمان خود نہین جانتے اور اس خیال سے
کہ مبادا یہ بیان مسلمانون کی غصہ اور مضحکہ کا باعث ہو یہ کہ بیچ سے
ترجمہ عربی سے نکال ڈالا گیا لیکن لاطینی کتاب کی بہت سی نسخون مین
یہ حکایت موجود ہے جب ابو طالب نے دیکھا کہ آنحضرت کے دشمن اب
آپ کے بغض و عداوت مین مصر و مستحکم ہین تو بکمال اصرار آپ سے
کہا کہ اب اس بات (یعنی اثبات نبوت) کی زیادہ پیروی نہ کرو حضرت
نے یہ جواب مین فرمایا کہ اگرچہ قریش میرے قتل پر مستعد ہون لیکن
جبتک کہ آفتاب اور ماہتاب (اسے یہ غرض تھا کہ ان ستارون کو
قریش ازراہ جہالت خدا جانکر پوجتے تھے) میری دہنی اور بائین
طرف ہین (یعنی جبتک کہ یہ باقی ہین) مین اپنی ارادہ سے ہرگز
نہ باز آؤن گا اس مقابلہ اور مجادلہ سے حضرت ؐ کی کچھ خوف نہ کیا اور یہ
چند اشخاص کو جمع کیا جنمین اکثر آپ ہی کی قبیلہ کے تھے اور اونکی
سامنے تھوڑا سا گوشت بیرا اور ایک جام شیر رکھا اور اوسمین سے
تھوڑا سا خود بھی تناول کر کے اوٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی کیفیت
اون سے بیان کی اور فرمایا کہ جو شخص میرا ایمان لائیگا اوسے
خزائن ابدی عنایت کرونگا اور آخر مین ایک خطبہ فرمایا جس کی
فصاحت عرب مین مشہور ہے اور اوس خطبہ مین ارشاد کیا کہ کون
شخص تم مین سے اس بوجھ کے اوٹھانے مین میری مدد کریگا

اور کون شخص میرا نائب اور وزیر ہوگا جسطرح ہارون موسیٰ کا نائب
تہا تمام شخص متحیر اور ساکت ہوگئے اور کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ
اس عہدۂ نازک کو قبول کرے یہانتک کہ وہ مرد جوان اور شجاع
یعنی علیؑ آپ کی چچازاد بہائی اوٹھ کہڑے ہوئے اور باآواز بلند عرض
کی کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین تمام حضار مجلس مین صغیر السن ہون
اور میری آنکہین ان سب کی آنکہون سے زیادہ پر آزردہ ہین اور میرا
شکم ان سب کے شکمون سی بزرگتر ہی اور میری ساقین ان سبکی
ساقون سی باریکتر ہین اور یا رسول اللہ مین آپکا خلیفہ انلوگون پر
ہونگا جب یہ کلام آنحضرتؐ نے سنا تو اپنی باہین اوس جوان صالح کی
گردن مین ڈالدین اور اوسے اپنے سینہ سی لگا لیا اور باآواز بلند
فرمایا دیکہو میرے بہائی میری وزیر کو واضح ہو کہ ابتدا مین تو +
آنحضرتؐ نے خفیہ وعظ فرمائی بعد ازان علانیہ موعظہ فرمانے لگے
اور روز بروز آپکی اصحاب بڑہنے لگی اکثر کوہ صفا اور ابو قبیس پر
جو قریب شہر مذکور یعنی مکہ واقع ہین وعظ فرمایا کرتی تہی لیکن
کبہی کوہ حرا پر بہی تشریف لیجاتی تہی اور وہان سے
شہر سی لاکر اوس کتاب مین شامل کرلی تہے جو آخر کو قرآن کے
نام سی مشہور ہوئے اسی زمانہ مین آنحضرتؐ نے ایک اور شخص
یعنی عمر نامی کو مسلمان کیا یہ شخص آپکا بڑا دشمن تہا لیکن
منصف تہا تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ عمر اپنی بہن آمنہ سی بسبب قبول

نزوب

مذہب بدلنے کی بہت ناخوش ہوا تھا چنانچہ ایکروز اپنی بہن کو قتل کرنے چلا کر
قرآن پڑھتی سنکر زور سے مارا اور قرآن بھی زمین پر پھینکدیا لیکن
وہ عورت نہ گھبرائی بلکہ باطمینان تمام قرآن کو اوٹھالیا اور اپنے بھائی
کو ہرگز نہ دیا اس حرکت سے عمر زیادہ تر غصہ ہوا اور اوس سے قرآن
چھین لیا اتفاقاً اوسکی نظر چند سطروں پر جو پڑی تو نہایت متعجب ہوا
اور بعد تعجب کے انفعال بھی ہوا اور اوسی جگہ مسلمان ہوگیا تلوار ان
عمر مسلح اور مکمل کوہ صفا کو جو حضرت کی جای پناہ تھی عجلت تمام روانہ
ہوا حضرت نے عمر کو آتے دیکھکر باواز بلند فرمایا اے عمر کہا تمہی آتا ہی
آیا تو یہاں رہیگا جبتک یہ سقف تجھپر ٹوٹ پڑے اور تو
دبکر مر جائے عمر نے جواب مین عرض کی کہ مین آیا ہون دراصل لیکہ
بصدق دل ایمان لایا ہون خدائے برحق پر اور آپ پر کہ اوسکے رسول
محبوب ہین جب قریش نے دیکھا کہ حضرت اب تک اپنی مذہب کی ترویج
مین مصروف اور سرگرم ہین تو اب اونھون نے زیادہ ظلم و تعدی پر کمر
باندھی اور آپ کی اصحاب سے اس بیرحمی سے پیش آنے لگے کہ اونھون
نے مکہ مین رہنا مناسب نہ جانا جب آنحضرت نے یہ دیکھا تو جو اصحاب
کہ یار و مددگار تھے اونہین اجازت دی کہ اور کہین جا کے پناہ لین
حسب ارشاد آنحضرت وہ مکہ سے چلے گئے اور ملک حبش مین جا کر پناہ
لی سنہ ہجرت (یعنے فرار) آنحضرت کی بعثت کی پانچوین برس میں شروع
ہوا جن لوگون نے فرار اختیار کیا تھا شمار مین اسکی گیارہ مرد و زن

اور چند لڑکی تھی نجاشی بادشاہ حبش ان فراریوں سے بمہربانی
پیش آیا اور جن لوگوں کو قریش نے اون کی طلب کی لیے بھیجا تھا
اون بیچاروں کو ہرگز اون کی حوالہ نہ کیا اور مورخین عرب لکھتے ہیں
کہ بادشاہ موصوف خود مسلمان ہوگیا

## باب دوم

آن حضرت صلعم کی بعثت کے دوسرے برس یہ ماجرا گذرا کہ

چونکہ آپ صلعم کی اصحاب اور اتباع نے مکہ میں بڑا اختیار و اقتدار حاصل
کر لیا تھا ۔ تمام اہل شہر نے یہ حکم کیا کہ خبردار اب کوئی شخص یہاں کی
باشندوں میں سے حضرت صلعم کی پیروی نہ اختیار کرے لیکن اس حکم سے
حضرت صلعم کو کچھ ضرر نہ ہوا اسواسطے کہ آپ کی چچا ابوطالب آپ کی
حفاظت اور حمایت کی لیے موجود تھے لیکن جب [illegible]
ابوطالب نے بھی انتقال کیا جب تو آپ کو بڑی مشکل پڑی اسواسطے کہ
تمام مال و اسباب اور عہدہ اونکا اپنے دشمنوں کے ہاتھ لگا اور
چونکہ ان معاندین نے اب ایسا اقتدار حاصل کر لیا تھا کہ کبھی
نہ پایا تھا تو اب بعض دفعہ میں بھی زیادتی شروع کی اور ہر وقت
یہاں تک کہ نماز میں بھی آپ کی تضحیک اور تذلیل کرنے لگے اور
طرح طرح کی نجاستیں آپ کی دسترخوان پر پھینکتے تھے اور اوس حرکات
ناشایستہ سے ایک پریشان کر رکھی تھی علاوہ ان سب مصیبتوں کی
ایک اور مصیبت حضرت پر یہ پڑی کہ ہنوز ابوطالب کی وفات کو تھ

تهوڑهی دن گذرتے تهے کہ آپ کی زوجۂ وفاشعار نے آپکی آنکهون کی
سامنے انتقال کیا واقع مین اس ہمدرد کا مرنا حضرتؐ کی لیئے ایسی مصیبت
عظیم تهی جتنی بشر کا دل شق ہو جائے بیس برس تک خدیجہ آنحضرتؐ
کی مشیر اور دستگیر رہین اور اب اون کی مرنے سے آپکا دل ٹوٹ گیا
اور گهر ویران ہوگیا حالانکہ اس عمر مین کون حسن وجوانی اون مین
باقی رہا ہوگا لیکن حضرتؐ کی مرتے دم تک وہی وفا کی اور جیسا کہ اوپر
بهی بیان ہو چکا ہے کہ اور عقد کرنیسی بازرہی خدیجہ قبرستان
مکہ مین جو اوس شہر کے شمال اور مغرب مین واقع ہے دفن ہوئین
چنانچہ ایک سیاح مشہور برکہارت نامی سے ہمنے سنا ہے کہ اونکی
قبر ابتک موجود ہی اور زائرین خاص کرکے ہر جمعہ کو اوسکی زیارت سی
مشرف ہوتی ہین لیکن اس روضہ مین سوا سنگ قبر کے اور کوئی
چیز عجیب اور تحفہ نہین اور اوس پتهر پر چند آیات قرآن مشہور آیت الکرسی
خط کوفی مین بڑی خوبصورتی سے کهدے ہین آنحضرتؐ تادم مرگ
خدیجہ کے شکرگذار اور رطب اللسان رہی اور خدیجہ کو آپنی اس افسوس
سے جو یاد کیا تو عایشہ کو جو آپ کی ازواج مین بہت کمسن اور حسینہ اور
جمیلہ تهی رشک آیا اور بی ادبی سے اون مرحومہ کی مذمت کرنی لگی
اوسوقت خدانے حضرتؐ کی تسلی کے لیئے یہ آیت نازل کی آیا وہ +
پیرالسن نہ تهی اور خدا نے اوس سی بہتر اور حسین تر تجهے نہین عنایت
کی آنحضرتؐ کا دل بهر آیا اور باواز بلند درگاہ جناب باری مین عرض کی

کہ خداوندا مجھے اوس سی (یعنی خدیجہ) بہتر اور شفیق تر کوئی زوجہ مجھے نہیں ملی وہ اوسوقت مجھپر ایمان لائی تھی جبکہ سب لوگ میرے تذلیل اور تحقیر کرتے تھے اور مجھپر ہنستی تھی اور اوسنے اوس عالم مین میری خبرگیری کی اور مجھے راحت پہونچائی جب تمام عالم میری قتل اور ہتک کے درپی تھا چونکہ اب کوئی اپکا حامی اور حافظ نہ باقی رہا تھا لہذا دشمنون سنے اور بھی ظلم و تعدی کرنی شروع کی پہلا قریش کا تو کیا ذکر عزیزان قریب اور اونلوگون سنے جو کسی زمانے مین آپکی دوستی کا دم بہرتے تھے دست تعدی دراز کیا پس حضرت مجبور ہوسے کہ جائے امن تلاش کرین اور زید اپنی وفادار غلام کو ساتھ لیکر ایک چہوٹی سی شہر کو جسے طایف کہتی ہین روانہ ہوسے یہ شہر مکہ سے ، میل مشرق کیطرف واقع ہے اور یہان ایک اور چچا آپکے رہتے تھے جنکا نام عباس تھا جب حضرت اس شہر مین پہونچے تو وہان کی روسا مین سی تین شخصون سے اپنی نبوت کا اظہار کیا اور اونہین ترغیب دی کہ اس مذہب نو کی ترویج مین اعانت کرین اور یہ سعادت حاصل کرین لیکن آپکی کلام نے اون لوگون پر تاثیر نہ کی اور اونہون سنے بہی وہی اعتراضات پیش کیے جو آپکی ہموطنون نی کیی تھی اور عرض کی کہ آپ اور کہین پناہ لین تاہم آنحضرت مہینہ بہر اوس شہر مین رہے اور وہان کی باشندون مین جو لوگ زیادہ خوش مزاج اور عقیل تھے اونہون نی تہوڑی بہت آپکی تعظیم اور تواضع بہی کی لیکن آخرکار غلام اور اوباش ارذال سنے آپ سے

منحرف ہوکر پتہروں کی بوچہار کردی اور اون پہاڑوں مین جو کہ اوس
شہر کے واقع ہین اور اوس ریگستان مین دو تین میل تک حضرت کا تعاقب
کیا آخر ش حضرت ایک مقام پر پہونچے کہ وہان بہت سے باغ تہے
اور تہک کر ایک باغ مین پناہ لی اور تہوڑی دیر ایک انگور کے درخت
کی سایہ مین آرام فرمایا جب بیدار ہوے تو پہر مکہ کو راہی ہوئے
اور جب قریب شہر پہونچے تو مطائب بن عدی کو کہ بہت دیندار تہا
اور آپسے موافق تہا ایک نامہ باینمضمون لکہا کہ مجہے بحفاظت داخل شہر
کیجیے حضرت کا ارشاد مطائب بجا لایا اور اپنی اولاد اور خدام کو جمع
کر کے حکم کیا کہ مسلح ہوکر کعبہ کے قریب کہڑے ہو بعد ازآن آنحضرت
مع زید داخل مکہ ہوے اور آپ کی حافظ یعنی مطائب نے ممانعت کردی
کہ خبردار کوئی شخص ان سے بے ادبی سے پیش نہ آئی بعد اوسکی آنحضرت
نے آگے بڑہ کر حجر الاسود کو بوسہ دیا اور مطایب اور اوسکی لشکر کو حفاظت
کے لیئے ہمراہ لیکر بیت الشرف کو مراجعت فرمائی قریب دو مہینہ کی بعد
وفات خدیجہ آنحضرت نے ایک زن بیوہ مسماۃ بہ سودہ سے عقد کیا اور
تہوڑی ہی عرصہ کے بعد عائشہ سے نکاح کیا یہ عورت بہت کمسن اور
حسینہ تہی اور آپکی یار غار ابوبکر کی بیٹی تہی یہ عقد آپنے اسواسطے
کیا تہا کہ آپسمین محبت اور یتاک بڑہے منقول ہے کہ بعد وفات خدیجہ
تیرہ یا پندرہ عورتین حضرت صلعم سے منسوب ہوئی تہین اونمین سے گیارہ
یا بارہ سے باوقات مختلفہ اپنی عقد کیا واضح ہو کی — اس فعل پر آنحضرت

کی ہی جسپر مخالفین نی بڑی طعن کی ہی اور اسی آپ کی شہوت نفسانی کی دلیل قطعی گردانی
ہی لیکن راقم کہتا ہی کہ قطع نظر اسکے کہ آنحضرت صلعم کی زمانہ مین عرب اور بلاد مشرقیہ مین رسم
تعدد ازدواج مروج تہا اگرچہ یہہ رسم قوانین یورپ کے خلاف ہو اور اوس زمانہ مین یہ فعل قبیح اور خلاف
اخلاق بہی نہ تصور کیا جاتا تہا یہ بات ذہن نشین رہی کہ آنحضرت صلعم نی پچیس ۲۵ برس کے سن سی پچاس ۵۰
برس کی عمر تک ایک ہی زوجہ پر کفایت کی اور جبتک وہ تریسٹہہ برس کی ہو کر مر گئین اور کوئی
عقد نہین کیا اور اونسی کوئی اولاد ذکور مین سے نہین پہونچی پس اب ہم یہ پوچھتی ہین کہ آیا یہ
گمان ہو سکتا ہی کہ جو شخص بڑا شہوت پرست ہو اور ایسی ملک مین رہتا ہو جہان تعدد ازدواج رسم عام ہو
وہ شخص پچیس ۲۵ برس تک ایک ہی زوجہ پر قناعت کری اور وہ زوجہ بہی کیسی کہ پندرہ ۱۵ برس اوس سی بہی
خود سی بڑی ہو اور آیا یہہ گمان غالب نہین ہو سکتا کہ آخر زمانہ مین آنحضرت صلعم نی ترہ برس کی عمر مین
اور ازدواج جو کئین تو اسی خاص کر کی آپکو یہ مقصود تہا کہ اولاد ذکور بہم پہونچین (مخفی نرہی کہ جس
ماہ متبرک مین حاجیون کے قافلی مکہ مین آتی تہی وہ مہینہ عرب مین تمام خلائق کی امن و امان کی
دن ہوتی تہی اور بڑے بڑے شر و فساد موقوف ہو جاتی تہی اور ہر طرف سی لوگ جوق جوق
اوس معبد عام (یعنی کعبہ مین) سالانہ عید کرنیکو آتی تہی آنحضرت صلعم نی یہ موقع ہاتہ سی جانی نہ دیا
اور اس مجمع عام مین وعظ فرمانی شروع کی اور بہت سی لوگ باشندگان یثرب مین سی مسلمان ہو
گئی جب یہہ نو مسلم اپنی وطن کو پہر گئی تو اپنی لوگون مین اس نئی مذہب کی بہت تعریف کی
اور اپنی دوستون اور ہموطنون کو بڑی سرگرمی سی ترغیب دی کہ اس مذہب کو قبول کرین
اور اس کوشش مین بخوبی کامیاب ہوئی اور انکی کامیابی کی یہہ وجہ تہی کہ چونکہ اہل مکہ اور اہل
مدینہ مین بہ سبب تجارت کی آپسمین حسد اور نا اتفاقی تہی لہذا اس مذہب کو ئی
مکہ مین تو اچہے رواج نہ پایا تہا واضح ہو کہ بعثت کہ بارہوین برس آنحضرت صلعم نی اپنی سفر شعب سے طائفی

معراج کی حکایت بیان کی اس قصہ کا مضمون یہ ہے کہ حضرت ایک جانور
مسمی بہ براق پر سوار ہو کر جبرئیل فرشتہ کی رہنمائی سے اورشلیم
(یعنی بیت المقدس) کو تشریف لگئی اور وہان سے آسمان پر تشریف
لیگئے قرآن کی پندرہوین سیپارہ مین اس قصہ کا ذکر مبہم ہے آنحضرت
نے معراج کا قصہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ایک شب مین اپنی زوجہ عایشہ کی
ساتھہ ہمخواب تھا کہ مین نے سنا کہ کوئی شخص دروازے پر دستک دیتا ہے
پس مین اوٹھہ کھڑا ہوا اور دروازے پر جو گیا تو دیکھا کہ جبرئیل فرشتہ
کھڑے ہین اور اون کے قریب براق کھڑا ہے یہ ایک عجیب وغریب
جانور تھا اسکا چہرہ آدمی کی چہرے سے مشابہ تھا کان ہاتھی کی کانون سے گردن اونٹ
کی گردن سے جسم گھوڑے کی جسم سے دم خچر کی دم سے اور کھر بیل کی کھرسے
اور رنگ ایسا سفید اور شفاف تھا کہ جیسے دودھ اور تیزی اور چالاکی مین
بجلی کو بہی اس سے کچہ نسبت نہ تہی بعد ازان جبرئیل فرشتہ نے اپنا
ساتوان پر کہولکر پرواز کیا اور حضرت بہی براق پر اوسکے عقب مین
روانہ ہوے جب آپ اورشلیم (یعنی بیت المقدس) مین پہونچے
وہان حضرت ابراہیم موسی اور عیسی سے ملاقات ہوئی اور آپنے ان سب انبیا کو
سلام کیا اور لقب برادر سے خطاب فرمایا اور اونکی ساتھ نماز پڑہی بعد اسکے آپ مع جبرئیل
بیت المقدس سے روانہ ہوے اور دیکھا کہ ایک نردبان نور ایستادہ تھی اور براق کو ایک حلقہ آہنی مین
جو ایک سخت پتھر مین لگا تھا باندہ دیا کہ وہان آپ کے مراجعت کا منتظر
رہے اور آپ مع جبرئیل اوس نردبان نور سے آسمان پر تشریف لیگئے

جب آنحضرت ملاء اعلیٰ پر پہونچے تو جبرئیل اپنی رفیق کو ساتون آسمان دیکھانے لے
نذریجا لیگئی (جیسا کہ ورجل شاعر رومی ڈینٹ کو لیگیا ہی) اور جب آپ
آسمان اوّل پر پہونچے تو ایک گروہ ملائکہ کو دیکھا کہ باشکال مختلفہ متشکل ہین
بعضی آدمی کی شکل اور بعضی پرند کی صورت اور بعضی چرند کی مانند ہین اور
جنکی پرندون کی شکل تہی اونمین ایک مرغ دیکھا کہ بڑا طویل القامت تہا
اور اوسکی پر ایسی سفید تہی جیسی برف اور اسقدر کثرت ملائکہ کی یہ وجہ تہی
کہ فرشتگان زمین بہی آسمانپر چلی گئے تہی تاکہ اہل زمین کی شفاعت خدا
سے کرین آخرش یہ دونون مسافر اوس مقام تک پہونچ گئے ٭
جہان وہ شجر مقدس ہی جسی سدرۃ المنتہیٰ کہتی ہین یہ درخت جنت العدن
کی حد پر واقع ہی اور اسکی پہل اتنی بڑی ہین کہ ایک پہل تمام مخلوقات
کی خوراک کی لیے بڑی مدت تک کافی ہی اور اسی مقام پر اونہون نے
ایک حد دیکھی کہ اوسوقت تک کسی بشر نی اوس سی گذر نہ کیا تہا یہ سرحد عرش
الٰہی اور آسمانون کی درمیان مین واقع ہی سدرۃ المنتہیٰ کی قریب
ایک اور فرشتہ اون کی رہنمائی کی لیے منتظر تہا وہ فرشتہ آپکو مقامات
غیر محدود پر لیگیا اور اثنائی راہ مین آپنی ہزارہا ارواح سماویہ کو تسبیح و تہلیل
خدا مین مشغول دیکھا یہان تک کہ خدمت اقدس جناب باری مین ٭
پہونچی اور آپکو اوس مقام تک تشریف لیجانیکی اجازت حاصل ہوئی
جہان سی تخت گاہ جناب باری تک دو کمان کا فاصلہ ہے اور بعد ازان وہ کلمہ
طیبہ کرسی پر قلم نور سے مکتوب دیکھا جسی آپ نی اپنی مذہب کی علامت قرار دی

یہ کہ کلمہ یہہ ہی کوئی خدا نہین سوا خدا کی اور محمد اوسکی رسول ہین لیکن یہ نہ معلوم ہوا کہ جناب باری نی اپنی عبد خاص سی کیا کیا ارشاد کیا تہی فقط اتنا سنا ہی کہ خدا نی مسلمانون کو ہر روز پچاس رکعت نماز کا حکم فرمایا تہا لیکن آنحضرتؐ نی حضرت موسی کی مشورہ سی عرض کی کہ عدد نماز پانچ ہوجائی اور یہ عرض قبول ہوی حضرتؐ نی بوقت مراجعت جبرئیل کو ہمراہ لیا اور مکہ کو روانہ ہوی اور جب بیت المقدس پہونچی تو براق پر پہر سوار ہوئی اور اوس سواری پر بحفاظت تمام داخل خانہ ہوی بعض مورخین کی کلام سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سفر دور و دراز ایسی قلیل زمانہ میں طی ہوگیا تہا کہ جب حضرتؐ بستر سی اوٹہکر جبرئیل کی ملاقات کو جانی لگی تہی تو اتفاقاً ایک ظرف پر از آب پر لگی ٹہوکر لگ گئی تہی ہنوز اوسکا پانی زمین تک نہ پہونچنی پایا تہا کہ آپنی مراجعت فرمائی اور اوس ظرف کو پہر اوسکی مقام پر رکہدیا اس سفر کا قصہ اون حکایات مین سی ہی جنکی ناقل بوقت تحریر فرط خوشی سی بیخود ہوجاتی ہین اور اسکی ناقلین نی جذبہ ایمان سی عنان توسن خیال کو ڈہیلا کردیا ہی اور سفر مذکور اور آسمان کو صعود کرنا دونون باتین بہترین لباس حکایات سی پیراستہ اور عمدہ ترین رنگہای داستان سے آراستہ کی گئی ہین بلکہ تمام قصہ نفیس ترین زیورہای خیالی سی مزین کیا گیا ہی واضح ہو کہ آنحضرتؐ کی اصحاب مین اس سفر شب کی بارہ مین بڑا اختلاف تہا بعضی کہتی تہی کہ یہ سفر سوای خواب اور کچہ نہ تہا اور بعضی کہتی تہی کہ آنحضرت

بیت المقدس اسی جسم خاکی سی تشریف لیگئی تھی اور وہان سے آسمان پر فقط
آپ کی روح گئی تھی اور بعضی کہتی تھی کہ آپ دونون جگہ اسی جسم خاکی سی
تشریف لیگئی تھی لیکن اکثر صحابہ اسی قول اخیر کی قایل تھی اور معلوم ہوتا ہی کہ
حضرت نی بھی اسکی صحت کا انکار نہین فرمایا جس سال مین یہ سفر شب
واقع ہوا جسی مسلمان معراج کہتی ہین اور اوس سال کو سال حزن کہ
کہتی ہین اوسی برس بارہ شخص اہل یثرب سے یعنی مکہ مین آئی اور کوہ عقبہ
پر جو اوس شہر کی شمال مین واقع ہی آنحضرت سی اطاعت اور وفاداری
کی قسم کہائی اس قسم کو حلف النسوان کہتی ہین اور اسکی وجہ تسمیہ یہہ
نہین ہی کہ اس عہد مین عورتین بھی شریک تھین بلکہ یہہ ہی کہ بعد
چند عرصہ کی ایسی ہی قسم عورتون سی بھی لیگئی تھی جسکا مضمون یہ
تھا کہ وہ مرتکب سرقہ اور زنا نہ ہونگی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرینگی
(جیسا کہ بت پرستان عرب مین رسم تھا کہ اس خوف سے اپنی لڑکیون کو
مار ڈالتی تھی کہ مبادا ہم ان کی کفالت نہ کرسکین) نہ غیبت کرینگی اور
جو باتین معقول ہونگی اونمین آنحضرت کی متابعت کرینگی آور یہہ
تو کہ مین حضرت کی سفر شب مین مباحثی اور مناظری ہورہی تھی اودہر
مدینہ مین آپ کی تعریفون کی آوازین بلند تھین اور لوگ جوق جوق +
آپکی خدمتمین حاضر ہوتی تھی ان لوگون مین سی بارہ شخص حضرت نی
کچھہ دنون مذہب کو تعلیم کرنیکی لیئی ٹھہرالیی اور انہین اشخاص کو یعنی
بارہ وکیل قرار دیکر شہر مذکور یعنی مدینہ کو ارسال کیا کہ وہان ترویج اسلام

کرین یہ وکیل اس امر مین ایسی کامیاب ہوئی اور ایسی کوشش کی کہ عرصہ
قلیل مین بہت سی باشندگان مدینہ کو مذہب نو کی طرف کھینچ لائی اور
جب ہین آن حضرت نی یہ حال سنا اوس طرف تشریف لیجانیکا عزم بالجزم
کیا آپ خاص کرکے مدینہ اسواسطی تشریف لیگئی تہی کہ آپ کی دشمن
قدیم اور عدوی جان ابوسفیان نی ابوطالب کا عہدہ لیلیا تہا اور حاکم
مکہ ہوگیا تہا اور دوسری وجہ آپ کی مدینہ جانیکی یہ تہی کہ قریش نی آپکی
قتل کا ارادہ مصمم کیا تہا اور جلاد نوکر رکہی تہی تاکہ کسی طرح ایسی دشمن
سی جسکا اقتدار اور اختیار روز بروز بڑہتا ہی جاتا تہا نجات پائین جب
آنحضرت پر اس سازش خفیہ کا حال کہلا تو آپ اور آپکا دوست ابوبکر اوسی
شب تاریک مین چپکی راہی ہوئی اور علی کو حکم فرمایا کہ تم میری جگہ پر لیٹ رہو
اور میری چادر سبز اوڑہ لو اون جلادون نے پہلی تو اوس گہر کا محاصرہ کیا اور
بعد اوسکی زبردستی اندر گہس گئی لیکن جب اوہنون نی یہ دیکہا کہ بعوض
مقتول مقصود یعنی آنحضرت کی علی لیٹی ہین اور خاموش اور راضی برضا
الہی اوس مرگ کی منتظر ہین جو اون کی سردار کی لیئی تجویز ہوئی تہی تو
اون سب کو یہان تک کہ اون کو بہی جو حضرت علی کی قبیلہ کی تہی اونکی
اطاعت اور جانفشانی پر رحم آگیا اور اون کی قتل سی باز رہی اسی اثنا مین
آنحضرت نی مع اپنی دوست کی ایک غار مین غار ثور کوہ ثور میں ہی جو مکہ کی
قریب واقع تہا پناہ لی اور تین دن قیام فرمایا اور اس عرصہ مین پسر اور
دختر ابوبکر خبر بہی لایا کئی اور طعام وغیرہ بہی مہیا کرتی رہی جبکہ اسطرح سی یہ

یہ دونون شخص مخفی تھے تو ابوبکر آنحضرت کو اس خوف عظیم مین دیکھکر بہت
ملول اور مایوس ہوا اور کہنے لگا کہ اب ہم کیونکر بچکر جا سکتے ہین اسواسطے
کہ ہم تو دو ہی شخص ہین آنحضرت صلعم نے جواب مین اوس سے فرمایا کہ ایسا
نہین ہے بلکہ تیسرا شخص بھی ہے وہ خدا ہے اور وہی ہمکو بچائیگا وہ قاتل جو
ابتک تفحص کر رہے تھے اوس غار پر پہونچے لیکن جب یہہ دیکھا کہ اوسکے
منہہ پر ایک کبوتر کا گھوسلہ ہے اور مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے کہ یہ دونون
چیزین آپ کی معجزہ سے وہان پیدا ہوگئین تھین تو وہ سمجھے کہ اس
غار مین کوئی نہین ہے اور اودھر طرف تجسّس کرنے لگے جب وہ لوگ
چلے گئے تو آنحضرت صلعم اور آپکا رفیق اوس غار سے نکلے اور ایک قریب
کے راستہ سے بحفاظت تمام یثرب مین پہونچے اور بعد ۳ روز کے علی رضہ بھی
اون کی عقب مین روانہ ہوئے یہہ سفر ثانی جسے ہجرت یعنی جلا وطن
کہتے ہین ۱۶ جولائی سنہ ۶۲۲ع عہد خسرو بادشاہ فارس مین واقع ہوا
اور اوس زمانہ مین حضرت صلعم کا سن شریف ترپن ۵۳ برس کا تھا اہل یثرب
نے آنحضرت صلعم کی بڑی خاطر مدارات کی اور اوس شہر کا اسم قدیم بدلکر
آپکے نام مبارک سے ملقب کیا اور مدینۃ النبی کہنے لگے اب مدینہ مین
آپ نے سلطنت اور رسالت دونون عہدے حاصل کیے اور درخت خرما
پر تکیہ کرکے یا منبر سادہ اور بے پوشش پر اپنی قوم کی بت پرستی کی ہجو و
مذمت فرمانے لگے اور سامعین کی دلون مین ایسی سرگرمی اور حمیت
اور جان نثاری اور وفاداری ڈال دیتے تھے کہ قاصدان اہل مکہ

لشکر مین بہی اور بیرون شہر بہی مجبور ہوکر اقرار کرتی تہی کہ واقع مین
اہل مدینہ حضرت سے اس اکرام اور احترام سی پیش آتی ہین اور ایسی
اطاعت اور فرمان برداری کرتی ہین کہ خسروان فارس اور قیصران
روم کو بہی یہ بات نصیب نہین واضح ہو کہ اتبک تو یہ مذہب تو صرف
عقاید ہی مین تہا لیکن چونکہ اب یہہ ضرور ہوا کہ اسکی بنیاد مضبوط اور
مستحکم کیجاوے اور طرق عبادت اور اور رسوم
واجب العمل بہی معین کیے جائین لہذا حضرت نے نمازہای یومیہ اور
اون کی سجالانیکی اوقات اور وہ جہت آسمان کی جس طرف مومنین کو
بوقت عبادت متوجہ ہونا چاہیے یہ سب امور مقرر فرمائی اور اسی
زمانہ مین ایک مسجد بہی تعمیر کی گئی جسکی قطع سی بہت سادگی اور
بی تکلفی پائی جاتی ہی اور جسے حضرت نی اپنی دست مبارک سی بنایا تہا
اور یہ رسم بہی جاری ہوا کہ مومنین کو نماز کی لیے موذن طلب کیا کرین
اور موذن ایک مینار پر باواز بلند یہ کہتا تہا خدا بزرگ ہی کوئی خدا
نہین سوا ایک خدا کی اور محمد اوسکی رسول ہین آو نماز مین خدا
بزرگ ہی اور اوسکا کوئی شریک نہین اب ملاحظہ کیجیے کہ حضرت ہی کی
ذات خاص مین اتنی عہدی جمع تہی یعنی سلطنت اجتہاد پیشوائی اور
سپہ سالاری اکثر لوگون نے اقرار کیا کہ آپکو خدا کی طرف سی وحی ہوتی ہی
اور صحابہ نی آپ سی ایسی وفاداری اور جان نثاری کی کہ کبہی کسیکی
رفقائی یہ بات نہین کی اور یہ لوگ آپکا ایسا احترام کرتی تہی کہ جو نبیر

جسم مبارک سے مس ہو جاتی تھی اور یہی متسبر کا سمجھے تھے
اگرچہ حضرتؐ کو بادشاہون سے بہی زیادہ تر اقتدار حاصل تہا تاہم آپ
ایسی سادگی اور انکسار سے بسر کرتی تھی کہ اوس سے زیادہ ممکن نہین
چنانچہ عائشہ سے روایت ہے کہ آپ خود اپنے گہر مین جاروب کشی
کرتی تھی خود چراغ روشن کرلی تھی اور خود اپنے کپڑے سیتے تھے
اور آپ کی غذا اخرما ان جو شیر و شہد ہتا اور [۴۳] یہ چیزین بہی مومنین
اپنے مال سے آپ کو مہیا کر دیتی تھی لیکن جسطرح آپ امور دینی مین
مصروف رہتے تہو اوسیطرح مہمات دنیوی مین بہی مشغول رہتے تہو جب آپکو یہ خبر پہونچی کہ ایک قافلہ الارمع ہزار
اونٹ بسرداری ابوسفیان شام سے آتا ہے اور اوسکی حفاظت کیلیے
اہل مکہ نے پچاس چیدہ سپاہیون کا پہرا بہیجا ہے تو آپ
نے اوس قافلہ پر حملہ کرنیکا ارادہ مصمم کیا حالانکہ آپ کی لشکر مین کل تین سو
تیرہ آدمی ساٹہہ اونٹ اور دو گہوڑے تھے آپنے قریب چاہ بدر جو مکہ
کی راہ مین قریب بحر قلزم کی واقع ہے مورچہ کیا اور ہنوز آپ صفوف
جنگ آراستہ نہ کرچکے تہے کہ سامنے سے پہلی ٹکڑی فوج مکہ کی نمودار
ہوئی لیکن چونکہ وہ لوگ نشیب مین تھے لہذا اونکی فوج کی کثرت
نہ معلوم ہوتی تھی حضرتؐ جانتے تھے کہ اب مقام خوف ہے اور یہ بہی
خوب سمجھے ہوے تھے کہ اسلام کی ترقی اور تنزل اسی لڑائی کی فتح
اور شکست پر موقوف ہے لہذا آپؐ نے دست مبارک بسوئے آسمان
بلند کیے اور بکمال خضوع و خشوع یہہ دعا مانگی ای مالک میری مین

[illegible]

[illegible]

بھیجی عرض کرتا ہون کہ اپنی وعدۂ نصر و فتح کو بھول نہ جا تیو خداوندا
اگر یہ فوجِ قلیل شکست پائیگی تو بت پرستی کو غلبہ ہو جائیگا اور
تیری عبادتِ صادق و خالص تمام روی زمین سی جاتی رہیگی
جب آپنے یہہ دعا مانگی تو جنگِ عظیم ہوئی اور اثنائی لڑائی مین آپکو
جھپکیان آئی سر اور بہ آوازِ بلند فرمایا کہ دروازہ ہای بہشت کھلی ہین
اوس شخص کے لئے جو راہِ خدا مین شہید ہوا اور پھر بآوازِ بلند فرمایا
کہ فرشتی ہماری طرف ہین مین اونہین آتی دیکھتا ہون دیکھو مین
جبرئیل فرشتہ کو دیکھتا ہون کہ اپنی گھوڑی حیزوم کو طلب کر رہی
ہین اور یہ تیغ خدا ہی جو اونہین قتل کر رہی ہی تعد ازان حضرتؐ
جھک گئی اور ایک مشتِ خاک اوٹھاکر اہلِ مکہ کی طرف پھینکی اور
بہ آوازِ بلند فرمایا آن کی چہرے پریشان ہو جائین مسلمانون کی
حمیت اور شجاعت کا مقابلہ کفار نہ کر سکے اور حضرتؐ نی یہ فتح و ظفر
مدینہ کو مراجعت فرمائی اور جو غنیمت ہاتھ آئی تھی اپنی اصحابِ
وفادار مین برابر تقسیم کر دی قرآن مین اکثر مقامات پر جنگ بدر کا ذکر ہی
اور اسی لڑائی کی فتح سی حضرتؐ کو اتنی کامیابیان حاصل ہوئین
جنگِ بدر کی دوسری برس یعنی سنہ ۶۲۴ع مین ابو سفیان اور اور
قریش نی از راہ عداوت تین ہزار آدمی کا لشکر میدانِ جنگ مین
حضرتؐ کی مقابلہ کو جمع کیا ابو سفیان سردارِ لشکرِ کفار مدینہ سی چھ میل
تک بڑھ آیا اور حضرتؐ سی ہمراہی لوگ سی پچاس مومنین کو واسطہ مقابلہ

کیا لشکر قریش حلقہ باندہ کی آگی بڑہا اور یمین فوج کا سردار خالد تہا
جو شجاع ترین اور مہیب ترین عرب تصور کیا جاتا تہا آنحضرت صلعم نے
اپنا لشکر بڑی ہنر اور عقلمندی سی آراستہ کیا اور پہلی تو آپ کی فوج
غالب آئی اور قلب لشکر مخالف مین گہس گئی لیکن طمع غنیمت ایسی
دامنگیر ہوئی کہ اون کی صفون مین بی انتظامی اور پریشانی پڑ گئی
اور دفعتہً خالد نی جناح اور خلف لشکر اسلام پر حملہ کیا آنحضرت صلعم کی روئے
مبارک پر زخم تیرہ لگا اور دو دندان مبارک ایک پتہر سی شہید ہوئی
خالد با آواز بلند پکارا کہ حضرت صلعم قتل ہو گئی اور زمین پر پڑی ہین ادہر
خالد کی مسلمانون نی جو یہی سنی تو اونمین ہل چل پڑ گئی اور سب بہاگ گئی
اور اتنا بہی نہ ٹہہری کہ خبر شہادت حضرت صلعم تو تحقیق کر لیتی سوای چند
اصحاب جان نثار کی جو حضرت صلعم کے گرد جمع ہوی اور کسی گوشۂ امن مین
آپ کو لیگئی اس معرکہ شدید و عظیم مین حضرت علیؓ نی ایسی شجاعت
اور جوانمردی ظاہر کی کہ اس کی انعام مین آنحضرت صلعم نی اپنی دختر
محبوبہ فاطمہ کو اون کی عقد مین دیا یہ (خاتون معظمہ حسن و جمال اور
زہد و تقوی مین اپنا مثل نہ رکہتی تہین یہان تک کہ عرب نی چار زنان
صالحہ و طاہرہ یعنی زن فرعون مریم اور خدیجہ مین چوتہا انہین
قرار دیا تہا اس عقد کے ایک برس کی بعد آنحضرت صلعم نی عید رمضان
معین کی قریب اسی زمانہ کی چند قبایل عرب نے یہ حیلہ کر کی کہ ہمنی اسلام
قبول کیا ہی حضرت سی عرض کی کہ وہ شخص اپنی صحابہ مین سے

ارسال فرمائی کہ ہم لوگونکو آپ کی مذہب کی عقائد تعلیم کرین لیکن جونہی یہ صحابی اون کی سرحد مین داخل ہوئی سب کی سب بیرحمی سی قتل کیے گئی قتل اور مخالفین کی یہود بھی ہر طرح سی اس مذہب کی مقابلہ کی درپی تھی اور ہمیشہ حضرت ؐ کی قتل کی تدبیرین کیا کرتی تھی لیکن آپ کی ایمان اور استقلال اور ہوشیاری سی کوئی تدبیر نہ چل سکی اب تو حضرت ؐ نی ایسا اقتدار حاصل کرلیا تھا کہ شراب خواری موقوف کرادی اور فرمایا کہ جو سچی مسلمان ہین شیرۂ انگور سی نفرت اور کراہت کرینگی چونکہ اوس زمانہ مین اسلام لاکھا دشمنانِ قوی مین گھرا تھا لہذا یہ درستیِ اخلاق (یعنی ممانعت شرابخواری) واجب تھی تاکہ مسلمان اون دشمنون کی حملون سی نہ دب جائین اور اونکی افعال وعاداتِ زشت نہ اختیار کرلین اب قریش بھی یہودیون سی مل گئی تھی اور بہت سی قبایلِ عرب بھی صحراون سی آگئی تھی یہان سب فوجون نی اکٹھا کر کی مدینہ پر چڑھائی کی جہان مسلمان اون کی آمد کی منتظر تھی اور سوائی ایک شخص (یعنی آنحضرت ؐ) کی استقلالِ کامل اور حمیتِ لازوال اور جرات وشجاعتِ غیر مغلوب کی اور کوئی وسیلہ نرکھتی تھی محاصرین کی کوئی تدبیر نہ چل سکی اور ہر حملہ کی بعد حضرت ؐ ظفریاب پہری یہان تک کہ دشمن محاصرہ سی باز آئی اور حضرت ؐ مع لشکرِ ظفر پیکر بتعاقب بنی قریظہ کو روانہ ہوئی اور بعد چند روز کی جنگ کی انہون نی بھی شکست فاش دی مخفی نرہی کہ چند روز بعد فتح بنی قریظہ

حضرت کو دشمنون نے ازراہِ عداوت ایک تہمت آپ کی نسبت کی اور اوسکا ذکر اس مقام پر تذکرہ کی لیئے ضرور ہی وہ تہمت یہ تہی کہ آنحضرت ؐ نے اپنی متبنیٰ کی زوجہ مطلقہ سی عقد کیا لہذا مرتکب جرم عقد از محرمات شرعیہ ہوئے / راقم کہتا ہی کہ حقیقت امر یہ ہی کہ بڑی مدت پیشتر رواج اسلام کی عرب مین یہ رسم تہا کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً اپنی زوجہ کو لفظ مادر سی پکارتا تہا تو پہر اوس سی مباشرت کرنیکا مجاز نہ رہتا تہا اور اگر کوئی شخص کسی لڑکی کو لفظِ پسر سی پکارتا تہا تو وہ لڑکا اوسوقت سی اون حقوق کا مستحق ہوجاتا تہا جو پسر صلبی کی ہوتی ہین لیکن جبکہ بعد رواجِ اسلام کی یہ دونون رسوم مذکورہ قران مین منسوخ کیئے گئی لہذا ہر شخص مجاز تہا کہ اپنی زوجہ سی مباشرت کری بعد اسکی بہی کہ وہ اوسی لفظِ مادر سے پکار چکا ہو اور اپنی متبنیٰ کی زوجہ سی بہی کہ بعد مطلقہ ہونیکی عقد کرسکتا تہا چونکہ حضرت ؐ ایک عورتِ مسماۃ بہ زینب کی بہت عزت کرتی تہی لہذا آپ نی اوسکا عقد ایک جوان مسمی بہ زید سی کہ اوسکی بہی ویسی ہی قدر کرتی تہی کردیا شوہر اور زوجہ مین نااتفاقی ہوئی اور زید نی طلاق دینی کا ارادہ کیا اور ہر چند آپ مانع ہوئی لیکن نہ مانا از بسکہ یہ حضرت کی نسبت یہ الزام عائد ہوتا تہا کہ آپ ہی کی مہربانی سی یہ عقد ہوا تہا اور زینب کی رنج اور مصیبت پر بہی آپ کو ترس آگیا لہذا اس الزام سی برات اور اس غم والم کی مکافات آپ سی اور نہ ہوسکی سوا اسکی کہ زن مذکورہ کو بعد زید کے طلاق

وہ اپنی حبالۂ عقد میں لائیں اور یہ امر آپنی بڑی مشکل سی کیا
اسواسطیکہ آپ ڈرتی کہ مبادا وہ قبایلِ عرب جنمین رسم مذکور ہنوز
باقی تھی متہم بہ عقدِ محرماتِ شرعیہ کرین لیکن پاس اور خیالِ
حکمِ الٰہی ان سب قباحتون پر غالب آگیا اور آپنی زینب سی عقد کرلیا
بعد ہی اسکی ایک اور ختم جنگ کی جو چند قبایل عرب سی ہوئی تھی *
عایشہ آپکی زوجۂ محبوبہ کی نسبت یہ تہمت کی گئی کہ ایک افسرِ جوان
مسمّی بہ صفوان سی مرتکب فعلِ شنیع ہوئی لیکن اوس عورت کی
حقیقتِ حال ایسی صاف صاف اور طرّاری سی بیان کی اور اوسکی
گریہ اور حسن کا ایسا غلبہ ہوا کہ حضرتؐ کو اوسکی برات کا یقین ہوگیا
اور جن لوگون نی اوسپر تہمت کی تھی ہر شخص کو اسّی اسّی دُرّون
کی سزا ملی جب آنحضرتؐ نی یہودان قرب وجوار مکہ پر حملہ کیا اور اونسی
بہ درشتی پیش آئی تو اونہون نی اہلِ مکہ سے مدد طلب کی اور ایک فوج
قوی اعانت کی لیئے حاصل کرکی مدینہ پر چڑھائی کی چونکہ آنحضرتؐ
شکست جنگِ اُحد سی ہوشیار ہوچکی تھی لہذا ایک صحابی فارسی کی
مشورے سی گرد شہر کی حفاظت کی لیئے خندق کہودوائی اور خندق کی
باہر دشمن کو لوٹنے دیا اور کچھ تعرض نہ کیا بعد ازان فوجِ مخالف
محاصرۂ شہر کو چلی لیکن ازبسکہ وہ لوگ بہت سی حملون میں پسپا
بہی ہوچکے تھے اور آپس مین پہوٹ بہی پڑگئی تہی لہذا اونہون نے
اپنی خیمی اُکھاڑ لیئے اور جہان سی آئی تہی وہان پہر گئی یہ لڑائی

جسی جنگ خندق کہتی ہین سنہ ۶۲۵ ۶۲۶ء مین مطابق سنہ ۵ ہجری کی واقع
ہوئی بعد جنگ مذکور آن حضرتؐ نے دشمنون کو فتح کرلیا اور قلعہ ہائی
نا فق اور ایلوقب لے لیے اور بعد مقابلہ شدید قلعہ خیبر بہی
فتح کرلیا اور اس شہر مین حضرتؐ کی جانی ہوی اوس آفت کی
جواب پڑا نیوالی تہی داخل ہوئی وہ آفت یہ تہی کہ ایک زن یہودیہ
جسکا بہائی باپ شوہر اور اور اقربا ان لڑائیون مین مارے گئی تہی
غلبۂ خواہش معاوضہ اور مکافاۃ سی حضرتؐ کی قتل پر آمادہ ہوئے
تاکہ اپنی قبیلہ اور خاندان کی دشمن کو غارت کردی اور اسواسطے
اوس عورت یہودیہ نی تہوڑا سا گوشت تیار کیا اور اوسمین
سم قاتل ملادیا اور جب حضرت شب کو کہانا نوش فرمانے لگے تو
گوشت مسموم آپ کی آگی رکہہ دیا اور ایسی باتین کین کہ اوسکی
عداوت اب پر ظاہر ہوئی جونہین آپ نے پہلا لقمہ تناول کیا ویہین
آپ چلائی دیکہو دیکہو اس گوشت مین زہر ملا ہی ایک شخص آپ
کی اصحاب مین سی بشر نامی جنہون نی آپ سے بہی زیادہ اوس
گوشت مسموم مین سے کہایا تہا دفعۃً زرد ہوگئی اور اون کی دست و پا
مین طاقت حرکت نہ رہی یہان تک کہ انتقال کیا اور اس گوشت
کی کہانی سی حضرت بہی درد شدید اور جانکاہ مین مبتلا ہوئی اور
فوراً آپ نی اپنی اور اون لوگون کے جو اوس کہانی مین شریک
ہوئی تہی مابین الکتفین فصد کہلوائی جب اوس زن یہودیہ کو

بلا کر اس حرکت کی وجہ پوچھی تو اوسنے بیخوف ہو کر جواب دیا کہ اے محمدؐ آپنے
میرے باپ بھائی اور شوہر کو قتل کیا پس میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ شخص واقع
میں نبی ہے تو آگاہ ہو جائیگا کہ یہ گوشت مسموم ہے لیکن اگر یہ جھوٹا
اور حیلہ باز ہے تو ہم لوگ اس سے نجات پا جائینگے اور یہودی بہت خوش
ہو جائینگے وہ عورت فوراً قتل کی گئی اور بعد اوسکے حضرتؐ بہت دن تک
علیل رہے اور چونکہ آپنے اوس زہر کے اثر سے صحت کامل کبھی نہیں
پائی لہذا اس امر میں کچھ تعجب نہیں کہ آپؐ یہودیوں پر ایسے غضبناک ہوئے
کہ بہت سے قریوں نے اون کی بلا شرط آپ کی اطاعت قبول کی اس سبب سے
حضرتؐ کی حکومت بخوبی مستحکم اور مضبوط ہو گئی اور ہر طرف سے لوگوں نے
آپکو پیام مشارکت دیا اور اون کی دلوں پر قرأت قرآن مجید کا ایسا اثر ہوتا
تھا کہ اکثر ملاقاتوں میں اونہوں نے حضرتؐ سے صلح کی گفتگو کی
ہر مسلمان کامل الایمان کو بصدق دل اور خلوص نیت یہ آرزو بڑی مدت سے
تھی کہ اوس کعبۂ قدیم اور معبد کی زیارت سے مشرف ہووے جسکی طرف
نماز پڑھتے میں نظر بندگی سے دیکھتے ہیں اور حضرتؐ کی بھی اس امر میں انہیں
ترغیب دی اس واسطے کہ آپ کو بڑی کد تھی کہ مکہ کو فتح کریں اور وہاں کے
لوگونکو مسلمان کریں اور اوس شہر میں بفتح و ظفر و بشان و شوکت شاہانہ
داخل ہوں جہاں ایسی ایسی ذلتیں اوٹھائی تھیں اور ایسی ایسی مصیبتوں میں
مبتلا ہوئے تھے لہذا آپؐ لشکر اسلام ساتھ لیکر بہانہ تمام حج خانۂ کعبہ کو روانہ
ہوئے لیکن ارادۂ جنگ کسی سے نہ ظاہر کیا اور اگرچہ ہر منزل پر کفار نے

مقابلہ کیا تاہم اورپ مع ہزار مسلمانون کی بالفتح وظفر مکہ کو روانہ ہوے بعض
اہل مکہ خفیہ مسلمانون کے شریک ہوگئی ہتی اسواسطے کہ ایک تو حضرت کی
نام ہی سی وہ لوگ خایف ولرزان ہتے اسپر یہ طرہ ہوا کہ آپ کی معجزات
وکرامات بہی سنی تہیں (ان باتون کا یہ نتیجہ ہوا کہ) سب سی پہلی قریش ہی نی
شروط صلح پیش کیی اور آخر الامر اون مین اور مسلمانون مین مصالحہ ہوگیا
شروط مصالحہ یہہ تہی شرط اول فریقین معاہدہ کرتی ہین کہ تیس برس
تک آپس مین جنگ ملتوی رہے اور فریقین اس عہد کا ایفا کرینگے شرط
دوم قبایل عرب کو اختیار رہے کہ چاہین آنحضرت کے شریک ہون چاہین
اہل مکہ کی شرط سوم حضرت اور آپکی اصحاب اسی سال مین حدود مقدسہ
مکہ سے باہر چلے جاینگے شرط چہارم مسلمانون کو اجازت ہی کہ اسی سال مین
مقامات مقدسہ مسمی بہ البلد کی زیارت کرین شرط پنجم - اہل اسلام
سوا تلوار کی اور کوئی ہتہیار باندہ کی مکہ مین نہ داخل ہون اور تلوار بہی
ہو تو میان مین شرط ششم - مسلمان اس شہر مین تین دن مقام کرین
اور کسی شخص پر شہر چہوڑ دینے کا جبر نہ کرین سب کامیابیون
مین حضرت کی صلح مذکور بڑی کامیابی ہتی اسواسطیکہ اس صلح کی سبب سی
دین اسلام مدینہ مین ایسا مستحکم ہوگیا تہا کہ اب آپ کی وہان رہنے کی
کچہ ضرورت نہ تہی غرض کہ آپ حسب احکام قران حج بجا لاے اور حجر الاسود
کے قریب کہڑے ہو کر باواز بلند خدای برحق کا نام لیا اور تین سو ساٹہہ
بتون کو توڑ دیا ... اور کہا بڑ ڈالا

## باب سوم

سال ۷ ہجرت مین تمام اطراف وجوانب سی قاصد مکہ و مدینہ مین آئی اور اپنی
اپنی بادشاہون کا پیام اطاعت حضرتؐ کو دیا۔ بادشاہ حبش نے جسکے پاس
حضرتؐ نی ایک خاص قاصد بہیجا تہا یہ مضمون جواب مین لکہا شکر ہے
اوس خدا کا جو بادشاہ مقدس مومن صادق قوی نگاہدار اور نجات دہندہ
ہے مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہی اور محمدؐ اوسکے رسول ہین پیغمبر خدا
نی مجہ لکہا ہے کہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کا عقد میرے ساتہ کردے اور مین
خوشی سے اونکا ارشاد بجالاتا ہون اور چار ہزار دینار اوسکا زر مہر دیتا ہون
اسی زمانہ مین آنحضرتؐ نی ایک مہر کہدوائی اور اوسپر یہ نقش کروایا محمد رسول اللہ
یہہ مہر اون خطوط پر ثبت کی جاتی تہی جو آپ جابجا کے بادشاہون کو
تحریر فرماتے تہے اور اونہین دین اسلام کی دعوت کرتے تہے چنانچہ پہلا
نامہ آپنے باذان حاکم یمن کو لکہا اور اوس مین یہ بہی لکہدیا کہ یہ خط خسرو
بادشاہ فارس کو ارسال کیا جائے خسرو نے وہ خط پارہ پارہ کرڈالا اور
باذان کو لکہا کہ یا حضرتؐ کا کچہ علاج کرے کہ دعوی پیغمبری سے باز آئین
یا آپکا سر کاٹکر بہیجدین جو ہین حضرتؐ نی اس ذلت کی خبر سنی باآواز بلند فرمایا
اسی طرح اللہ خسرو کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اور اوس کی
جانشین نہ ہونگے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد خسرو کو اوسکے
بیٹے شیرویہ نے مارڈالا اور باذان حاکم یمن مع اپنی رعایا کے
اسلام سے مشرف ہوا اور حضرتؐ نی اوسی کے ملک کا بدستور حاکم

بڑکا مورخین عرب لکھتے ہین کہ ایک نامہ حضرتؐ نے ہرقل سلطانِ روم کو بھیجا اور اوسنے وہ خط بڑی تعظیم وتکریم سے لے لیا اور اوسی اپنے سرداروں کیطرف ایک قاصد مع تحفہ ہای بیش قیمت حضرتؐ کی خدمتین بھیجا اور ایک دوسرا بادشاہ یعنی شاہ عمان اور اونکے بھائی طلب حضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے تاکہ آپکی سامنے اسلام سے مشرف ہوں راقم کہتا ہی کہ ایسی کامیابیون کا سبب اس امر سے خوب دریافت ہوسکتا ہے کہ آنحضرتؐ کی عادات اور اخلاق ہی پسندیدہ نہ تھے اور صرف آپکا تلوار ہی کی دہنی نہ تھی بلکہ آپکا فصیح وبلیغ بھی ایسی کہ لوگ آپکا ارشاد بلا عذر بجا لاتے تھے اور جو کلمات آپکی زبانِ مبارک پر جاری ہوتے تھے وحی کی تاثیر رکھتی تھی اور عرب کی دلون پر نقش کالحجر ہوجاتے تھے اور ایک شخص دوسرے سے نقل کرتا تھا دوسرا تیسری سی یہان تک کہ بڑی بڑی دور پہونچ جاتی تھی جو کتاب حضرتؐ نے عرب اور اور باشندگان ممالکِ مشرقیہ کو دی ہے وہ بھی دعودون سی بھرے ہوئی ہے اور وہ کتاب ایسی ہے کہ جسمین عمل قلیل کا حکم اور ثوابِ کثیر کا وعدہ ہے اور وہ اصول اور کلیات اوسمین سے پیدا ہوتے ہین جنکی طرف ہر چیز رجوع کرتے ہے اور جسمین کلام ہنوز نہین ہوسکتا ہنوز حضرتؐ مکہ اور مدینہ مین سلطنت قایم کررہے تھی کہ اس بات کی درپے ہوئے کہ گرد ونواح کے ملک کو مغلوب کرین لیکن جو قاصد آپنے حاکم شہر بصرا (جو قریب شہر دمشق کے واقع ہے) کو بھیجا تھا قید کرلیا گیا اور اوسی شہر بصرا نے قتل کیا جو ایک قبیلۂ عرب نصاریٰ کا امیر تھا

اور ہرکیولیس بادشاہ یونان کی رعیت تہا ہرچند کہ اس قاصد کی مارے
جانے سے کچہ ایسا نقصان تو آپکا نہین ہوا لیکن البتہ ذلت بڑی ہوئی
پس فوراً تین ہزار آدمی کا لشکر تیار ہوا اور آپ نے انکو ترغیب دی کہ
راہ خدا مین جرات اور جوانمردی ظاہر کرین اور بکمال فصاحت فرمایا کہ جو شخص
تم مین سے فتح پائیگا دنیا کی خوشیان حاصل کریگا اور جو شہید ہوگا عقبیٰ الٰہی
نعمات بہشت سے متلذذ ہوگا اور ساتہ ہی اس کی اپنی فوج سے حضرت نے
یہ بہی فرمایا کہ ملک مفتوح کو خزینہائی شاہی سے غنیمت لینا لیکن خبردار
غربا کا مال ظلم سے نہ لوٹ لینا اور میرے نقصانون کے عوض گوشہ نشینون
اور لی گنا ہون کو نہ ستانا بلکہ عورتون کے ضعف پر رحم کہانا اور اونہین
چہوڑ دینا اطفال شیرخوار کو نہ ہاتہ لگانا اور اون لوگون سے بہی نہ تعرض
کرنا جو چند روز مین اس دنیائی فانی سے کوچ کرنیوالی ہون اور جو لوگ
وہان کی بستی بر سر مقابلہ ہون اون کی گہرون کو نہ ویران کرنا اور اون کی
اسباب بسر اوقات کو نہ برباد کرنا اور اون کو درختہای میوہ دار کا خیال رکہنا اور
درختہائی خرما مین نہ ہاتہ لگانا اسواسطےکہ یہ درخت بسبب سایہ داری اور شادابی
کے اہل شام کو بہت مفید اور عزیز ہین ❊

چونکہ یونانیون کا لشکر بہت زیادہ تہا اسواسطےکہ مع فوج عرب اون کی طرف
قریب سوالاکہہ آدمی کی تہا لہذا پہلی حملہ مین تو اہل اسلام پس پا ہوئے اور
افسران فوج مین سے تین شخص یعنی زید جعفر اور عبداللہ جو اسواسطے
مقرر کیے گئے تہی کہ اگر ایک شخص انمین سے مارا جاوے تو دوسرا اوسکی

جگہ پر آ جاتے پے در پے شہید ہوی زید بڑی بہادری سے لڑے اور
سب سے آگے کی صف مین شہید ہوے حضرت جعفر بہی ایسی جوانمردی
سے لڑے کہ اون کی شہادت یادگار ہی چنانچہ جب اون کا داہنا
ہاتھ کٹ کر گر پڑا تو علم ہدایت شیم بائین ہاتھ مین لے لیا اور جب
بایان ہاتھ بہی کٹ گیا تو اوسی دستہای خون آلود سے سینہ سے
لگا لیا یہانتک کہ پچاس زخمہای کاری کہا کر شہید ہوئے اور بڑا نام
کر گئی عبداللہ نے جعفر کی جگہ پر آکر اپنی لشکر سے چلا کر کہا آگے بڑہو
آگے بڑہو یا تو ہمنے فتح پائی یا بہشت ہمارے ہاتھ آیا ایک یونانی
سپاہی نے ایک ہی نیزہ مین اونکا وار ایسا رد کیا کہ کام ہی تمام
کر دیا لیکن جب نشان گرنے لگا تو خالد نے دوڑ کر اپنی ہاتھ مین
لے لیا یہ شخص (یعنی خالد) نو مسلم تہا اور اسقدر لڑا تہا کہ نو
تلوارین اسکے ہاتھ مین ٹوٹی تہین فوج نصارے نے لشکر اسلام کو
دبا ہی لیا تہا لیکن اس شخص نے بڑی جوانمردی سے اونکو
روکا اور پسپا کیا آخرالامر مسلمان فتحیاب ہوئے اور چونکہ خاص
کر کے خالد کے ہنر اور جوانمردی سے یہ فتح حاصل ہوئی تہی لہذا
اس کے انعام مین حضرت نے اوسے سیف اللہ کا خطاب دیا
سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ قریش مین اور انحضرت مین مصالحہ
ہوا تہا لاکن چونکہ قریش نے عہد شکنی کی اور اپ کے دشمنون کو مدد
دی لہذا ضرور ہوا کہ آپ اپنی اطاعت اون سے قبول کرائین بعد

درست کرنے سامان ضروری کی آنحضرت مع دس ہزار آدمی بقصد جنگ
مدینہ سے روانہ ہوئے لیکن ایک فریب خانگی اس مہم کے سر ہونی
مین مخل ہوا وہ فریب یہ تہا کہ ایک شخص مسمے بہ حاطب نے اپنی لونڈی سارہ
کو ہاتہ ایک خط اہل مکہ کو باین مضمون بہیجا کہ تم لوگون پر ایک بلا آنیوالی ہے
پس خبردار رہنا لیکن حضرت علی نے اس امر کی اوسی وقت اطلاع پائی اور
گہوڑے پر سوار ہوکر اوس قاصدہ کا تعاقب کیا اور اوسے گرفتار کر لیا
لیکن اوس عورت نے علی سے کچہ خوف نہ کیا اور کہا کہ میرے پاس کوئی
خط نہین اور ہر چند تلاشی کی بہی کوئی خط اوسکے پاس نہ نکلا پس اوس عورت
کے فریب پر حضرت علی بہت غصہ ہوئے اور ذوالفقار نیام سے
کہینچکر اوس کی سر پر مارنی چاہتے تہے کہ وہ شدت خوف سے تہرانی لگی
اور اپنے بال کہولدیئے اور اوسکے بالون سے ایک خط گرا جسکا یہ مضمون
تہا کہ یہہ خط حاطب بن ہتن کی جانب سے اہل مکہ کو پہونچے بحکم اللہ
آگاہ ہو کہ پیغمبر خدا لوگون پر حملہ کرنیکی تیاری کر رہے ہین پس ہوشیار رہو
آنحضرت نے اس قدر کوچ کیا کہ ہنوز قریش کو آپ کی آمد کا وہم و گمان نہ تہا
کہ آپ دروازہ مکہ تک پہونچ گئے اہل شہر نے بدون کسی شرط کی
آپ کی اطاعت قبول کی اور آن حضرت لباس سرخ پہنے ہوئے اپنے
ناقہ مخصوصہ القصویٰ پر سوار بڑے تزک و [illegible] سے داخل شہر ہوئے ابوسفیان
آپ کے سامنے پکڑا آیا اور بشرط قبول اسلام جان بخشی پائی بعد ازان
آنحضرت آگے بڑہے کہ اپنے ہاتہ سے کعبہ کے بتون کو توڑین اور ساتہ

مرتبہ طوافِ حرم کرکے یہ کلمۂ طیبہ زبان مبارک پر جاری کیا خدا ایک ہے اور
محمدؐ اوسکے رسول ہین بعد ازان پانی پینے کو چاہِ زمزم پر تشریف لیگئے
یہ وہی کنوان تھا جو فرشتہ نے ہاجرہ کو اوس صحرا مین دکھایا تھا بعد اسکی
آپنے حضارِ مجلس کے سامنے قرآن کا اٹھائیسوان سورہ تلاوت کیا جب
آنحضرتؐ نے پہلے پہل خانہ کعبہ مین مؤذن کی آواز سنی کہ لوگون کو نماز مین
طلب کرتا ہے اور جب آپؐ نے دیکھا کہ ٹوٹے ہوئے بتون کی ٹکڑے
پھینکدیئے گئے اور سب لوگ آپ کی گرداگرد کھڑے ہوئے اوسوقت آپنے حضار سے
خطاب کرکے فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو اون سب نے بکمالِ عجز و انکسار عرض
کی کہ ہم چاہتے ہین کہ آپ مثل والد کے ہمسے پیش آئین حضرتؐ نے
فرمایا جاؤ جاؤ خدا اپنی رحمت تمپر نازل کریگا اس اثنا مین قبائلِ ہوازن
اور قریش جنکا سردار مالک تھا اپنے بتانِ متبرک کو شکستہ دیکھکر بڑے
طیش مین آئے اور مسلح ہوکر میدانِ حنین مین جو مکہ سے تین میل کے
فاصلہ پر واقع تھا بقصدِ جنگ صف آرا ہوئے حضرتؐ کی لشکر مین مع دو ہزار
اہلِ مکہ جو اونہین دنون مین اسلام سے مشرف ہوئے تھے بارہ ہزار آدمی
تھے اور بسبب کثرت کی ان لوگون کو یقین تھا کہ ان چند قبایل پر بآسانی
تمام فتحیاب ہونگے لیکن لشکرِ مخالف نے دفعتہً ایسا دھاوا کیا اور ایسی بوچھار
تیرون کی کردی کہ فوجِ اسلام پر خوف چھا گیا اور قریب تھا کہ اون کے پاؤن
اوکھڑ جائین پس ایسی ہنگام مین خدا سے دعا مانگنا یا فرشتون کی
مدد طلب کرنا کافی نہ تھا بلکہ اور تدبیرین بھی ضرور تھین اور درستی چالاک و ذکی الطبیعت

مستعد

منتظم کا کام تھا لہذا حضرتؐ خود فوجون کے دل مین گھسگئے اور اپنی شجاعت اور جرأت سے اپنے لشکر کو فرار ہونے سے روک لیا اور آخرالامر فوج اعداکو شکست دی لشکر اسلام نے نہایت چالاکی سے بڑہی دور تک کفار کا تعاقب کیا یہانتک کہ بنی ہوازن نے اطاعت قبول کی اور اپالک نی مذہب نو اختیار کیا اور اوسکے لوگون نے بہی اوسکی پیروی کی چہ ہزار قیدی چوبیس ہزار گہوڑے چار ہزار دینار اور اسی قدر درہم فتاح کے ہاتہ لگے اور یہ غنیمت عظیم ہنوز تقسیم نہ ہوئی تہی کہ کفار کے وکیل آئے اور بکمال الحاح وزاری عرض کی کہ اتنے گہرون کو نہ برباد کیجیے پس حضرت ؐ نے اپنی اصحاب کو جمع کرکے یہ چند کلمات اون سے ارشاد کیے ای مسلمانو تمہارے بہائی توبہ اور ندامت کرنے کو تمہارے پاس آئی ہین اور مجہ سے عرض کرتے ہین کہ ہمارے باپ ورمان اور لڑکون کو رہا کر دیجیے اور ہمارا مال واسباب ہمین دلا دیجیے پس مین ازکا سوال رد نہین کرسکتا اور اگر تم بہی اون کی التجا قبول کروگی تو مین دل سی تمہارا ممنون ومشکور ہونگا لیکن اگر تم مین سے کسی شخصکو اگر اپنی نقصان کا خیال ہو تو وہ نقصان بیان کرے مین اقرار کرتا ہون کہ اوسکی مکافاۃ اور کسی لڑائی مین کردونگا جسمین خدا ہمین اس سی بہی زیادہ غنیمت عنایت کریگا جبتک آپنی یہ کلام تمام کیا کسی نے دم نہ مارا اور مال غنیمت کفار کو واپس دیا گیا اور قیدی رہا کر دیے گئے اور ظلم وتعدی کے عوض مین عدالت اور انصاف کیا گیا بعد اس لڑائی کے بہت سے شیوخ قبایل عرب حضرت ؐ کی خدمت

مسلمان ہونیکو آئی اونہین سے مسیلمہ والی یمن بہی تہا عجب یہ شخص نامی طماع اور بی ایمان اپنی ملک کو بازگشت کرنے لگا تو حضرتصلعم کی فتح کی خبر سنکر لالچ مین آیا اور یہ نہ خیال کیا کہ پیغمبری کیواسطے عقل سلیم اور ادراک کامل شرط ہے اور نبوت کا دعوی کیا اور یہ خط آن حضرتؐ کو لکہا از مسیلمہ پیغمبر خدا بنام محمدؐ رسولخدا میری عرض آپ سی یہ ہے کہ نصف دنیا مجھے دیجیے اور نصف آپ لیجیے حضرتؐ نی یہ جواب لکہا از محمدؐ رسولخدا بنام مسیلمہ کذاب واضح ہو کہ زمین خدا کی ہی وہ جسے چاہتے اوسکا وارث کرے سال دہم ہجری مین آنحضرتؐ نی علیؑ کو ملک یمن مین بہیجا کہ وہان دین اسلام رواج دین منقول ہے کہ تمام قبیلہ ہمدان ایکدن مین مسلمان ہو گیا اور اون کی دیکہا دیکہی سب باشندون نی اوس صوبہ کے اسلام قبول کیا سوای قبیلہ نجران کہ جنہون نے بسبب عیسائی ہونے کے جزیہ دینا قبول کیا پس اسطرح سے اسلام حضرتصلعم کی حیات ہی مین تمام عرب مین قائم ہو گیا اور بت پرستی کی بیخ و بن نہ باقی رہی راقم کہتا ہی کہ ایسی کامیابی حضرتؐ کو بسبب شجاعت اور قوت جنگ کے نہ حاصل ہوئی تہی بلکہ اس کی یہ وجہ تہین کہ آپنے مذاہب کو مہذب اور درست کیا ممالک کو مغلوب و مفتوح کیا اور وہ مذہب مروج کیا جو انبیاء سابقین یعنی ابراہیم موسی عیسی کا مذہب تہا اور طریقۂ آداب و اخلاق آنحضرتؐ بہی بہت مستحسن اور ممدوح تہا اس زمانہ کے عیسائی اس طریقہ کو جو چاہین سو سمجہین لکن حق تو یہ ہے کہ اون طریقون کی نسبت جو اوس زمانہ مین عرب مین جاری تہے یہ طریقہ بہت اعلی

اور پاک ملکہ خود طہارت اور پاکیزگی ہی علاوہ ان سب باتون کی یہ امر قابل
غور ہے کہ چونکہ آنحضرت صلعم کی اہل وطن یعنی عرب بڑی مدت سے مقاتلہ اور
مجادلہ کیا کرتے تھی لہذا اون لوگون مین غصہ اور حرارت ایسی بڑہ گئی تھی کہ
دشمن سے بانتقام لیے بغیر نہ رہتی تھی پس اس غرض پسندیدہ سے کہ اونکی
شہوت نفسانی حد اعتدال سے نہ تجاوز کر جائے آن حضرت صلعم نے ایسی شریعت
جاری کی جسمین قبل تحقیقات اور منظوری حاکم شرع اور صدور فتوی انصاف
انتقام جرم ممنوع ہی پس اکثر عرب نے بصدق دل اسلام قبول کیا اور چونکہ
اب لوگون کو مذہب کا بڑا پاس و خیال رہنے لگا لہذا حرارت اونکی طبیعت درشت
کی ایک طور پر ہوگئی اور ہر مسلمان بجان و دل اس بات پر مستعد رہنے لگا
کہ بارہ خدا مین جہاد کر کے فتح حاصل کیجیے یا اوسکی توحید اور عظمت کے
اظہار مین جان دیدیجیے اور حب جاہ و منزلت حرص نام آوری اور امید
بہشت نے اس حرارت مذہبی کو اور بھی زیادہ کیا سابق مین بیان ہو چکا ہے کہ
چونکہ تمام ملک عرب نجاست بت پرستی سے طاہر ہو گیا تھا اور سب نے کلمۂ
طیبۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قبول کیا تھا لہذا اب اس فتاح مذہبی (یعنی
آن حضرت صلعم) نے ملک شام کے فتح کرنیکی فکر کی تا کہ وہ سرزمین یونانیون کے
قبضہ سے نکلجائے اور وہان ملت اسلام رواج پائے اور سنہ ٦٣٩ء مین یہ ارادہ آپنی
سب سے بیان کیا اور حکم فرمایا کہ اسکی تعمیل مین دیر نہو اور بڑی مدت تک کا سامان
جنگ مہیا کیا جائے حالانکہ اوس زمانہ مین گرمی کی ایسی شدت تھی کہ پہل
درختون پر پک رہی تھو خریف تیار تھی اور ریگستان عرب بشدت تمازت

آفتاب سے زیادہ تر گرم ہو گیا تھا ایسے ہنگام مین آنحضرتؐ کی مرضی کو زیادہ تر
غلبہ ہوا اور صحابہ نے آپ کی ایسی اطاعت کی کہ کبھی نہ کی تھی اسواسطے کہ
اونہین یقین تھا کہ آپ کی رضا رضاے الٰہی ہے بیس ہزار پیادے اور دس
ہزار سوار سب کے سب بخوبی مسلح و مکمل حضرتؐ کی رکاب ظفر انتساب مین مدینہ
سے روانہ ہوے لیکن اثناے راہ مین ایسی ایسی مصائب اور عوائق
پیش آئے جنکا اونہین وہم و گمان بھی نہ تھا بعد تحمل ایسی مصائب اور تکلیفات
کی جو اوسوقت تک سننے مین نہ آئی تھی لشکر اسلام شام مین پہونچا لیکن
کسینے اوسکا مقابلہ نہ کیا اسواسطے کہ سب چھوٹے چھوٹے حاکم جنمین وہ
ملک منقسم تھا پہلے تو تھوڑا بہت لڑے لیکن اونہون نے آنحضرتؐ کی
شجاعت کا ایسا شہرہ سنا تھا کہ اوسسے اونکے پاؤن اوکھڑ گئے اور آخرالامر
لشکر اسلام مین آکے آنحضرتؐ کی قدمون پر گر پڑے اور آپنے اون پر
جزیہ باندھا اور کسیقدر روپیہ لیکر اونہین چھوڑ دیا لیکن آپنے ہر بات مین
مفتوحین کے مذہب کا لحاظ رکھا اور اگرچہ یہ سچ ہے کہ اپنے مذہب کی
اونہین ترغیب کی لیکن اوسکے قبول کرنیکا جبر اون پر کبھی نہ کیا بس
آپنے قرآن کے حکم کی تعمیل کی وہ حکم یہ ہے کہ اے محمدؐ کورو لون سے کہ اسلام
قبول کرو تاکہ تمہارے دل روشن ہو جائین اگر وے لوگ باغی ہین تو تم
اونہین فقط تعلیم کرنے کے ذمہ دار ہو خدا جانتا ہے کہ کیونکر اپنے
بندون مین امتیاز کرے واضح ہو کہ آنحضرتؐ اس لڑائی میں خاصکر کے
اسوجہ سے کامیاب ہوے کہ آپنے عیسائیون سے بہت حلم اور مروت

فرمائی اور فقط جزیہ قلیل اون سے طلب کیا چنانچہ جب آپنے مدینہ کو مراجعت کی تو اوس ملک مفتوح یعنی شام میں ہر شخص آپ کی شریعت کی نرمی پر متعجب اور متحیر تھا اس زمانہ مین حضرتؐ کی تاریخ کے ایک ایسا سانحہ ہوا کہ ہر صاف قلب اور منصف کے نزدیک آپ بار اتہامات مکر و فریب سے سبکدوش ہین وہ حادثہ یہ تھا کہ آپ کے اکلوتی بیٹے ابراہیم نے جو ماریہ ایک جاریہ قبطیہ سے تھی سترہ برس کی سن مین انتقال کیا یہہ صاحبزادے آپ کو اکسٹھ برس کے سن مین پیدا ہوے تھی واقع مین اس حادثہ جانگاہ کا صدمہ اوس باپ کے دل سے پوچھیے جسکی آنکھون کی سامنی ایسا چراغ بجھ گیا ہو کہ وہی آپکا نام روشن کرتا اور اوسی کی ذریعہ سے آپکا فیض تمام نسل کو آپ کی پہونچتا ایسا اتفاق ہوا کہ جسوقت اوس صاحبزادی نے انتقال کیا اوسی وقت آفتاب مین گہن لگا اور عوام الناس نے اس امر عجیب سے یہ بات پیدا کی کہ یہہ کسوف اسبات کی علامت قاطع ہے کہ آسمان بھی اس صاحبزادہ مرحوم کے غم مین شریک ہوا لیکن آنحضرتؐ اس سے ارفع تھی کہ ایسے ایسے اوہام باطلہ اصحاب جہلا کے تصدیق و تائید کرتے اور اون کی کلمات خوش آمد کو سماعت فرماتے پس آپنے لوگون کو جمع کر کی فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ آفتاب اور ستارے حق تعالی کی دست قدرت کے صنعتین ہین لیکن ہم بندگان فانی کی پیدایش یا مرگ کی خبر دینے کے لیے نہ اون مین گہن لگتا ہے اور نہ انکی روشنی جاتی رہتی ہے اس زمانہ سے آنحضرتؐ ان امور مین خاص کر کی

مشغول رہتے تھے کہ جو لوگ قرآن کی تصدیق کے لیے مدینہ مین آتی تھی
اون کی اطاعت قبول کرتے تھے اور اوس سلطنت عظیم کے قوانین تالیف
کرتے تھے جسکی تقدیر مین یہ تھا کہ نصف حصہ زمین پہ پہیل جاوے اور
وہ حصہ بہی کیسا کہ اور سب حصہ ہای زمین پر اشرف اور اولی بعدازان
حضرت صلعم نے ہر جگہ منادی کرائی کہ میرا ارادہ ہے کہ حج خانہ کعبہ کرون
اس سے آپکی یہہ غرض تھی کہ مجھے حج کرتے دیکھکر لوگون کو فرایض ظاہری
مذہبی کی پابندی اور خیال رہے اور گویا کہ آپ صلعم پیشتر ہی سے جانتے تھے
کہ یہ حج آخری ہی اسواسطے آپ صلعم نے چاہا کہ یہ حج الیسی سند ہو جو کہ وقت
کہ اہل مکہ نے کبھی نہ دیکھا ہو یہہ بیان مختصر اون رسوم کا جو آپ اوس وقت
بجا لائے تھے اور جنکی پابندی حاجیان مکہ ابتک حج مین کرتی ہین اس
مقام پر لکھا جاتا ہے بعد بجا لانے طہارت ہائی واجبہ اور حلق الراس کے
آنحضرت صلعم کعبہ کیطرف چلے حجر الاسود کو بوسہ دیا سات مرتبہ طواف حرم کیا
اور بعد ان سب باتون کے شہر سے باہر نکلکر بکمال تہذیب و متانت
آہستہ آہستہ کوہ صفا کو تشریف لے گئے اور وہان کعبہ کیطرف پہر کر باواز
بلند فرمایا خدا ایک ہی اور اوسکا شریک نہین اوسی کی قدرت اور قوت
اور سلطنت ہی تعریف اوسکی اسم مقدس کی خدا ایک ہی جب آپ صفا سے
روانہ ہوئے تو مروہ اور اور مقامات مقدسہ پر بہی یہی کلمات فرماتے اور
بعدازان ترسٹھ ۶۳ اونٹون کی قربانی کی اپنی سن کی ہر سال کی عوض مین
ایک اونٹ اور اوتنی ہی غلام آزاد کیئے بعدازان آپنی مدینہ کو مراجعت

کی جہان موت آپکی منتظر تھی حالانکہ اوس طبیعت اولوالعزم مین ابھی تک
بڑے بڑے ارادے باقی تھے تھوڑے ہی دن بعد مدینہ مین داخل ہونے کے
آنحضرت تپ صفراوی مین مبتلا ہوئے اور چونکہ آپکو یقین تھا کہ اس
مرض مین تعب و مشقت بہت ہوگی اگرچہ ہلاکت نہ ہو لہذا آپنے چاہا کہ
جن لوگون کو ہم بہت عزیز رکھتے ہین وہ سب ہمارے پاس آئین اور اپنے
مقام موت کے لیے آپنے زوجۂ محبوبہ عائشہ کا کمرہ تجویز فرمایا چند مدت تک
آپ شدید سکرات موت مین مبتلا رہے اور جب آپکو مرض کی دورے
آتی تھی تو یہ آواز بلند فرماتی تھی یہ یہودیون کا زہر ہی جو مجھے مارے
ڈالتا ہے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک رگ پھٹی جاتی ہے لیکن باوجود
اس درد و الم کے حضرت آپکی حواس بالکل نہین زایل ہوے یہانتک
کہ آپنے ایک اور جنگ شام کا بخوبی انتظام کیا اور علم اسلام کے
حق مین دعاے خیر کرکے اوسی عمر کی سرگرمی اور وفاداری اور جوانمردی
کے سپرد کیا اور اوسی لشکر کا سردار مقرر کیا اپنی وفات کی تین دن پیشتر
تک آنحضرت برابر فرائض عبادت عام (یعنی نماز جماعت) ادا کی لیکن
جب ایسی علیل ہوئے کہ اپنی غلامون کے کاندھے پر تکیہ کرکے مسجد
تشریف لیگئے اسطرحسے کہ پای مبارک زمین پر رگڑتے جاتی تھی تو آپنے
اپنے دوست قدیم اور وفادار یعنی ابوبکر کو خطبہ پڑھنے کا حکم کیا آخر آپ
آخری مرتبہ مسجد تشریف لے گئے اور نماز تمام ہوگئی تو آپنے حاضرین
مجلس کے سامنے بحال خشوع و خضوع توبہ کی اور اس کلام سے دعا

ایمان کو اور زیادہ کامل اور مستحکم کیا اے اخوانِ مومنین اگر مینی کسی شخص کو
تم مین سے ناحق کوڑے لگوائے ہون تو میری پشت حاضر ہی بسم اللہ
اسیر دُرّی لگاؤ اگر سے مینے کسی مسلمان کو بدی یاد کیا ہو پس وہ میری
قصور اس جماعت کے روبرو بیان کرے اگر مینی کسی شخص کا مال چھین لیا
ہو تو جو مالِ قلیل میرے پاس ہی اوسمین سی وہ اپنا اصل روپیہ مع منافع
لے لے ایک شخص نے حضار مین سی عرض کی کہ بڑا عرصہ ہوا کہ آپ ؐنے
تہہن درہم مجھسے قرض لیی تہی حضرت ؐنے اوسیوقت اوس شخص کو زر قرضہ
دلوا دیا اور فرمایا کہ مجھے دنیا کی ذلت قبول ہے لیکن عاقبت کی ذلت قبول
نہین آپ کی دخترِ فاطمہ زہرا آپ ؐکے بسترِ مرگ پر آ کر بیٹھتی تہین اور آپ ؐو ہی
فرماتے تہے کہ اے دختر کیون روتی ہی آیا تو اس بات سی خوش نہین کہ
تمام زمین و آسمان کی عورتون کی سردار ہے بعد ازآن حضرت ؐنی سب
غلامون کو آزاد کر دیا اور جو عزیز آنسوؤن سے تر آپ ؐکی بستر کے گرد
کھڑے تہے اون سی فرمایا کہ اب مین تمہین وہ باتین تعلیم کرتا ہون جو
بعد میرے انتقال کے تمہین کرنی چاہئین میری لاش کو غسل و کفن
کر کے اور صندوق مین رکھکے میری قبر کے کنارے پر رکھدینا اور میری قبر
وہین پر کہودنا جہان مین اب ہون اور جب یہ فرایض بجا لا چکوگے تو
تملوگ چلے جانا بعد اسکے تہوڑی دیر تامل کر کے فرمایا کہ پہلی جو شخص میری
جنازے پر آئیگا وہ میرا دوستِ صادق جبرئیل ہے اور اوس کے بعد
میکائیل اور اوسکے بعد اسرافیل اور ان سب کے بعد ملک الموت مع اپنے

گروہ کی آئین گے جب یہہ فرشتی چلی جائین تو تم سب کی سب اندر چلے آنا
اور میرے واسطے دعا کرنا اور خدا سے رحمت طلب کرنا مین اپنی عیال
کو حکم کرتا ہون کہ ہمارا سوگ رکہین تاکہ اس رسم مین سب مومنین اونکی
متابعت کرین اور میری بڑی خواہش اور مرضی یہ ہے کہ جزع اور فزع
میری آرام مین خلل نہ ڈالے بعد ازان چند ساعت تک حضرت بیہوش
رہی اور جب ہوش مین آئے تو فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک کاغذ
لکہون تاکہ تم ہمیشہ گمراہی سے محفوظ رہو جب آپنی یہہ فرمایا تو عمر
قران کو ہاتہہ مین لیکر کہا کہ وہ کاغذ تو لکہا ہوا ہے بعد اوس کی سوا
عائشہ کے اور سب لوگ اوس کمرے سے چلی گئی آپنی وفات کے
دن آپ کالی دست مبارک پانی سے دہو کر باآواز بلند فرمایا خداوندا میری
روح کو موت کی ہولون سے بچا اور تہوڑی دیر کی بعد پہر غش آگیا
عائشہ کہتی ہے کہ جب حضرت ؐ کی موت قریب ہوئی تو مین آپ کی پاس
بیٹہی تہی اور آپکا سر مبارک میرے آغوش مین تہا کہ دفعۃ آپنی چشم
مبارک کہولکر چہت کیطرف دیکہا اور اگرچہ آپکی زبان لکنت کرتی تہی تاہم
یہ کلمات آپ کی میری سمجہ مین آئی تہی کہ خداوندا میری گناہ بخشدے
آہ میری دوست صادق جبرئیل مین تمہارے ساتہہ آسمان پر چلتا ہون
یہ فرماکر فرش خواب پر جان بحق تسلیم کی مخفی نہ رہی کہ آنحضرت ؐ نے
تیرہوین ربیع الاول یعنی تاریخ اول سال یازدہم ہجرت مطابق آٹہوین
جون سنہ ۶۳۲ع ترسٹہہ ۶۳ برس کی سن مین وفات پائی اور ستائیس ۲۷ ہیں

کے عرصہ مین نبوت حاصل کی اور مدینہ مین دفن ہوئی نہ مکہ مین یہ جو
لوگ ازراہ تمسخر کہتے ہین کہ حضرتؐ کا تابوت مقناطیس کی کشش سے ہوا
مین معلق ہے بالکل غلط ہی بلکہ آپؐ ابوبکر و عمر کی داہنی جانب دفن ہین
آپؐ کی انتقال سے لوگون مین تہلکہ پڑ گیا اور ہر جگہ ایک دوسرے سے
کہتا تہا کہ آیا بعد وفات حضرتؐ بہی یہ مذہب باقی رہیگا عمر کہتا تہا کہ ہماری
پیغمبر نہین مر سکتے بلکہ جیسا حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے مقدمہ مین ہوا ویسی
ہی آنحضرتؐ کی روح بہی چند روز کے لیے غائب ہو گئی ہے اور بعد تہوڑے
عرصہ کے مومنین کی مجمع مین پہر عود کرے گی پس ابوبکر کو لازم ہوا کہ جس
قول کی تائید مین عمر تلوار لیے مستعد تہا اوسی باطل کرے پس اوسنے
کہا کہ ای عمر آیا تو محمدؐ کا ذکر کرتا ہی یا خدا کا محمدؐ کا خدا باقی ہے لیکن وہ
حضرتؐ ایک بشر تہے ہمین مین سے اور وہ بہی اوسی طرح مر گئی جس طرح
ہم مر جاینگے جب اس تقریر سے بہی ابوبکر اوس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا
تو اوسنی وہ آیات پڑہی جنمین خود آنحضرتؐ اپنی فانی ہونیکا اقرار کرتے ہین
اور آخر الامر اوس جہگڑے کے کرنے مین کامیاب ہوا واضح ہو کہ حضرتؐ کی
بعد ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علیؓ ایک دوسری کی بعد خلیفہ ہوئے اور
ان سب کی خطاب خلیفہ سلطنت کی اس مقام پر یہ بات بیان کرنا مناسب
ہے کہ جب تک آنحضرتؐ زندہ رہی تلوار آپ کی ہاتہ مین رہی اور کوئی
اوسکی منہ پر نہ چڑہ سکا لیکن آپکے بعد خلفاء نی بہی اوس تلوار کو نیام مین
نہ رکہا جبتک کہ اوس سے ایک سلطنت وسیع جسمین اقالیم ایشیا یورپ

اور افریقیہ شامل ہین قایم نہ کرے اہل اسلام کی زیر سایہ رایات ظفر آیات
عمر اور خالد اور دیگر خلفاء آنحضرتؐ فتح پر فتح حاصل کی اور فارس فلسطین شام
و مصر کی بعد دیگرے حملہ آوران اسلام کی مطیع و منقاد ہوے بارہ
برس کی عرصہ مین ان لوگون کی چھتیس ہزار شہر اور قصبی اور قلعی اپنے
مطیع کر لیے چار ہزار شیوالے ور گرجے برباد کر دیے اور چودہ سو مسجدین
اپنی ہم مذہبون کیواسطے تعمیر کین اور ان ملکون پر بھی کفایت نہ کی
ملکہ جب تک کہ باشندگان حبش کو مغلوب نہ کر لیا اور تمام اقلیم افریقیہ
اسکندریہ سے تیفیجر س تک مع ملک اسپانیہ اپنی سلطنت قاہرہ مین نہ
داخل کر لیے جبتک دم نہ لیا پوشیدہ نہ رہے کہ مورخین عرب نے
آنحضرتؐ کی فضایل اور کمالات نفسانی خلقی بڑے فخر و مباہات سے
بیان کیے ہین آنحضرت غربا سے حلم فرماتے تھے امرا سے بخلق پیش
آتی تھی اور مغرورون سے تعلی کرتے تھے اور ان اخلاق حمیدہ کی
ذریعہ سے آپؐ کی مدح و ثنا عزت و احترام حاصل کیا تھا اور آپؐ کی طبیعت
مین تالیف قلوب اور حکومت دونون باتون کی لیاقت مساوی تھی
اور اگرچہ علوم رسمیہ سی بالکل واقف نہ تھی تاہم فنون طبیعیہ سی بخوبی
ماہر تھی اور آپؐ مین یہ قدرت تھی کہ ہنگام مباحثہ خصوم اشد الذہن
سے اپنی طبیعت کھول دیتے تھی یعنی دلایل و براہین قاطعہ پیدا
کرتی تھی اور قلیل ترین صحابہ سی اپنی دل کو بند کر لیتے تھی یعنی
کلام مختصر شافی فرماتی تھی تاکہ وہ آپؐ کی رعب مین نہ آجائیں اور گھبرا

نہ عیابی اور آپ کی فصاحت مین تکلف نہ تہا اور چونکہ روئی مبارک
سے رعب وسطوت شاہی اور حلم وانکسار فقیری نمایان تہا اور یہہ
دونون باتین ملکر ایک کیفیت اعتدال کی پیدا ہوگئی تہی لہذا آپکا کلام
فصیح و بلیغ زیادہ تر موثر ہوتا تہا اور آپکے طبیعت ہی ایسی آثار حکومت
اور عظمت عیان تہے کہ علما رمتاثر اور متحیر ہوتی تہی اور جہلا مطیع و
منقاد ہوجاتے تہی اور یہہ صفت منجانب اللہ تہی دوستی اور شفقت
پدری مین آپ ؐ ہملوگون سی (یعنی عیسائیون سی) بہی زیادہ نرم
دل تہی اور باوجودیکہ آپ ؐ کی دلمین محبت اور سخاوت کا جوش رہتا تہا
اور فرائض ذاتی اور امور خلایق کے بجالانی مین مصروف رہتی تہے
تاہم آپ ؐ نے ایسا کوئی فعل نہین کیا جو باعث تذلیل اور توہین
خطاب رسالت ہوتا بسبب اوس سادگی اور صفائی کی جو ایسی نفوس
عالیہ مین منجانب اللہ ہوتی ہی آپ ؐ وہ خدمات ادنی بہی بجالاتے
تہے جنکی سادگی اور بی تکلفی کو تکلف سی مٹانا سفاہت ہی باوجودیکہ
آپ ؐ سلطان عرب تہی اسپر بہی اپنی ہاتہ سے اپنی کفش اور موٹی ریشمی
کپڑے دوخت فرماتی تہی اپنی ہاتہ سے بہیڑون کا دودہ دوہتی تہی
اور خود ہی تنور صاف کرتی تہی اور اوسمین آگ روشن کرتی تہے
غرضا اور آپ آپکی معمولی غذا تہی شیر و شہد تکلف کا کہانا ہنگام سفر مین
آپ ؐ اپنی لقمہ مین اپنی غلام کو بہی شریک کر لیتے تہے آپ ؐ کی صفائی
نیت نسبت تاکید سخاوت کی بعد آپکی وفات کی ثابت ہوئی جسکہ آپکی

صندوق بالکل مال وزر سی خالی نکلی ٹامس کرلائیل صاحب نی اس مبر
اولوالعزم کا حال ایسی بی تکلفی اور انصاف اور لطافت سی بیان
کیا ہی کہ راقم کا جی نہین چاہتا کہ اوسی چھوڑدی مورخ موصوف کہتی ہین
کہ اوس عقیل باشندۂ صحرا (یعنی آنحضرت صلعم) کی جسکی چشم سیاہ اور پرنور
تہی اور دل کشادہ اور خلیق تہا حرص وطمع نہ تہی بلکہ اور اور خیالات
تہی وہ شخص متین اور اولوالعزم تہا اور اون لوگون مین سی تہا
جو ہمیشہ سرگرم اور مستعد رہتی ہین اور جنکو خود حق تعالی نی صداقت
کے لیئے پیدا کیا ہی اور لوگون کا تو یہ حال ہے کہ مصنوعات اور
مسموعات پر عمل کرتے ہین اور اونہین پر قناعت کرتی ہین لیکن
وہ شخص (یعنی آن حضرت صلعم) ہمیشہ خود تہا اور اوسکا نفس تہا اور
نفس الامر تہا وہ طرار نہ تہی اوسی شخص کی ذات مین عیان تہا اور
وہی شخص اوس سربکنون کی عزت وجلال کا مظہر تہا ایسا صدق وصفا
جیسا ہمنے بیان کیا کچھ نہ کچھ خدا سے علاقہ رکہتا ہی اور ایسی شخص کا
کلام ایک صدا ہے جو خود خدا کی دل سے نکلتی ہی لوگ توجہ سی
سنتی ہین اور اونہین واجب ہی کہ بہ گوش دل سنین اوس آواز کو
نہین تو اور کسی بات کو نہ سنین اسواسطیکہ اور جتنی باتین ہین وہ
آوازکی مقابلہ مین سب مثل ہوا کی ہین ہمیشہ سے ہزارون خیال
ہنگام حج اور سیاحت مین اوس شخص کے دلمین خطور کرتی تہی وہ
خیالات یہ تہی کہ مین کیا ہون یہ شی غیر محدود جسمین مین رہتا ہون

اوجہی عالم کہتی ہین کیا ہی اور حیات اور موت کیا چیز ہی اور مجہی کیا
یقین کرنا چاہیئے اور کیا کرنا چاہیئے کوہِ حرا اور کوہِ سینا کی سیاہ
پتہرون نی اور وحشت ناک تنہائیون نی اوسکی سوالات کا جواب نہ دیا اور
نہ اوس شخص کو افلاک نی جواب دیا جو مع اپنی نیلگون اور نورانی ستارون
کی گردش کر رہی تہی کسی چیز نے اوسی جواب نہ دیا بلکہ اوس شخص کا
دل اور وحی الٰہی اوسی جواب دیتی تہی راقم کہتا ہی کہ محمدؐ ایک شخص
خانہ نشین نے ایسا کیا کہ اوسکے خاندان نی اوسے پیغمبر جانا محمدؐ ایک
غریب عرب نی اپنی ملک کی قبائل وحشی مفلس برہنہ اور گرسنہ کو ایک
گروہِ معقول اور مضبوط کر دیا اور اونہین ساری دنیا سی علیحدہ افعال
و اطوار تعلیم کیئے تیس ۳۰ برس سے کمتر زمانہ مین اس مذہب کی لوگون نے
سلطانِ روم کو شکست دی بادشاہانِ فارس کو مغلوب کیا شام و عراق
و مصر فتح کیا اور تمام بلاد بحرِ ظلمات سی بحرِ اخضر اور دریای جیہون تک
مقہور کیئے اور بارہ سَو برس کی عرصہ مین اون کی سلطنت سوای
ملک اسپانیہ کی اور کسی ملک سی ممالک مذکورہ مین سی نہین گئی بلکہ اونلوگونکا
مذہب شمال اقلیمِ ایشیا و وسط افریقیہ اور کنارہای بحرِ اخضر پہ پہیلتا گیا
اور ابتک پہیلتا جاتا ہے محمدؐ پیغمبر اولوالعزم ایسی تہے جیسا کہ بیان
کیا گیا اور اون کی عقل او سرگرمی نی ایسا مذہب بنا کیا جس نی
پیروان زردشت کو ایسا مغلوب و مقہور کیا کہ فقط چند خاندان متفرق
اور منتشر اونمین سے باقی رہ گئی اور ہندوستان پہ حملہ کیا اور زمانہ

قوم

قدیم برہمن کو اور نیز مذہب بدھ کو جو اوس ہی وقت تک پھیلا ہوا تھا
مغلوب کیا اور دریای گنگ کی اوس پار کر دیا اور اس مذہب کے
لوگوں نی بہت قدیم اور معظم صوبہ جات ہندوستان عیسائیوں کی
قبضہ سی نکال لیے اوس ملک کی تمام بلاد مشرقی اور افریقہ شمالی
مصر سی آپ نا ... اٹلانٹک تک فتح کر لی اقلیم یورپ کی بلاد مغربی پر
حملہ کیا اکثر بلاد ملک اسپانیہ لیلی اور ساحل دریای اوٹلانٹک تک بلکہ
اوران ملکوں کی فتح کرنے سے خود روم یاتی تخت میں زلزلہ
ڈالدیا اور آخر الامر بلاد روم جدید یعنی قسطنطنیہ میں فتح و فیروزی
اپنی حکومت و ملت قایم اور مروج کی ٭

## ترجمہ قصیدۂ عربی مسمی قصیدۂ بردہ مصنفہ شرف الدین البصری در مدح حضرت محمد صلعم

محمد بادشاہ ہیں دونوں جہان کی اور حاکم ہیں جن و انسان کے
محمد بادشاہ ہیں عرب کی اور وحشی قوموں کے وہ ہمارے پیغمبر ہیں
اور اونہوں نی سکہائی ہی ہمین وہ چیز جو ہمین کرنی چاہیئی اور
وہ چیز جس سے ہمین پرہیز کرنا چاہیئے محمد سب آدمیوں سے
زیادہ راست گو ہین خواہ وہ کسی بات کا اقرار کرین خواہ انکار
وہ حبیب ہین خدا کی اور اونہین کی شفاعت پر ہماری بہلائی کی
امید موقوف ہی اور اونہین کی وسیلے سے ہمین پناہ ملتی ہے

چاہئیے عذاب ہای شدید سی اور اونہین نی وحدت کی ہی بنی آدم
کی طرف ایک خدای برحق کے پس جو شخص اون کا دامن ❊
پکڑ لیگا اوسنی گویا ایسی رسّی پکڑی جو ٹوٹ نہین سکتی محمد افضل
ہین سب پیغمبرون سی اوصاف حمیدہ ظاہریہ مین اور محاسن
اخلاق و صفات عقلیہ مین اور علم و فضل مین کوئی شخص اونکی
برابری نہین کرسکتا ہر شخص رسولخدا سے سوال کرتا ہی کہ اپنی
سحر علم سے ایک جام ہمین بہی عنایت کیجئی اور اپنی باران فضل
مین سے ایک قطرہ ہمین بہی مرحمت کیجئی محمدؐ کے قریب ہر شخص
اپنی درجہ مناسب پر ہی اسواسطیکہ ہر شخص کا علم و فضل آنحضرتؐ
کی علم و فضل کے نسبت ایسا ہی جیسا کہ ایک نقطہ یا مدّ حرف
مکتوب پر وہ کامل ہین اور لایق عزت ہین بسبب اپنی فضایل ❊
جسمانی اور کمالات نفسانی کی خالق ارواح نی اونہین اپنا دوست
کیا کوئی چیز دنیا مین وسعوی نہین کرسکتی اون کی فضایل بےمثل
اور غیر محصور کا خود جوہر فضل و شرف اونہین حضرتؐ کا حصہ ہے
اگر عیسائی اپنے پیغمبر کے بزرگی کے اظہار مین بی ادبی اور لاف
زنی کرتی ہین پس تو اون سی معترض نہ ہو لیکن تو اپنی پیغمبر کی
مدح بے قید کر اور بجز صفت الوہیت جمیع صفات سی اونہین ❊
متصف کر اور بہت تعریف کر اون کی جرات اور شجاعت کی اور
مدح کر حق مدح اون کی اوصاف حمیدہ کی بہ تحقیق کہ فضایل رسولخدا

رسا

کے غیر محصور ہین اور زبان عاجز ہی اون کی بیان سی لوگ ناحق کوشش
کرتی ہین کہ اون حضرت صلعم کی فضایل نفسانی خلقی بیان ہوں حضرت
مثل افتاب کی ہین کہ اگر اوسی دور سی دیکھی تو اوسکا قرص عظیم
اچھی طرح نہین معلوم ہوتا لیکن اگر اوسی نزدیک سے دیکھے تو
نگاہ خیرگی کرتی ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ انسان فانی غریق بحر
غفلت گرفتار ہوا وہوس اس امر کو بخوبی دریافت کرسکے کہ رسولخدا
کیسے ہین ہم فقط اتنا جانتے ہین کہ وہ حضرت صلعم بشر تھے اور تمام
مخلوقات خدا سے اشرف ہین کسقدر رمز اور تعریف ہی روے مبارک
رسولخدا کا جسکا حسن بسبب اوصاف حمیدہ کے اور زیادہ ہوگیا تھا اور
اونھین کی ذات مین سب حسن دلربا جمع تھی اور اون کی روے
نورانی سے حلم وصفا عیان تھا اور ان اوصاف سی وہ حضرت ممتاز
تھی تحقیق کہ اون کے جسم شریف مین جمع تھی خوبصورتی اور نزاکت
اوس پھول کی جو فصل بہار مین پھولتا ہی اور عظمت وسطوت
ماہتاب کی اون کی سخاوت ایسی وسیع تھی جیسے دریا اور اون کی
ارادی مثل زمانہ کی وسیع اور عظیم تھے پیغمبر خدا صلعم کی روے مبارک بھی
ایسا رعب اور سطوت شاہی نمایان تھا کہ اگر وہ حضرت تنہا بھی ہوتی
تھے تو بھی دیکھنے والون کو معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک فوج جرار
اون حضرت صلعم کی ساتھ ہے اور مشغول کارزار ہین خوشبو اوس ریش
مقدس کی جسمین وہ حضرت صلعم دفن ہین بمراتب بہتر ہی مشک ختن

خوشبوئیون سے پس خوش قسمت ہین اور بڑے خوش قسمت
ہین وہ لوگ جو سونگھتے ہین اوس خوشبو کو اور جو ترک کرتی ہین اوس
حدیث کو اپنی بوسون سے آپ مین چاہتا ہون کہ پیغمبر خدا کی کلام
مقدس کی شرح کرون پس جس طرح کہ کوئی شخص رات شب تیرہ و
تار مین کسی کوہ بلند پر چراغ روشن کرے تاکہ اوسکی روشنی سے
مسافر راہ پاوے اوسطرح سے اون حضرت کی حدیثین نورانی روشن
کرتی ہین اپنی شعاع سے تاریکی اور ظلمت گناہ کو گناہگارون کے
وہ حدیثین خدائے رحیم نے بھیجی ہین تحقیق کہ وہ کلام حادث
ہے لیکن چونکہ اوس شخص کا کلام ہے جو قدیم ہے لہذا وہ
کلام بھی قدیم ہے اور اوسے زوال نہین اور اوسی کلام سے
ہم دریافت کرتے ہین کہ اوس روز آخر ہولناک یعنی روز جزا کو
کیا ہوگا اور اوسی سے ہمین معلوم ہوا کہ عاد اور ایران کی زمانین
کیا ہوا تھا پس خوش قسمت ہے وہ شخص جسے یہ نعمت عظمی نصیب
ہے اس واسطے کہ اوسنے پکڑلی ہے وہ لیتا جو سب سے قوی تر ہی
یعنی خود خدا پس ہوشیار رہے کہ مبادا وہ ریسمان اوس کی ہاتھ
سے نکل جائے اور اگر تو اوس کلام کو پڑھے گا تو پاوے گا اوسمین
وسیلہ نجات کا آتش جہنم سے اور آپ سے کتاب خدا کا ڈھونڈا کرے گا حرارت
کو قعر جہنم کے پل صراط سے ناپے اور وہ میزان عدل ہے جسمین تولے
جائینگی اعمال سب فی روح چیزون کے فقط یہی کلام ہمیشہ ہے

راستی اور عدالت کا درمیان بنی آدم کے بیچ تعجب ہے کہ اگرچہ یہ مسلمان لوگ ایسے
کلام کی قدر نہ سمجھیں جو اس دنیا میں مثل پروانگی ہوتی ہیں اگرچہ بہت علم اور
ادراک رکھتے ہیں آیا تو نہیں دیکھتا کہ جس شخص کی آنکھیں بسبب پیرانہ سالی
کی دھندلی ہو جاتی ہیں اوسے آفتاب کی روشنی نہیں دکھائی دیتی اور جو
شخص بیمار ہوتا ہے اوسے آب صاف اور شیرین کا مزا نہیں معلوم ہوتا اگر
اشرف مخلوق کسی شخص سے سوا تیری میں پناہ لونگا اوس روز جو بے قدر
ہولناک ہوگا ہر شخص کہیگا آج [illegible] خدا ان کا [illegible] کم ہو جائیگا اگر آپ میری مدد کرینگے
اوس روز ہولناک کہ جسکو خدا خود انتقام لیگا تحقیق کرنیوالا اور [illegible] اور خدا کریم کی
عجیب [illegible] اور یہ ایک حکم [illegible] الواح [illegible] لکھا ہے تیری [illegible]

## حصہ دوم خوبیہای قرآن

واضح ہو کہ لفظ قرآن قرء لفظ عربی (بمعنی خواندن) سے مشتق ہے
اور اس لفظ کی معنی حقیقی پڑھنا ہے یعنی وہ چیز جو پڑھنی چاہیئے اور
یہ کتاب الفاظ مفصلہ ذیل سے بھی ملقب ہے یعنی الکتاب (یا
کتاب) کتاب اللہ کتاب عزیز کلام شریف مصحف (یعنی کتاب مجید
شریف) الفرقان (یعنی وہ چیز جو جدا کرتی ہے اوس چیز کو جو نیک
اور سچی ہے اوس چیز سے جو بد اور جھوٹی ہے) اور تنزیل (یعنی
نازل شدہ از آسمان) مسلمانوں کا عقیدہ قرآن کے بارے میں یہ
ہے کہ یہ صرف منزل من اللہ نہیں ہے بلکہ قدیم اور غیر مخلوق ہے
اور بعض علمائے اسلام کا یہ قول ہے کہ قرآن خدا کی ذات میں

قایم ہی اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نی آن حضرت کا معجزہ یعنی
قران ایسی عبارت مین لکھا جو کسی بشر سے ممکن نہین جیسا کہ
قران مین بہی لکہا ہے اور پہلا مسودہ اسکا ازل سے تخت گاہ
جناب باری کی قریب ہی اور ایک تختہ نور پر جسے لوح محفوظ کہتی ہین
مکتوب ہی اور اوسی لوح پر تقدیرات الٰہی بہی لکھی ہین یعنی ماضی
اور حال اور استقبال سب زمانون کا حال مندرج ہی اور یہ بہی اہل
اسلام کا اعتقاد کہ حق تعالی نی اس لوح تقدیرات کو سب اشیا سی
پیشتر پیدا کیا تہا اور بعد اس کی قلم کو پیدا کیا یہ لوح ایک جواہر کی ہی
اور بہت بڑی ہے اور قلم ایک گوہر ہے جسکی شگاف سی نور ساطع
ہوتا ہی اور اوسی نور سے حق تعالی روشنائی کا کام لیتا ہے بلکہ
حکم خدا سی ملایکہ بہی اوسی نور سے افعال اور اقوال عباد دفتر اعمال
مین لکھتے ہین اور خدا نی ایک نقل اوس لوح کی ایک جلد مین کاغذ
پر لکھی ہوئی بواسطہ جبرئیل فرشتہ کی ماہ رمضان مین شب قدر کو
آسمان اول پر بہیجے اور وہان سی جبرئیل اوس کتاب کو آنحضرت کی
پاس بطور وحی لائی لیکن وہ کتاب تیئیس برس کی عرصہ مین باوقات
مختلفہ اور حسب مقتضی حالات علیحدہ علیحدہ نازل ہوے اس
طرح سے کہ کچہ مکہ مین نازل ہوے اور کچہ مدینہ مین لیکن آنحضرت کی
کی خوش کرنیکے لیے سال مین ایک بار یہ کتاب تمام وکمال جبرئیل
آپ کو دکہلا جاتے تہے اور اوسوقت اوسکی یہ شکل ہوتی تہی کہ

کہ اوسکا شیرازہ ریشم کا ہوتا تہا اور جواہرات بہت سی مزین ہوتی
تہی اور آنحضرت کی سال آخری مین دو مرتبہ یہ کتاب بحیثیت کذائی
آپ پاس آئی روایات سی معلوم ہوتا ہی کہ اس کتاب کی چند ہی سیپارے
تمام وکمال نازل ہوے ورنہ اکثر ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوئے
اور اوسکی آیات کاتبان آنحضرت کی وقتاً فوقتاً سیپارہائے مختلف
مین لکھ لیتی تہین کہ حسب الحکم جبرئیل یہ آیات متفرقہ ایک کتاب کر لیجی
اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلا حصہ قرآن کا جو آنحضرت پر وحی ہوا
وہ چہیانوے سورے کی پہلی پانچ آیتین تہین وہ آیات یہ ہین
پڑہ تو ساتھ نام اوس خدا کی جسنے پیدا کیا انسان کو نطفہ خون سے
پڑہ تو ساتھ نام اوس خدا کی جو سب سی بزرگتر ہی اور جسنی سکھایا ہی
تجھے استعمال کرنا قلم کا (وحی لکھنی کے لیئے) اور سکھائی انسان کو
وہ چیز جو نہین جانتا جو آیات آنحضرت صلعم پر نازل ہوتی تہی پہلی
آپ خود اپنی کاتب سے لکھوا لیتی تھے بعد ازآن وہ صحابہ مین مشہور
ہوجاتی تہی اور اونمین سی بعض اشخاص تو اپنی پڑہنے کے لیئے نقلین
لے جاتی تہی لیکن اکثر حفظ کر لیتے تھے جب اصل آیات واپس آتی
تہی تو کسی صندوق مین رکھ دی جاتی تہی اور چونکہ آیات مرتب نہ تہی
یعنی یہ بخوبی تحقیق نہ تہا کہ کون آیت کسوقت نازل ہوئی لہذا بعض
آیت کا وقت نزول تحقیق نہین قرآن ایکسو چودہ حصون پر منقسم ہے
جنمین کوئی حصہ تو بہت بڑا ہے اور کوئی بہ نسبت اوسکی بہت چہوٹا ہے

اور سب لوگ (یعنی نصاری) قرآن حصون کو باب کہتی ہین اور عرب
سورہ بصیغہ واحد جس کی جمع سور ہی واضح ہو کہ یہ ابواب یعنی سورے
قلمی نسخون مین ترتیب ابجد سی ممیز نہین بلکہ ہر ایک باب کا ایک علیحدہ
لقب ہی کسی سورہ کا لقب کسی مضمون خاص سے نکلا ہی اور کسی کا
لقب کسی خاص شخص کے نام سے رکہا گیا ہی جسکا ذکر اوسمین ہی
لیکن اکثر یہ ہے کہ جو لفظ جس سورہ کی ابتدا مین ہی اوسی سے اوسکا نام
رکہا گیا ہے اور بعض ابواب یعنی سورے بسبب اختلاف نسخ کے دو یا
زیادہ القاب سے مشہور ہین اور بعضون کی نسبت کہتی ہین کہ مکہ مین
نازل ہوے تھے بعضی مدینہ مین اور مقام نزول ہر سورہ کے
نام کا جز واقع ہوا ہی (یعنی بعضون مین مکیہ کی قید لگی ہی بعضون
مدنیہ کی) تاکہ اون مین آپس مین فرق و امتیاز رہی ہر سورہ اجزاء
صغیر و غیر متساویہ پر منقسم ہے جو آیتین کہی جاتی ہین (آیتین اوسکی
بین آیات و حد آیت یعنی علامت یا امر عجیب و غریب) کہلاتے
ہین اور سوا نوین سورہ کی ہر سورے پر بعد اوسکی نام کی جملہ
مرقومہ ذیل جسے مسلمان بسم اللہ کہتی ہین لکہا ہے بنام خدای رحمن
رحیم قرآن کی باب مین اہل اسلام کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ ہے کہ
یہ کتاب اعظم معجزات ہی اور جس طرح احیاء اموات امر عظیم و عجیب ہی
اوسی طرح یہ بہی ہی اور یہ لوگ کہتی ہین کہ معجزات حضرت موسی اور
عیسی عم آنی اور فانی تہی لیکن آن حضرت کا معجزہ دائمی اور باقی

ہے جیسا یہ معجزہ تمام معجزات انبیاء سابقین سے سب سے اشرف اور اولیٰ
ہے راقم کہتا ہے کہ من حیث الفصاحت والبلاغت قرآن افضل اور
اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہے آزانکہ باشندگان ممالک مذکورہ کو
قدیم الایام سے شعر سے ایک مذاق خاص ہے لہذا موافق اون کی
مذاق طبیعت کی اکثر قرآن شعر مقفی مین لکھا گیا ہے اس بات کی سب
قائل ہین کہ یہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت محاورہ قبیلہ
قریش مین جو اعلی اور اشرف قبائل عرب تھا لکھی گئی ہے لیکن بعض
مقامات پر اور قبیلہ کی محاورات بھی لکھی ہین اگرچہ یہ امر بہت شاذ
و نادر ہے لاریب یہ کتاب زبان عرب کی محک ہے اور مضامین ایسے
عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہے اور اگرچہ بعض مقامات پر
اسکی عبارت مبہم ہے اور درجہ ثقلی کو پہونچگئی ہے تاہم اکثر عبارات
و مضامین ایسے عالی اور موثر ہین کہ مصداق قول گوئٹہ ہین مورخ
موصوف مشہور کہتا ہے کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ پہلے تو پڑھنے والی
کو اسکی عبارت سست اور بے لطف معلوم ہوتی ہے لیکن بعد ازان
اوسکی خوبیون پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور آخر الامر اوسکی خوبصورتیون
پر ایسا شیفتہ ہو جاتا ہے کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی مخفی نرہے
کہ آنحضرتؐ کی حیات مین قرآن جمع نہین ہوا بلکہ اوس کی اجزا
متفرق رہے پہلے آپؐ کی خلیفہ ابوبکر نے ان اجزاء متفرقہ کو جمع
کر کے ایک جلد کر لی اور یہ اجزاء صرف خرمے کی چھال اور چمڑے

وغیرہ سے نہین نقل کیی گئی بلکہ حفاظِ قرآن سے نقل کیی گئی اور جب
یہ مسودہ تیار ہوا تو حفصہ بنت عمر احد از ازواج آن حضرت صلعم کو سپرد
کیا گیا باین غرض کہ یہ مسودہ مثل اصل کتاب کی رہی اور اس سے
اور نسخون کی تصحیح کی جاے لیکن چونکہ نسخِ متعددہ اس کتاب
کی تمام ممالک میں منتشر ہو گئی تھی اور اون سب مین اختلاف
کثیر تھا لہذا عثمان خلیفۂ ابو بکر نے سنہ ۳۰ ہجری مین اون نسخون کا
مقابلہ نسخۂ حفصہ سے کروایا پس جو اوسکے موافق تھا اوسے رائج رکھا
اور جو اوس کی مخالف تھی اوسے منسوخ کر دیا باین غرض کہ اوصاف
قرآن بخوبی ظاہر ہو جاوین یہ بات ناظرین کی ذہن نشین رہی کہ
جس زمانہ مین آن حضرت صلعم مبعوث ہوے تھے فصاحتِ لسان اور
صفائی بیان عرب مین بہت ترقی پر تھی اور شعر و سخن کی بھی بڑی
قدر تھی چنانچہ ایک مورخ اہلِ اسلام کہتا ہی کہ اعجازِ قرآن صفائی
بیان اور لطافتِ عبارت اور تناسب فقرات مین ہے پس جو شخص
اجنبی اسی تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہو جاتا ہی کہ یہ عبارت
تمام عباراتِ عربیہ سی اشرف اور اولی ہے کوئی جملہ اسکا کسی عبارت
مین نقل ہو اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف ہو مثل لعلِ درخشان
کے ہے اور ایسا چمکتا ہی جیسی وہ جواہر جسکی چھوٹ سے نظر خیرگی کرے
اور اوسکی عبارت ایسی ہے کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کر سکتا
اور جیسی یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علما و فضلا اسکے متحیر اور متعجب

ہے ہاں واضح ہو کہ سب لوگ قران کو معجزہ دائمی قرار دیتے ہین اور اوسی کو
آنحضرت اپنی رسالت کی اقوی دلائل گردانتی تھی اور افصح فصحائی عرب
نے جنہین شب و روز یہی دھن رہتی تھی کہ کسیطرح عبارت آرائی
مین کمال پیدا کیجئی علی رؤس الاشہاد دعوی کر کے فرمائی تھی کہ ایک
ہی سورہ اس کی مثل لاؤ روایت ہی کہ جب آنحضرت نے اپنی شریعت
علانیہ لوگو پر ظاہر کی تو جابتک ایک شخص ابو ربیعہ نامی باشندہ یمن
کافر تھا اور یہ شخص اون سات شاعرون مین سے تھا جنکی قصائد سبعہ
معلقات تبرکاً اور تیمناً کعبہ مین معلق تھی اور اونہین سے اسکے قصیدہ
کی ابتدا مین یہ شعر تھا کہ جو نعمتین خدا کیطرف منسوب نہین بیکار
ہین اور جو نیکی اوس سے نہین پیدا ہوئی ہے فقط سایہ ہے
تھوڑی عرصہ تک تو ایسا کوئی شاعر نہ نکلا کہ اس بیت کی مثل کوئی
شعر کہتا لیکن آخرالامر وہ سورہ قران جسے سورہ بقرہ کہتی ہین
کسی دروازہ پر کعبہ کے معلق کیا گیا جسے ابو ربیعہ لبید نے پہلے چند آیتین
اس سورہ کی دیکھین تو ایسا متحیر اور متأثر ہوا کہ کہنے لگا کہ ایسی آیتین
بے وحی الٰہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً اسلام قبول کیا وہ
آیات قرآن جنکی سبب سے یہ شخص مسلمان ہوا تھا ذیل مین مرقوم
ہوتی ہین کچھ شک نہین اس کتاب مین یہ ہدایت ہی ایمانداروں کے
لیے جو ایمان لائی ہین اوس وحی کا جو دل مین خیال رکھتی ہین اوقات
مقررہ نماز کا جو دیتے ہین زکوۃ اوس چیز سے جو ہمنی (یعنی خدا نے)

وہی ہی اونھین جو یقین لاتی ہین اوس وحی کا جو بھیجی گئی ہے
تجھپر اے محمد اور نیز اوسکا جو دیا گیا تہا پیغمبرون کو پیشتر تیرے اور جو
یقین کامل رکھتی ہین عاقبت کا ایسی لوگ تحقیق کہ ہین رہنمائی مین
اپنی رب کی اور رستگار ہونگے لیکن کفار پس وہ ہین بمثل اوس شخص
کے ہین جو روشن کرتا ہی آگ کو اور جب وہ روشن کرتی ہے ہر چیز
کو جو گرد اوسکے ہے تو بند کر لیتا ہی اپنی آنکھین خدا لی لیتا اونکا نور اور
چھوڑ دیتا ہے اونھین اندھیرے مین پس وہ نہ دیکھینگی وہ بہری
اور گونگی اور اندھے ہین پس تو بہ نکرینگے یا مثل اوس ابر کے جو اوترا
ہو آسمان سے اور بہرا ہوا اندھیری گرج اور بجلی سے پس وہ رکھتی ہین
اپنی اونگلیان اپنی کانون مین بسبب گرج کی آواز کی موت کی خوف
سے خدا گھیرتا ہی کافرونکو اور نہ بجلی فقط فنا کر دیتی ہی اونھین بسبب
نابینائی کی جب وہ روشنی دیتی ہی تو وہ چلتی ہین اوسمین لیکن
جب اندھیرا ہو جاتا ہی تو وہ حیران ہو جاتی ہین ✤
واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوتِ قران سے تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو
اس کی وجہ یہ ہے کہ اوس کتاب کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ سحر
کہنا چاہیے اور یہ بھی سبب ہی کہ آنحضرت صلی اپنی نثر شعر کی خوبیون
سے مزین کی ہے اسواسطیکہ آیات مین قافیہ بندی کی ہے
اور اسطرح لکھی ہین کہ کہین سلسلۂ عبارت منقطع نہین ہوتا اور اختلافِ
طرزِ تحریر سے لطفِ عبارت اور بھی زیادہ ہو گیا ہے چنانچہ بعض

مقامات پر محاورۂ سہل اور روزمرہ مین نہین لکھا ہی بلکہ عبارت مین رنگینی
اور قافیہ بندی کی ہے جیسا کہ ایک مقام پر گویا جناب باری کی تصویر
کھینچی ہے کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہی اور اپنی بندون پہ قواعد و
احکام نافذ فرما رہا ہی وہ آیات جنمین نعمات ابدی بہشت کا ذکر ہی ایسی
فصیح اور شیرین ہین کہ اون کی سننی سے دل بیچین ہو جاتا ہی اور
جنمین شعلہای آتش جہنم کا بیان ہی اون سے ایسی دہشت اور خوف
معلوم ہوتا ہے کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہی اہل اسلام قران کا بہت
اکرام اور احترام کرتے ہین اور جو لوگ اونمین نہایت محتاط ہین وہ
تو اوسے بے طہارت مس بھی نہین کرتے اور یہ اپنی خیال کہ مبادا
سہواً بے طہارت مس کرلین بعض اوقات یہ آیت یا اوس کتاب پر
یا اوس کی جلد پر لکھدیتی ہین کوئی شخص نہ مس کرے اسے مگر وہ
لوگ جو طاہر ہون اور وہ لوگ اس کتاب کا بہت ادب کرتی ہین
اور کبھی اپنی کمر بند سے نیچی اوسی نہین لگاتی اور جب اوسی پہلی
مرتبہ کھولتی ہین تو چوم لیتی ہین اور لڑائیون مین اوسے ساتھ لیجاتی
ہین اور اوسکی آیتین علمون کے پھریرون پر لکھ لیتی ہین اور اوسے
طلا اور جواہرات سے مزین کرلتی ہین اور عمداً کسی کافر کی پاس
نہین رہنی دیتے اور اون لوگون نے اس کتاب کو بنائے تعلیم قرار
دیا ہی اور سب مدرسون مین اپنی لڑکون کو یہ کتاب پڑھواتی ہین
اور حفظ کراتی ہین اور تمام بلاد اسلام مین رسوم و قوانین کا مدار

اسی کتاب پر ہی آور قاضی اور مفتی اسی کی قسم کہاتی ہین سب مسلمان
اسکی فراولت اسواسطے واجب جانتی ہین کہ اسمین اپنی زندگی کا نور
پاوین (یعنی اس کی وسیلہ سے ہدایت پاوین) اکثر مساجد مین ہر روز
قران کا دورہ ہوتا ہی اس طرح سے کہ تین قاری باری باری پڑہتے
ہین یہانتک کہ قران ختم کرتی ہین اسی کثرت فراولت کا یہ نتیجہ ہے کہ
بارہ ہی برس کی عرصہ سے لاکہا بلکہ کروڑہا آدمیون کی دلون مین اور
کانون مین ہر وقت اسی کتاب کی صدا آتی ہے چنانچہ بعض علماے
اسلام ایسی گذرے ہین کہ اونہون نے ستر مرتبہ قران ختم کیا ہے
قرآن مین یہ حکم بہ کرات و مرات لکہا ہے کہ وحدانیت خدا کا اعتقاد
کرو اور اوسکی رضا پر راضی رہو اور بلا عذر و بدل وجان اوس کے
احکام کی اطاعت کرو اور خیرات دو اور حلم اور نرمی اختیار کرو اور نشون
سے پرہیز کرو اور عفو و درگذر اپنا شیوہ رکہو اور راہ خدا مین جہاد
کر کے سعادت با شہادت حاصل کرو علاوہ اس حکم کے کہ تشہیر اور ترویج
اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے یعنی جن اعمال واجبہ کا قران مین حکم
ہے وہ نماز ہای پنجگانہ کا بجالانا ہی اس طرح سے کہ بوقت نماز مصلی
کو چاہیے کہ رو بقبلہ ہو اور پانچ ساعات مقررہ مین بجالائی بعد
اوس کی ماہ رمضان مین روزے رکہنا اور اوسکی بعد زکوۃ دینا اسطرح
کہ ہر شخص چالیسوان حصہ اپنی مال کا زکوۃ کے لیے مخصوص کرے
اور اپنی دشمنون کو اور جہلاء کو بھی زکوۃ دے سکتا ہی الی صحیح ہو

ان تینون اعمال مین انحضرت صلعم نماز کو ایسا ضروری اور فرض جانتے تھے
کہ اوسی رکنِ دین اور مفتاحِ جنت فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا تھا
کہ جس مذہب مین نماز نہین اوسمین کوئی عملِ نیک نہین نماز مین
طہارت اور وضو کا بھی حکم ہے اور یہ دونون فعل متمم صلوٰۃ قرار دیگئی
ہین جیسا کہ شبلی صاحب اپنی کتاب مسمّی بہ سیرۃ النبی صفحہ ۱۳۹
مین لکھتے ہین کہ مسلمانون پر واجب ہی کہ اس عمل (یعنی وضو طہارت)
کی زیادہ تر پابندی کرین اسواسطے کہ آنحضرت صلعم سے روایت ہے کہ
کلِ اعمال مذہبی طہارت پر مبنی ہین اور طہارت نصف ملتِ اسلام ہی
اور مفتاحِ صلوٰۃ ہی اور بغیر اسکی خدا نماز نہین قبول کرتا راقم کہتا ہی
کہ ان الفاظ کی تشریح کے لیئے قولِ غزالی نقل کرنا مناسب ہی
عالمِ موصوف طہارت کی چار درجے قرار دیتا ہے پہلا درجہ پاک کرنا
بدن کا نجاسات اور کثافات سے ہی دوسرا باز رکھنا اعضا کا تمام افعالِ
قبیحہ سے تیسرا پاک کرنا دل کا تمام شہواتِ مذمومہ اور گناہانِ کبیرہ سے
چوتھا تذکیۂ نفس کرنا یعنی بری کرنا نفس کا اون تعلقات سی جو مانعِ
رجوعِ قلب الی اللہ ہون لہذا اس کی عالمِ موصوف کہتا ہی کہ جسم
بہ نسبت قلب کی بمنزلہ چھلکہ کے ہے اور قلب مثل مغز کے ہے چنانچہ
اسی وجہ سے یہ عالم اون لوگون پر بڑی لعن و طعن کرتا ہے جو
وسوسۂ شیطانی سے طہارتہائی ظاہری مین سرگردان رہتے ہین
اور اون لوگون کو نجس جانکر پرہیز کرتے ہین جو ظاہر مین دلیہ صاف

اور محتاط نہیں جیسی وہ خود ہیں حالانکہ ایسی ظاہر دار لوگوں کی
قلوب عصیان اور غرور اور جہالت اور ریا سے مملو اور مغلوب ہوتی
ہیں پس اس عالم کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بعض مورخین
نے جو مسلمانوں کی نسبت یہ تہمت کی ہے کہ انہیں لوگوں کا یہہ
عقیدہ ہے کہ صرف طہارت ظاہری سے ہم گناہوں سے پاک ہو جاتے
ہیں یہ قول محض لغو اور بے اصل ہے مخفی نہ رہے کہ احکام قرآن فقط
فرائض مذہبی اور مکارم اخلاق میں منحصر نہیں ہیں جیسا کہ گبن صاحب
مورخ لکھتے ہیں کہ بحر کاہل سے دریائے گنگ تک سب لوگ اس
بات کے قائل ہیں کہ قرآن تمام قوانین شرع محمدی کی اصل ہے اور
فقط فن کلام ہی اس سے مستنبط نہیں بلکہ قوانین سیاست مدن
بھی اسی کتاب سے مستخرج ہیں اور اس فرقۂ اسلام میں افعال اور
اموال عباد کا اہتمام اور انصرام حق تعالی کی مشیت اور رضا پر موقوف
ہے لہذا قرآن کو مجموعۂ احکام و قوانین شرع محمدی کہنا چاہیے
جس میں مذہب اخلاق سیاستہ مدن تجارت عدالت و انصاف جزا اور
سزا ان سب امور کی تشریح و تفصیل ہے اور اس کتاب میں ہر چیز کے
احکام مندرج ہیں از رسوم مذہبی تا رسوم روزمرہ از نجات روحانی
تا صحت جسمانی از حقوق جمیع ناس تا حقوق ہر فرد واحد از منافع
شخصے تا منافع نوعی از مکارم اخلاق تا محارم و سیئات از سزائے
دنیوی تا عقاب اخروی لیکن ان سب امور کی حیثیت قابل لحاظ ہے

کہ قرآن اور توراۃ اور انجیل اور اور کتب سماویہ مین فرق بین ہے
جیساکہ کومٹ صاحب کہتی ہین کہ کتب سماویہ مین کوئی طریقہ
علم کلام اور علم فقہ منضبط نہین بلکہ یہ کتب فقط قصص اور حکایات
اور وقایع اور حالات اور ادعیہ مناجات عالی مضامین سی مملو ہو
ہی مین اور طرفہ تریہ ہے کہ یہ مضامین سب غیر مدلل اور نامربوط
ہین اور نہ اور باہم کوئی علاقہ منطقی اور عقلی ہین رکہتی نہ قرآن مثل
اناجیل اربعہ کی تصور ہو سکتا ہی اسواسطے کہ ان کتب مقدسہ مین
صرف عقاید نہ ہی اور طریقۂ عبادات اور اعمال اتباع دین مسیحی
مذکور ہین برخلاف قرآن کی کہ اسمین علاوہ ان سب امور کے
سیاستہ مدن بہی مفصل اور مشرح ہے اور چونکہ اسی طریقہ مذکورہ
قرآن پر حکومت اور سیاست مبنی ہے لہذا جملہ ضوابط اور قوانین
ملکی اسی کتاب سے ماخوذ ہین اور اسی کی روسے تمام مقدمات
جان و مال منفصل ہوتی ہین (واضح ہو کہ) چونکہ آن حضرت صلعم بخوبی
آگاہ تہی کہ انتظام ملک مین منصب قضا و اجتہاد کی نسبت تعلت و
تعرف کا خوف ہے اور یہ احتمال تمیع ممالک کی نسبت ہو سکتا ہی
لہذا آپ نے ان مناصب کا تقرر مناسب نہ جانا اور انکی مخالفت
کر دی بلکہ ہر مسلمان کو حکم کیا کہ قرآن اپنی پاس رکہی اور جمیع
امور مین اوسے اپنا رہنما سمجہی فی الواقع مین یہ حکم آن حضرت کا موافق
عقل سلیم ہے اور اسمین آپنی پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تتبع کیا ہے

[illegible] مذہب کی رو سے [illegible] اور انہیں فقط
عبادتِ خالص کا حکم ہے اور قاضی اور مفتی اور رسوم و اعمال
ظاہری سے کچھ بحث نہیں بلکہ وہ دین صرف خلوص اور عدمِ خلوصِ
نیت اور عرفانِ الٰہی پر مبنی ہے جیسا کہ شیلیٹ صاحب کہتے ہیں
کہ جناب مسیح نے کسی شخص کو قضا و اجتہاد سے نفرت نہ تھی اور اون سے بڑھ کے
کوئی شخص اون رسوم و قواعد کا دشمن نہ تھا جو بجائے حفاظت اور
حراستِ مذہب اوسے ضائع و برباد کرتی ہیں الغرض اس فرقۂ
جدیدہ (یعنی اسلام) میں منصبِ قضا و اجتہاد کسی زمانہ میں نہیں
ہوا بلکہ سب اہلِ اسلام کو حکم ہے کہ آپس میں کچھ تکلف و امتیاز
نہ کریں اور ایک دوسرے کو بہ لقب برادر پکارے بیان مذکور
سے واضح ہوا کہ اسلام میں منصبِ قضا و اجتہاد نہیں بلکہ جن علمائے
مجتہدین سے انصرامِ مقدماتِ دنیوی (مثل فصلِ قضایا وغیرہ)
متعلق ہوتا ہے اونہیں سے انتظامِ امورِ دین (مثل صوم و صلوٰۃ
وغیرہ) بھی متعلق ہوتا ہے اسواسطے کہ اِس مذہب میں قوانینِ
سلطنت اور حکومت اور احکامِ دین و ملت میں کچھ فرق نہیں بلکہ
دونوں کی اصل قرآن ہے لیکن جسطرح عیسائیوں میں رسم ہے
کہ ہر شخص اپنے مال کا دسواں حصہ پادریوں کی نذر کرتا ہے
اوس طرح مجتہدینِ اسلام اپنے مقلدین سے منتفع نہیں ہوتے
اور مثل علمائے عیسوی کے یہ لوگ اپنی خدمتِ اجتہاد سے

[illegible]

بعوض مین کچہ نہین لیتی نہ مال وقف متعلق مساجد وغیرہ مین مستبد انہ تصرف
کرتی ہین نہ لوگون سی اون کی مال کا دسوان حصہ لیتی ہین اور نہ
پادشاہ سی پنشن لیتے ہین بلکہ ان لوگون کی بسر اوقات اسطرح ہوتی
ہے کہ معدنات شرعیہ مین (جنہین متخاصمین کو کسی مال یا استحقاق
شرعی کی نسبت نزاع ہوتی ہے) ایک مبلغ مناسب تخمیناً فیصدی
ہا لیتی ہین اور کچہ اون اراضی کی آمدنی مین سی باقی ہین جو اخراجات
مساجد کے لیئے مخصوص ہوتی ہین یہ امر واقعی ہے کہ علماء اسلام
آپسمین سب متفق اور متحد ہوتے ہین اور مثل ایک فرقہ یا جماعت
کے رہتی ہین اور ان لوگون کو بہی وہی اختیارات ہوتے ہین
جو پادریان انگلستان کو حاصل ہین الا یہ فرق ہی کہ ان لوگونمین
آپس مین نا اتفاقی نہین ہوتی الغض نہ رہے کہ آن حضرت کی بعثت
مین جہان اور جو بیان ہین وہان ایک خوبی یہ بہی ہے کہ شک و
شبہہ اور تخالف اور تشابہ سے منزہ اور مبرا ہے اور قران وحدانیت
باری تعالی کی دلیل کافی ووافی ہے آن حضرت صلعم نی عبادت اصنام
و انام و کواکب و سیارات باین دلیل معقول باطل کردے کہ جو شی
ممکن ہے اوسکو فنا ضرور ہے اور جو چیز پیدا ہوئی ہی اوسے مرنا لابد
ہی اور جو چیز طلوع کرتی ہے اوسی غروب ہونا لازم ہی اور جو شے
متغیر اور حادث ہی اوسی فنا و زوال واجب ہی پس ان دلائل سی
آپ کی عقل سلیم اور دل حق بین نے ایک ذات واجب الوجود کا

اعتقاد کیا جو قدیم غیر محدود و معرا از جسم و مکان منزہ از اولاد و ازواج مبرا از شبیہ و نظیر حاضر فی کل جہات ناظر مخفیات موجود بنفسہٖ قایم بالذات متحد الصفات مع الذات ہی اور اوسی معبود برحق کی عبادت اختیار کی یہ عقاید حقہ جو آن حضرتؐ نے اپنی زبان صدق بنیان سے فرمائی (جو قران کی ۲-۷۵ اور ۵۸ سوروں مین مذکور ہین) آپؐ کی صحابہ اور تابعین نے بصدق دل اور خلوص نیت قبول کیے اور مترجمین اور مفسرین قران نے دلایل حکمیہ و براہین منطقیہ مدلل اور مشرح کیے واضح ہو کہ عقاید اہل اسلام اسقدر عقل پر مبنی ہین) کہ ایک حکیم موحد جو سوا ایک خدا کی اور کسی بات کا قایل نہ ہو) کلمہ (طیبہ) لا الہ الا اللہ بلا حجت و تکرار قبول کرلیگا

اب راقم کہتا ہے کہ خالق جہان نے اپنا وجود اپنی تمام مخلوقات پر ظاہر کیا ہے اور اپنی شریعت انسان کی دل پر لکھی ہے چنانچہ ہر زمانہ کی پیغمبرون کا یہی مقصود واقعی یا ظاہری رہا کہ حق تعالی کو پہچنوائین اور اوسکی شریعت کو رواج دین لیس آن حضرتؐ کی صدا قت نیت اور صفائی طینت کو دیکھنا چاہیی کہ آپ نے انبیاء سابقین کی نبوت کو مثل اپنی نبوت کی جانا اور اون کی رسالت کی بھی اوسی طرح تصدیق و توثیق کی جس طرح اپنی نبوت کا اظہار و اثبات کیا بلکہ اپنے بارہ مین یہ فرمایا کہ مین از آدم تا ایندم نبی ہون یا نئی دین سیجی کے [illegible] آن حضرت نے مسلمانون سے یہ ارشاد کیا ہے کہ اون کا

[illegible]

[illegible]

بہت پاس و ادب کرو اور اون کی باب مین بعض امور کا اعتقاد رکہو
(جنیاکہ ۲ اور ۱۰ سورون مین لکہا ہے) علمای فرقۂ اساقفین کیتہولک
نے حسن ظن نسبت والدۂ حضرت عیسیٰ کی قرآن ہی سے نقل کرکے
اپنی عقائد مین داخل کیا ہے چہ سو برس کی عرصہ مین (یعنی زمانہ
جاہلیت مین) اگرچہ طریقۂ حق بالکل مفقود ہوگیا تہا تاہم عیسائیون
نے اپنے مقتدا (یعنی مسیح) کی ارشادات اور احکام بالکل فراموش
کردیے تہے راقم کہتا ہی کہ یہ بات قابل لحاظ ہی کہ حضرت موسیٰ
و عیسیٰ نے بمقتضی زہد و تقوی نبوت بڑی خوشی سے یہ خبر
دی ہے کہ زمانہ آخر مین ایک ایسا نبی مبعوث ہوگا جو ہمسے بہی
افضل اور اولی ہوگا اور شاگرد مسیح نے بہی وعدہ کیا ہی کہ فارقلیطا
یعنی تسلی دہندہ آئیگا یہ دونون پیشین گویان بلاشک وشبہ
اشرف الانبیا اور خاتم النبیین (یعنی آنحضرتؐ) کی بارہ مین
ہین اور آپ ہی کی ذات پاک مین ان کی تکمیل ہوئی سابق مین
بیان ہوچکا ہی کہ پہلا امر جسکی قران مین تاکید ہے اعتقاد وحدانیت
خدا ہے اور بعد اوسکے تصدیق نبوت آنحضرتؐ عیسائیون کے
بارہ مین آنحضرتؐ یہ فرماتے تہے کہ یہ لوگ غلطی اور گمراہی
مین پڑے ہین اور عقیدۂ حقۂ توحید کو مسئلۂ مخترعۂ تثلیث سے
خراب کردیا اور چونکہ حق تعالی کی عادت ہی کہ امور ضروریہ واقعیہ
کو بغیر ثابت کیے نہین چہوڑتا اور یہ امور ضروریہ قبل میری بعثت کی

متروک ہوگئی تھی لہذا اوسنے جسے پیغمبر کیا کہ ان فرائض ضروریہ کو ثابت اور قائم کریں یہی وجہ ہے کہ قرآن میں مسلمانوں کو اہل کتاب سے علیحدہ خطاب کیا ہے اور یہ لقب بمقابلہ عیسائیان کیا ہے جنہیں لفظ مشرکین سے تعبیر کیا ہے نصاری کو مشرکین کہنے کی وجہ آپ ہی نے یہ فرمائی ہے کہ یہ لوگ اور بیغیرون کو خدا کا شریک گردانتے ہیں اور انکی عبادت کرتے ہیں جیسا کہ تیسرے سورہ میں قرآن نے کہا ہی کہ اے اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) اپنی عبادت میں حد سے تجاوز نہ کرو اور وہ بات جو خلاف سچائی ہے کہے ہو جب تم خدا کا ذکر کرتے ہو عیسی مسیح پسر مریم صرف پیغمبر خدا ہیں لیکن گروہ خدا کا اور اوس کی نعمتوں کا اور نہ گروہ فکر تثلیث کا اور ایسی باتوں کو حد انصاف سے نہ گذرنے دو خدا ایک اور لاشریک ہے سب تعریفیں اوسی کے لیئے ثابت ہیں حق اسکو ہے فرزند نہیں رکھتا دوسرا مطلب عظیم نزول قرآن سے یہ تہا کہ تین مختلف مذہبوں کے لوگ (جو مذہب اوس زمانہ میں مروج تھے) ایک ہی خدا کو مانیں اور اوسی کی پرستش کریں اور چند رسوم و قوانین مقرر کیے جائیں جنمیں بعض قوانین سلف کے مطابق ہوں اور بعض بالکل جدید ہوں اور ان قواعد و رسوم کی تعمیل اون لوگوں سے اسطرح کرائی جائے کہ اونہیں طمع ثواب اور خوف عقاب دنیوی و آخروی دلایا

جائے

[illegible]

جاوے اور ان تینون مذہبون کے لوگ آن حضرت کو پیغمبر خدا جانکر
آپ کی اطاعت اختیار کرین اور یہ اعتقاد کرین کہ زمانہ سابق مین
حق تعالی نے اپنی بندون کو بار بار ترغیب اور تہدید کی کہ وہ ایمان
لاوین اور جب وہ راستی پر نہ آئی تو اوسنے آن حضرت کو بایں غرض
مبعوث کیا کہ دین خدا کو زمین پر قایم کرین اور امور عاقبت مین معتقدہ
اور معتقدات دنیا مین تمام عالم کے بادشاہ یقین کیے جائین ہین
قران مین اول اور اشرف اعتقادات توحید جناب باری ہے اور
اسی عقیدہ کو آنحضرت صلعم نے اپنی رسالت کا مقصود اصلی قرار
دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک مذہب حق سے زیادہ نہ
کبھی ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور اگرچہ اوس مذہب کی رسوم وقواعد
مخصوصہ چند ہی عرصہ کے لیے ہون اور حسب مشیت الہی اون مین
اکثر تغیر وتبدل ہوتا ہو تاہم چونکہ وہ مذہب حق اور واقعی ہے لہذا
اوسکی اصل دیانت مین تغیر نہین ہو سکتا بلکہ ہمیشہ ایک ہی کیفیت پر
رہتا ہے پس جب اس دین حق کے اصول وقواعد سے بندون نے
غفلت کی تو حقتعالی نے اپنے پیغمبر بھیجے تاکہ اون غافلون کو عقاید
حقہ تعلیم کرین اور اونھین تنبیہ وتہدید کرین اور ان انبیا مین سے
حضرت موسی وعیسی نہایت جلیل القدر اور اولوالعزم تھے جبتک
کہ آن حضرت مبعوث ہوئے لیکن آن حضرت نے یہ کبھی نہین فرمایا
کہ مین ایک مذہب جدید اور علیحدہ بناتا ہون بلکہ خلاف اس کے یہہ

ارشاد کیا (جیسا کہ قران کی ۱۶-۲۶ اور ۱ اور سوروں مین لکھا ہے) کہ میرا مذہب موافق ملت ابراہیم ہے اور یہ دین جبرئیل فرشتہ بذریعہ وحی کی مجہہ لائی ہین (جیسا کہ ۴۳ - سورہ مین لکھا ہی) خلاصہ یہ کہ قران کا صرف یہ مآل ہے کہ کتب سماویہ کی تصحیح کرے اسواسطی کہ آنحضرتؐ نی فرمایا ہے کہ یہود و نصاری نی ان صحف مقدسہ مین تحریف کی ہے خصوصاً اون مقامات پر جہان میرا ذکر تہا (جیسا کہ ۳-۲-۶-۱۰-۱۱-۱۲-۱۶-۳۷- سوروں مین لکھا ہی) ایک روایت یہ ہے کہ جبرئیل فرشتہ قران آنحضرتؐ کی پاس اس کیفیت سے لائی کہ اوس دنبہ کی کہال پر لکھا تہا جو حضرت ابراہیمؑ نی اپنی فرزند اسحقؑ کی عوض قربانی مین دیا تہا اور طلا اور ریشم اور جواہرات سے مزین تہا دوسری روایت یہ ہی کہ اور یہی قول عیسائیون کے نزدیک بہی معتبر ہے کہ باعانت یہود فارسی مسمی بہ عبد اللہ ابن سلام اور راہب نصرانی جو سردار فرقہ نسطوریین باشندہ بہت ابن نوفل اور القیسی واقع بصرہ تہا آنحضرتؐ نی یہ کتاب تالیف کی اور یہ قول قدیم معلوم ہوتا ہے اسواسطیکہ خود آنحضرتؐ نی بڑی غصہ سی اسکی رد کی ہے (جیسا کہ ۱۰-۱۱-۱۶-۲۵ سوروں مین لکھا ہی) واضح ہو کہ قران مین نہایت تاکید ہے کہ ایک ہی خدا کی وجود کے قایل ہو (جیسا کہ ۲-۳-۴-۵-۶-۱۷-۱۹-۲۴-۳۷-۳۹-۴۰-۲-۴-۱ور ۹۴ سوروں مین لکھا ہے) اور اوسکی صفات

یہ لکھی ہین) کہ قدیم ہے اور کسی سی پیدا نہین ہوا اور نہ کوئی اوس کی
پیدا ہوا ہے (جیسا کہ ۱۱۲ مین لکھا ہی) اور سب چیزون کا خالق اور
صانع ہے (جیسا کہ ۱۶-۱۷ سورون مین ہی) اور رحمن و رحیم ہی *
(جیسا کہ ۳-۵-۱۰۶-۴۰ سورون مین لکھا ہے) اور حافظ ہی اون
لوگون کا جو اوسکی ناشکر گذاری نہین کرتے (جیسا کہ ۳-۹-۹۴-
سورون مین لکھا ہے) اور بخشنی والا ہی اون لوگون کا جو گناہ
کرتے ہین بشرطیکہ وہ توبہ کرین (جیسا کہ ۲۵-اور ۱۱۰- سورون مین
لکھا ہے) مالک روز جزا ہے (جیسا کہ ۲-۱۴-۱۶-۱۷-۱۸-۲۲ سورونمین
ہے) اور سلوک کرتا ہے ہر شخص سے موافق اوسکی اعمال کے (جیسا
کہ ۲-۳-۴-۱۰-۲۸- سورون مین ہے) یعنی نیکون کو اور اون کو
جو اوسکی راہ مین جہاد کرکے شہید ہوتے ہین عیش و آرام ابدی
دیگا اور یہہ نعمات عقبی بڑی نفاست و لطافت سی بیان کیگئی ہین
اور سب مضامین عالیہ اور استعارات لطیفہ سی مملو ہین (جیسا کہ
۷-۱۳-۱۵-۱۸-۲۲-۳۵- سورون مین لکھا ہے) اور خاص کر کے
(۲۷-۳۹-۴۵-۵۲-۵۵-۵۶-۷۶-۸۸- سورون مین لکھا ہی)
اور گناہگارون اور شریرون کو عذاب دایمی جہنم مین مبتلا کریگا
جسکی خوف و دہشت خارج از عقل ہے علاوہ وجود ایک خدا کی
یہ بھی لکھا ہے کہ وہ رب العالمین ہے (جیسا کہ ۱۵-۱۶-۲۳-۲۹
۳۲ سورون مین لکھا ہے) اور عالم الغیب اور مقدر تقدیرات ہی

(جیسا کہ ۱۳-۱۴۳ سورتوں میں ہے) قرآن میں یہی حکم ہے کہ وجود
ملائکہ کا اعتقاد کرو (جیسا کہ ۲-۹۷ سورتوں میں ہے) لیکن فرشتوں کی
اور اشخاص کی عبادت کرنے کی ممانعت قطعی ہے (جیسا کہ ۳ —
سورتوں میں ہے) اور یہ بھی لکھا ہے کہ شیاطین خلقت سے بنی آدم
کے دشمن ہیں (جیسا کہ ۳۵-۶-۳۴-۱۰-۳ سورتوں میں لکھا ہے) اور
ہر شخص پاس دو فرشتے ہیں جو اسکے افعال کو دیکھتی رہتی ہیں (۳۵
سورہ) اور مسلمانوں کو ان امور کے اعتقاد کا بھی حکم ہے کہ اجنہ
ہیں اور ان میں سے بعض نیک ہیں اور بعض بد اور ملائکہ اور شیاطین
مدارج میں مختلف ہیں (جیسا کہ ۲۶-۵۵ سورتوں میں ہے) لیکن ان سب
امور سے زیادہ اسکی تاکید ہے کہ آنحضرت کو پیغمبر خدا سمجھو لیکن آپکو
سوجہت الوہیت اور بنی آدم سے برتر نہ تصور کرو (جیسا کہ ۱۷-۲۹
سورتوں میں ہے) واضح ہو کہ جسطرح لوگوں نے ناانصافی سے مضامین
اور احکام قرآن پر اعتراضات کیے ہیں اوسی طرح اون مکارم اخلاق
پر تشنیع کیے ہیں جو اوسمیں مندرج ہیں حالانکہ اوس کتاب میں
شراب خواری اور لہو و لعب کی بڑی مذمت ہے (۴-۱۷ سورے)
اور رشوت (۲ سورہ) حرص و غرور (۴-۱۷-۱۸ سورتی) غیبت اور
بدگوئی (۱۰۴ سورہ) طمع (۴-۴۳ سورتی) ریاکاری (۴-۲۳
سورے) طمع منافع دنیوی (۱۰۰-۱۰۲ سورے) ان سب افعال و عادات
قبیحہ کی ممانعت کی ہے بلکہ برخلاف اسکے زکوۃ (۲-۴۳-۴۳-۵۰-۵۶

۹۰-سورۃ) حقوقِ والدین (۴-۱۷-۲۹-۳۶سورۃ) شکر نعمت
الٰہی (۵سورہ) ایفائے عہود (۵-۱۶سورۃ) صدق وصفائی قلب
(۶-۱۷-۳-۲۲-۳۳سورے) عدل یا انصاف (۵-۶سورے) خصوصًا
نسبت ایتام کی (۱۲-۹۰سورۃ) عفت اور تہذیب کلام میں بھی ÷
(۲۲-۲۵-سورۃ) رہائی اسیران (۱۲-۹۰سورۃ) صبر وشکیبائی
(۲-۳۴-۲-۴۴سورۃ) اطاعت (۴سورۃ) سخاوت (۲۸سورۃ) عفو
جرائم (۳-۱۶-۴۲-۲۳سورے) نیکی کی راہ چلنا نہ دنیا کی غرض
کے لیے بلکہ خوشنودی ورضائے الٰہی کے واسطے (۲۳سورہ) ان سب
امورِ نیک کی نہایت تاکید ہے سابق میں ذکر ہوچکا ہے کہ قرآن
میں صرف احکامِ ضروریہ مذہب ہی نہیں مندرج ہیں بلکہ قوانین ملکی
اہلِ اسلام بھی لکھے ہیں جس طرح توریت میں قواعدِ ملکی یہود مرقوم ہیں
اور عددِ ازواج چار میں منحصر ہے اور ان سے زیادہ عقد کرنا ممنوع
ہے (۴سورہ) اور رسومِ نکاح بھی مندرج ہیں (۲-۴سورہ) اور حقوق
زوجیت (جو شوہر وزوجہ دونوں کو لازم ہیں) بھی مقرر ہیں بیان
کہ مدتِ رضاعت (۲سورہ) زمانۂ عدہ بعد انتقالِ شوہر (۲سورہ)
مہر اور نفقۂ زوجہ (۲-۴سورۃ) اور احکام نسبت بہ زوج وزوجہ بعد
خلع یا طلاق (۲-۴-۶۵-سورۃ) یہ سب امور اس کتاب میں مذکور
ہیں ورثہ وصیت تولیت معاملات وعہود انہیں سے کوئی چیز آنحضرت
نے نہیں چھوڑی اور سورۂ مذکورہ بالا میں ان سب باتوں کا ذکر ہے

تعداد ازواج شہادت کاذب (۵-۹ سوری) مکر و خدیعت قضا و اجتہاد مین
(۵ سورہ) فریب (۴ سوری) سرقہ (۵ سوری) قتل انسان (۲-۴-
۱۶-۲۵ سوری) قتل رضیع (۶-۱۷ سوری) مناکحت از محرمات شرعیہ
(۴ سورہ) بیحیائی اور زنا (۴-۱۹-۲۴-۲۵-سورہ) ان سب افعال
بد کے عقوبت اور سزا لکھی ہے ان احکام و حدود سے معلوم ہوتا ہی
کہ آن حضرت صرف نبی نہ تھی بلکہ مقنن بھی تھے پس ہم بے تکلف
کہہ سکتی ہین کہ یہ احکام و حدود قبل ہجرت یا رواج شریعت اسلام
جاری نہ تھے بلکہ کہہ سکتے ہین کہ انہین سے بعض احکام تو فتح مکہ تک
نہ جاری ہوے تھی پس قران کی کیفیت ایسی ہے جیسی بیان
کی گئی اور مسلمان اس کتاب کا ایسا پاس و ادب کرتے ہین کہ
عیسائیون مین بہت کم لوگ ہین جو ایسا پاس و لحاظ کتب مقدسہ کا
کرتے ہین اور ان لوگون کے تمام عقاید مذہبی اور قوانین ملکی اور
اخلاق و معاملات کا ماخذ یہی کتاب ہی (واضح ہو کہ جو عقیدہ اہل اسلام
نے قران سے اخذ کیا ہے اوسکی اصول یہ ہاین پہلی اصل یہ ہے
کہ مذہب کی دو قسمین ہین ایمان اور دین خدا اور ملائکہ اور احکام
قرانی اور انبیا و رسل اور رجعت و قیامت ان سب باتون کا اعتقاد
ایمان مین داخل ہے اور نماز ہای پنجگانہ مع طہارت و وضو اور
صوم زکوٰۃ حج یہ سب امور دین مین داخل ہین ملت اسلام اور
دین مسیحی مین فرق سمجھنے کے لیے یہ بات ناظرین کے ذہن مین

ہما

رہی کہ مذہب عیسوی کا مدار صرف اصول عقاید پر ہے اور عیسائی
انھین عقائد کے پابند ہین اور اون کی نزدیک عقائد مذہبی اور
اخلاق و اعمال ظاہری مین بڑا فرق ہی لکن برخلاف اس کے
اہل اسلام فقط اصول عقائد کی پابندی نہین کرلی بلکہ اون کے
نزدیک احکام و حدود شرع پر بھی عمل فرض ہی اور اون کے
عقیدہ مین اخلاق اور سیاستہ مدن شرع پر مبنی ہین اور ان سب
امور کی تعمیل حسب شرع واجب ہی پس ان لوگون کے نزدیک
محبت و مودت تشرع و تورع حدیث و روایت انتظام و انصرام ملک
اور حق و دین یہ سب باتین ایک لفظ اسلام مین داخل ہین
مجملہ اور فضائل اور مناقب قران کے غیر اوسی فخر و مباہات
کرلی سجاہی دو فضیلتین بہت بڑی ہین ایک فضلیت تو یہ ہی کہ
جس مقام پر حقتعالی کا ذکر ہے بڑی عزت و احترام اور عظمت و
ہیبت کی ساتھ ہے اور کسی جگہہ پر اوسکی ذات پاک کی طرف عیوب
اور شہوات انسانی نہین منسوب کیئے ہین دوسرا شرف یہ ہی کہ جملہ
خیالات باطل الفاظ رکیک اور حکایات لغو سے منزہ ہی لکن افسوس
ہے کہ کتب یہودان عیوب و مناقص سے مملو ہین واقع مین قران
ان عیوب صریحہ سی ایسا مبرا ہی کہ ابتدا سے انتہا تک پڑہ جاؤ
کہین کسی امر رکیک اور خلاف حیا کا شائبہ بہی نہ پائیگا پس جس مذہب
کی بنا قران پر ہے اوسکا آل توحید محض و خالص ہے اور کوئی بات

اوسمین ایسی نہین جیسی اوسکی تمام عقاید یعنی وحدانیت خدا مین کسی طرح
کا شک و شبہ ہوسکے بعض فرقون کا یہہ قول ہی کہ حق تعالی محض
ایک علت عقلی ہے جسکا وجود تمام ممکنات پر مقدم ہے اور اوسنی
چند قواعد مقرر کر دیے ہین کہ اونہین پر انتظام عالم کا مدار ہے
اور اوسی خود کو کچھ دخل نہین بلکہ وہ تو ایسی مقام پر رہتا ہی کہ وہان
تک کسیکا گذر ممکن نہین لیکن مذہب اسلام مین حق تعالی کی ذات
ان نقصون سے بری ہے بلکہ وہ ہمیشہ حاضر و ناظر اور فاعل مختار
ہے ایک فضیلت اسلام کی یہ بہی ہے کہ اس مذہب مین حجت و
تکرار کو کچہہ دخل نہین اور چونکہ اسمین کوئی امر مخفی اور خلاف عقل
نہین بلکہ جملہ امور مدلل و مبرہن ہین لہذا لوگون کو کوئی حجت
و تکرار اس مذہب مین نہ رہی بلکہ جیون ہی ایک صاف اور ایک
طریقہ عبادت اختیار کرلیا جا لانکہ اون لوگون پر تعصب ہی ور شہوات
نفسانی کا اسقدر غلبہ تہا کہ از خود رفتہ ہو جاتی تہے اور حق و
باطل مین تمیز نہ کرتے تہے دوسرا شرف اسلام کا یہ ہے کہ اس
مذہب مین اولیا و فقرا و شہدا کی پرستش کرنا باقیات بزرگان سلف
اور اون کی تصویرون کو پوجنا اور ایسی کشف و کرامات کا اعتقاد کرنا
جو انسان کی عقل سے خارج ہین یہ سب امور ممنوع ہین اور ترک
دنیا اور تجرد با شقت شدید جسمانی یا روحانی بہی ممنوع ہے پس
ان امور سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلی آن حضرت ص ذ سب چیزون کی

حقیقت اور کیفیت بخوبی دریافت کرلی اور اوس زمانہ کی لوگون کے
حالات مین بھی خوب تفحص کرلیا اور یہ بھی بنظر تعمق دیکھ لیا کہ
امور مذہبی موافق عقل ہین یا نہ اور بعد طے کرنے ان سب مراحل کی
قواعد اور احکام شرع جاری کیے پس کچھ تعجب نہین کہ ایسے
طریقہ معقول وممدوح نے سب رسوم بت پرستی خانہ کعبہ سے موقوف
کردیے قواعد صابئین اور ستارہ پرستان باطل کردیے اور آتشکدہ ہای
زردشت خاموش کردیے اب راقم چاہتا ہے کہ چند باتین نسبت
مذہب اسلام من حیث انہ مبنی علی القرآن بیان کرے پس واضح ہو
کہ اہل اسلام نے کسی مذہب وملت کی رسوم وقواعد مین کبھی
دست اندازی نہین کی نہ کبھی کسی مذہب کے لوگون پر ظلم وتعدی کی نہ کبھی
محکمہ انکویزیشن مقرر کیا (یہ محکمہ ملک اسپانیہ مین اس واسطے مقرر
کیا گیا تھا کہ لوگون سے مذہب عیسائی بجبر قبول کرایا جاوے)
نہ لوگون سے اپنا مذہب بجبر قبول کرایا اور نہ اونہین اپنے دین
مین لانے کی کبھی کوشش اور جستجو کی البتہ اہل اسلام نے اور مذہب
کے لوگون کو اپنے دین کی طرف دعوت کی لیکن کبھی اون سے
اپنا مذہب جبراً قبول نہین کرایا جیسا کہ قرآن مین لکھا ہی کہ مذہب کے
بارے مین جبر نہ کرو تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور جو یہود
نصاری اور صابئین ہین اور جو شخص ایمان لایا ہی خدا اور روز
قیامت پر یہ سب پاوینگے اپنی جزا اپنے پروردگار سے اونپر کوئی خوف

نہ آئیگا اور نہ وہ رنجیدہ کیے جائینگے علاوہ ان سب امور کی
ہمیشہ مسلمانون کا یہ دستور رہا کہ جس شخص نے انکا مذہب بطوع و
رغبت قبول کیا وہی یہ لوگ مثل اپنے جانا گیا اور اوسکے حقوق کو
اپنے حقوق کی برابر سمجھا گیا اور جن ملکون کو فتح کیا اونہین ظلم و
جور اور اور ستم کی تعدیون سے محفوظ رکہا حالانکہ از ابتدای
خلقت تا زمانہ آن حضرتؐ جس بادشاہ نے ملکِ غیر کو فتح کیا وہان کے
باشندون کی نسبت کوئی دقیقہ ظلم و جور کا فروگذاشت نہین کیا بلکہ
اہلِ اسلام نے رسمِ قتلِ اطفال جو اوس زمانہ مین عرب اور اوس کی
اردو نواح مین رائج تہا موقوف کر دیا اور بردہ فروشی کی بہی ممانعت
کر دی اور عدل و انصاف مین سب لوگون کو یکسان سمجہا یہانتک
کہ جن لوگون کو بزورِ شمشیر مغلوب کیا تہا اون کی نسبت بہی ویسا ہی
انصاف کیا جیسا آپس مین ایک دوسرے کی نسبت کرتے تہے اور خراج
کم کر دی اور فقط دسوان حصہ رعایا سے بطریق خراج لیا اور
تجار کو محصول اور اور اخراج سے بری کر دیا اور اور مذہب کے لوگونکو
اس تکلیف سے آزاد کر دیا کہ علماء و مجتہدین اسلام کو یا اور مسلمانونکو
ایک مبلغ معین بطور محصول یا خراج کے دیا کرین بلکہ جو لوگ اسلام
قبول کرنے پر راضی ہوتے تہے فقط ایک جملہ یعنی کلمہ طیبہ کے پڑہنے کی
اون سے درخواست کی جاتی تہی اور فقط یہی ضمانت اون سے
طلب کی جاتی تہی نہ یہ کہ اون سے ختنہ کرنے کا بہی اقرار کیا جاتا ہو

جیساکہ اکثر لوگ گمان کرتے ہین (واضح ہو کہ جو امور باعث ترقی
اسلام ہوئے اس زمانہ مین بہی بخوبی تفصیل سے دریافت
نہین ہو سکتی ہان البتہ یہ ممکن ہی کہ چند باتین ضروری بیان
کی جایئن پہلی وجہ ترقی اسلام کی یہ ہی کہ عقایئد اہل اسلام نسبت
جناب باری کی بہت صحیح اور معقول ہین اور ان لوگون کے
آداب و اخلاق بہی بہت درست ہین چنانچہ یہہ امور بہ
قرآن مین جا بجا مذکور ہین اور چونکہ وہ لوگ جنہین
اسلام نے پیشتر رواج پایا تہا بسبب مشارکت و مجالست یہود
و نصاری مہذب و معقول ہو گئے تہے لہذا عقایئد حقہ اسلام کا
مقتضی یہ تہا کہ ایسی لوگون کے دلونپر اثر کرین دوسری وجہ ترقی
اسلام کی یہ ہے کہ اس مذہب کی قواعد و رسوم اور ملل و مذاہب
سے جو اوس زمانہ مین عرب مین رایج تہے ماخوذ ہو کر بطرز
معقول جمع کیے گئے تہے تیسرا سبب اس مذہب کی ترقی کا یہ تہا کہ
جملہ مقدمات اور معاملات شرعی اور تمام کاروبار زندگی ازروی
احکام قران تعمیل کیے جاتے ہین لکن بعض مورخین نے علاوہ
ان تین وجہون کے ایک وجہ ترقی اسلام کی یہ بہی لکہی ہے
کہ آنحضرت ؐ نے عیاشی اور بدفعلی کی قدغن نہ کی تہی بلکہ
ان امور سے چشم پوشی کرتے تہی لکن جس شخص کے مزاج
مین تعصب نہ ہوگا اس قول کو ہرگز نہ تسلیم کریگا اسواسطے کہ

تواریخ وغیرہ کے تتبع سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی
اپنی مذہب کی اشتہار اور ترویج کے لیئے اس قسم کی ترغیب
اور تالیف قلوب پر کبھی تکیہ نہیں کیا یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ
ان امور (یعنی عیاشی وغیرہ) کا قیاس قواعد و رسوم نصاری
اور اہل یورپ پر نہیں ہوسکتا اسواسطیکہ بعض رسوم ان لوگونکی
نزدیک عیاشی اور بدفعلی مین داخل ہین لیکن وہی رسوم عرب
وغیرہ مین مروج و ممدوح ہین پس راقم کہتا ہی کہ جس حالت مین
کہ تعدد ازواج عرب مین رایج تھا تو آنحضرت صلعم کی تابعین کو اس
فعل کی کوئی اجازت جدید نہین ملی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ اونلوگون
نے اس امر (یعنی تعدد ازواج) مین بڑی احتیاط کی اسواسطی کہ
اوس زمانہ مین ممالک مشرقیہ مین عورت کی بارہ مین الیسی وسعت
تھی کہ جتنی عقد چاہتے کرسکتی تھی لیکن باوجود اس رسم وسیع
کے آنحضرت صلعم نے زنا اور عقد محرمات شرعیہ کی مخالفت قطعی
کردی حالانکہ یہ افعال بدجاہل اور وحشی قومون مین اکثر رایج
ہوتے ہین پس ان امور سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ معاذاللہ
آنحضرت بداخلاق یا مکار تھے جو مسلمان بہت
پابند مذہب ہوتی ہین وہ مثل اسٹوئکس کی (یہ ایک فرقہ حکمائی
یونان مین تھا جو مشقت و ریاضت نفس بہت پسند کرتا تھا)
شدید اور سخت ہوتے ہین مانند ایپکیورئین کی (یہ ایک فرقہ

حکماے یونان مین تھا جو عیش و عشرت کو دوست رکھتی تھی) عیش
و عیاش اور جو شخص قرآن کو سمجھکر پڑہیگا اوسی معلوم ہوتا
کہ بندون کی نسبت کسقدر تشدد ہے اور کسقدر اقتدا کا حکم
ہے واقع مین ۔ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو شخص ایک مذہب و
اور فرقہ جدید کا بانی ہو وہ لوگون کی عیاشی اور بدفعلی سے
چشم پوشی اختیار کرے اور کچھ تعرض نہ کرے بھلا اس طرح
اوسی ہمیشہ کی سے کیسی کامیابی کیونکر حاصل ہوسکتی تھی اور اوسکی
مذہب کو ثبات و دوام کیونکر ہوسکتا تھا پس جہان اور اسباب ترقی
اسلام کی ہین وہان تشدد اور پابندی مذہب بھی ایک سبب
اوسکی نشو نما کا تصور کرنا چاہیئے چون کہ ہر مذہب مین قواعد و
رسوم ظاہری (مثل نماز و روزہ) کی صاف اور واضح ہوتی ہین
لہذا اگر لوگون نے ان رسوم کی پابندی اختیار کرلی ہو تو بھی انسے
تغافل اور تساہل نہین کرتے بلکہ اکثر انہین بجالاتے ہین برخلاف
اون احکام کے جو مکارم اخلاق کی بابت مین ہون کہ اون کے
پابندی مین لوگ غفلت اور کاہلی کرتے ہین مثلاً بہت کم روزے
رکہنا حج کرنا نماز ہاے پنجگانہ ہر روز بجالانا طہارت اور وضو وغیرہ
کرنا ہمیشہ زکوۃ دینا اون نقصون سے پرہیز کرنا جو جو اس زایل
کرتے ہین یہ سب فرایض جنکو متقرران اہل اسلام کی لیے سخت
اور حجت قاطع ہین اور ان کی افرادت اور مواظبت سے وہ لو

اپنی مذہب کو نہ چہوڑے ایک سبب ترقی اسلام کا یہ بہی ہوسکتا ہی
کہ مسلمانون نی بذریعۂ تجارت قرآن کو اشتہار دیا اسواسطی کہ
جو مسلمان ممالک مشرقیہ مین آکر بسے اونہون نی یہ کتاب اون
بادشاہون تک پہونچائی جو بیشتر کوئی مذہب خاص نہ رکہتی تہی
چنانچہ باشندگان ملائیا اور جزائر سلاکا ان لوگون سی بعنایت
ومحبت پیش آئی بادشاہان برنٹ وماکیلہار نی اونکا دین قبول کیا او
جب قندہار کیمبی اور گجرات اور اور بہت ملکون مین سلاطین مغل کی
سلطنت ہوئی تو اونہون نی کچہ لوگ مسلمان کرلیے جب پرتگیز
ہندوستان مین داخل ہوے تو اونہون نی مذہب اسلام کو
ملک مین سرسبز پایا باوجودیکہ اوس زمانہ مین عقائد فاسدۂ ہنود
کو بڑا غلبہ تہا چنانچہ لکہا ہی کہ منجملہ راجگان ہندوستان ایک راجہ تہا
کہ اوسکا نام زموڈن تہا اور اوسکا پایۂ تخت کالیکٹ کہلاتا تہا
چہ سو برس قبل داخلۂ پرتگیز مسلمان اس راجہ کی ملک مین داخل
ہوے تہے اور وہ اون لوگون سی بڑی عنایت ومحبت سی پیش
آیا اور اونہین اپنی ملک مین عہدہای جلیل دیئے اور آخر الامر
اونکا مذہب قبول کرلیا اور راجگان ملک مذکور مین آخری راجہ
سلومنا پیرمل نامی ایک عرب کی جہاز پر سوار ہوکر حج خانۂ کعبہ کو گیا
تاکہ باقی ایام زندگی وہان بسر کرے یہ بات قابل لحاظ ہی کہ آنحضرت
کی تشدد وظلم مین لوگون نے ایک غرض خاص سے مبالغہ کیا ہے واقع مین

واقع مین آنحضرت نی بت پرستون اور لا مذہبون کو ان دونون باتون مین سے ایک بات قبول کرنیکا اختیار دیا تھا یعنی یا مسلمان ہون یا قتل ہونا قبول کرین باقی رہی یہ چار فرقے یعنی یہود و نصاری و مجوس و صابئین جنہین قران مین بہ لفظ اہل کتاب تعبیر کیا ہی پس انلوگونکو آنحضرت صلعم نی اپنی مذہب پر رہنے کی اجازت دی مگر اس شرط سے کہ جزیہ دین اور امور ذلت و تحقیر گوارا کرین لیکن جو حد تنخواہ و نسبت انکے آنحضرت صلعم نی مقرر کردی ہی اوس حد سے اہل اسلام نے بہت کم تجاوز کیا جو عہد اون لوگون نی کفار سے کیا اکثر اوس کی پابندی کی حالانکہ مجاہدین اسلام ظالم و جابر تھی لیکن بہ نسبت تابعین پادریان اتنا م و قسطنطنیہ بہت حلیم و رحیم تھے پس یہ بات سچ ہی کہ اگر بعوض مسلمانون اور ترکون کی بادشاہان مغرب (یعنے روم و قسطنطنیہ وغیرہ) اقلیم ایشیا مین حکمران ہوتی تو یہ بادشاہ مسلمانون سے ایسی رعایت نہ کرتی جیسی مسلمانون نی عیسائیون کی اسواسطے کہ اونہون نی (یعنی بادشاہان نصاری مغرب نی) تو اپنی ہم مذہبون سے جس شخصکو اپنی مسلک کی مخالف جانا اوسپر بڑی بڑی ظلم و ستم کیی جیسا کہ مسٹر جبن صاحب کہتی ہین کہ جیسا جور و ظلم تابعین پوپ نے اور عیسائیون پر کیا ویسا ظلم و تعدی ترکون مسلمانون نی بھی ان لوگون پر نہین کیے راقم کہتا ہی کہ جسقدر خونریزی عیسائیون نے آپس مین فقط واسطی ادنی ادنی باتونکی

19 ایک تاریخ صفحہ ۲۱۴ مین لکھتی ہین کہ اگر مسلمانان افریقیہ اور ترکی اور دیگر اقوام اہل اسلام بھی ویسی سلوک عیسائیون سے جو عیسائیون نے متعقدین و منکرین سے کیا تھا تو غالب ہی کہ دین مسیحی مشرقی مغرب سے نابود ہو جاتا فقط مترجم

لڑائیوں میں صرف غضب کو لیتے کی اوسقدر خونریزی تو مسلمانون نے عیسائیون کی کل لڑائیون مین بھی نہین کی پس مناسب ہی کہ ایسی متعصبین کی تعصب کا علاج کیا جاے جو کہتی ہین کہ فرقۂ اسلام بڑا بیرحم ہے اسواسطی کہ ان لوگون نی اپنا مذہب اس طرح رواج دیا کہ عیسائیون کو اختیار دیا کہ یا قتل ہونا قبول کرین یا اپنا مذہب ترک کر دین یہہ قول کسیطرح صحیح نہین بلکہ مجاہدین اسلام عفو و رحم مین نسبت تابعین پوپ کی ایسی تھی جیسی حواریین مسیح لیکن اتباع پوپ کا ظلم اور جور اوسم غزوون سی بڑھہ گیا تھا راقم کہتا ہی کہ بالفرض آنحضرت کا مذہب روحانی نہین تاہم موافق عقل اور مفید خلایق تو ہے اور واقع مین یہ مذہب اون عقاید باطلہ اور اوہام فاسدہ مین جو اوس زمانہ مین عیسائیون مین مروج تھی اور جنکے سبب مین دین مسیحی کا نام خراب ہو گیا تھا اور لوگون کے اخلاق بگڑ گیے تھی اسطرح بنا کیا گیا تھا جس طرح کہ ایک شاہراہ مضبوط ایک دلدل مین سے نکالی جاے اور اسبات مین کسیطرحکا مبالغہ نہین کہ جب سی مسلمانون نی نشو و نما پایا جس فرقۂ عیسائی سے اونکو سابقہ پڑا اوس کی رسوم و عقاید و افعال ایسے خراب اور لغو تھی کہ اونکی نظر سے گر گیے یہ امر تو کسقدر واضح ہی کہ حضرت موسیٰ فقط بنی اسرائیل کے ہدایت کی لیی مبعوث ہوے تھے اور اون کی عصر رسالت مین حق تعالی کو اسقدر اہتمام تھا کہ ایک امر

کے لیئے کہ کون لوگ اون کی اُمّت مین داخل ہو سکتے ہین ایک قانون مقرر کیا تہا جسکی رُو سی غیر شخصکو اولادِ یعقوب مین داخل ہونا مشکل ہو گیا تہا اسواسطیکہ اونہین مین اُمّتِ موسیٰ کا انحصار تہا اور یہہ بات بہی کتب منسوبہ بحواریّین جناب مسیح عہ سی ظاہر ہوتی ہے کہ شاگردانِ مسیح عہ کو اس بات مین تامّل تہا کہ سوا یہود کے اور فرقون کی لوگ بہی اون کی زمرہ مین داخل ہون اور اون کے وعظ و نصائح سے مستفید ہون اگرچہ بعد مشورہ کی یہ امر قرار پایا تہا کہ سب مخالفین دینِ مسیحی کو انجیل سنائی جاہی اور یہہ بات تو خود مورخین عیسائی کی کلام سے مفہوم ہوتی ہی کہ ہنوز مذہب عیسوی کی دربارِ شاہی مین جلوہ نہ پایا تہا کہ اوسمین وہ صفائی نہ رہی جو انجیل مین لکہی ہے یعنی بادشاہ اور اوس کی مصاحبین نے ایسی حرکتین کین جو سراسر انجیل کے خلاف تہین م اور جو لوگ یہہ مذہب عوام النّاس کو تعلیم کرتے تہے اونہین غرور حصول و نفسانیت دامنگیر تہی اور اونہین آپسمین نااتفاقی پڑگئی تہی اور اون کی قلم ایک دوسرے کے مقابلہ مین ایسی روان ہوتی کہ جہپ نہ سکتی جیسا کہ ملٹن کہتی ہین کہ بادشاہ قسطنطین کی عہد سے بہت پیشتر اکثر عیسائیون کی عقاید اور افعال مین ایسی پاکیزگی اور صداقت نہ رہی تہی جیسی سابق مین تہی اور حالانکہ بادشاہ مذکور پادریون کو مالامال کر چکا تہا لکن پہر بہی اون لوگون کو قناعت

[illegible]

نکی اور خطا سمجھے بادشاہی اور عہدہ ہای ملکی کے فراق مین پڑی
پس انجام یہ ہوا کہ دین مسیحی تباہ و برباد ہوگیا یہہ حال تو انبیاء
بنی اسرائیل اور حواریین اور تابعین مسیح کا تھا اب آن حضرت صلعم کا
حال سنیے کہ سنہ ۶۱۰ع مین آپ ممالک مشرقیہ مین مبعوث ہوے
اور وہان مذہب اسلام قایم کیا اور اکثر بلاد اقالیم ایشیا اور افریقیہ
اور یورپ مین بھی بت پرستی نیست و نابود کردی آخر آپ ہی کی بدولت
ان سب ملکون مین اب تک ایک خدای برحق کی عبادت باقی ہے
اور ان رسول عربی نے نعمات دنیا اور عاقبت کی وعدون سے کرور
لاکھا آدمیون کی تالیف قلوب کی اور اہل انصاف یقین کرینگے کہ اگر
تابعین آنحضرت صلعم کو آپ کی نبی صادق اور برحق ہونیکا یقین واثق
نہوتا راقم کہتا ہے کہ حضور کا تو کیا ذکر بلکہ ضرور ہی کہ مشرکین صاحب کو
بھی آنحضرت صلعم کی شریعت موافق طبیعت انسانی و رحمت ربانی
معلوم ہو اور از بسکہ آپ کی شریعت مذہب زردشتی اور اور
ملت موسی سے افضل ہے لہذا چاہی کہ یہ شریعت اسقدر خلاف
عقل نہ معلوم ہو جسقدر کہ وہ اسرار کاذبہ اور اوہام فاسدہ منافی
عقل ہین جو ساتوین صدی عیسوی مین عیسائیون کی اعتقادات
مین داخل تھے اور جنکی سبب سے انجیل کی صداقت پر حرف آگیا تھا
واقع مین قلوب اہل اسلام پر آنحضرت صلعم کی شریعت کا تسلط ہے
اور اسکی دلیل قاطع یہ ہی کہ حالانکہ اسلام کو اتنا زمانہ گذرا ہے کہ

چاہیے تھا کہ مثل اور مذاہب کی اس مذہب مین بھی یہ نقص آجاتا یعنی
مخلوق کو خالق سمجھنا لکن اس دین کی پیرو اپنی عقیدہ توحید مین
مستحکم رہے اور اغوائے شیطانی مین نہ آئی اور اپنی معبود برحق کو اوہام
ظاہری و باطنی انسانی سے مبرا سمجھے اور تعصب مذہبی اور وساوس
شیطانی سے محفوظ رہی اور معبود حقیقی کی صورت عقلی اور غیر محسوس
کو کسی جسم محسوس سے مشابہ کرکے ذلیل نہین کیا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ بس یہی عقیدہ صاف اسلام کا ہمیشہ سے ہے بعض
لوگ گمان کرتے ہین کہ مذہب قران فقط بزور شمشیر رواج دیا گیا تھا
اور اکثر اشخاص کو اتبک یہی ظن فاسد ہے لکن راقم کہتا ہی کہ
یہ غلطی عظیم ہے اسواسطی کہ اہل انصاف خالی عن التعصب والاعتساف
اس امر کو بلا حجت و تکرار تسلیم کرلین گی کہ آنحضرت کی شریعت
ممالک مشرقیہ کے لیئے نعمت عظمی تھی اسواسطی کہ اسی شریعت
کی بدولت اون ملکون مین مظلومون کی خونریزی موقوف ہوگئی
اور اس ظلم کے بدلی نماز اور زکوۃ مقرر ہوئی اور اسی کی وسیلہ
سے ہمیشہ کی لڑائی جھگڑی موقوف ہوگئی اور اون کی عوض مین
سخاوت اور اور اخلاق حمیدہ جو ایک شخص کو دوسرے کی
نسبت لازم ہین مروج ہوگئے لہذا ضرور ہے کہ ایسی شریعت کی
لوگون کی تہذیب اور شایستگی پر بھی اثر قوی کیا ہو پس ایسی
شریعت کو کیا ضرورت تھی کہ ایسی قتال اور جدال اور خون ریزی سے

رواج دی جاتی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نی بت پرستی دفع کرنے کے لیئے
بلا وسوسہ قتل عام کیا پس کیا حماقت اور مضحکہ کی بات ہی کہ ایسی
شریعت کو بعوض تعریف و مدح کی لوگ یہ الزام دین کہ اوسی بدنام
کرین اور ازراہ جہالت و نافہمی اوسی ملزم و مطعون کرین حالانکہ
یہ شریعت منجملہ اون وسایل اور اسباب قویہ کی ہی جو جناب باری نی
اپنی دست قدرت سی درستی آرا و عقائد عباد کی لیی مہیا فرمائی ہین اب
راقم کہتا ہی کہ ممکن نہین کہ یہ سارا باب خواہ اس نظر سے دیکھیی کہ بانی
مذہب اسلام نی کسقدر ترقی کی اور کیا شہرت حاصل کی خواہ اس نظر
سے ملاحظہ کیجیی کہ خود شریعت اسلام نے کیا جلد رواج پایا کہ ان دونون
باتون مین عقل متحیر ہے دلچسپ ہو اور ناظرین کی مطبوع خاطر نہو
اور اس بات مین کوئی شک نہین کہ جن لوگون نی مذہب اسلام اور
دین مسیحی کی تحقیق کی ہے اور ان دونون مذہبون کی اوصاف مین
مقابلہ اور محاکمہ کیا ہی اون مین سے ایسی کم ہون گی جو بعض مقامات
پر متعجب اور متحیر نہ ہو گئے ہین اور آخر مجبور ہو کر تسلیم کر لیا ہو کہ ضرور
ہے کہ حق تعالیٰ نے شریعت اسلام بہت سی منافع معقول اور مصالح
نیک کے لیئے مقرر کی ہی بلکہ اس بات کا بھی اون لوگون کو وثوق بہم
پہونچا ہوگا کہ اگر اس شریعت سی اور کچھ فایدہ نہین ہوا تو یہ نفع تو ہوا
کہ اس کے وسیلہ سے لاکھا امور نیک ظاہر ہوئی فقط ٭ باب دوم ٭



۱۶۰۱م

جو امر آخر باب سابق مین بیان کیا گیا ہی اوسکی صحت و دلایل اور
کیفیات مرقومۂ ذیل سے زیادہ تر واضح اور لایح ہو جاویگی اکثر گمان
کرتا ہی کہ کبھی کوئی قوم ایسی نہین ہوئی جسنے علم کو ایسا مستحسن اور ممدوح
سمجھا ہو اور اسقدر اوس کی تعظیم و توقیر کی ہو جسقدر عرب نے کی
چنانچہ ایک شخص شعراے اہل اسلام مین سے کہتا ہی کہ جو مین
کسی عالم کو دیکھتا ہون آرزو کرتا ہون کہ اوسکے قدمون پر گر پڑون
اور اوس کی خاک پا چوم لون مخفی نہ رہے کہ قران و حدیث دونون
مین اس امر ممدوح یعنی (تعظیم و توقیر علما کی) تاکید ہی چنانچہ آنحضرت صلعم
سے روایت ہی کہ مداد قلم عالم اور خون شہید دونون کی ایک قدر و
منزلت ہی دوسری حدیث مین فرماتی ہین کہ بہشت کھلا ہی اوس شخص
کے لیئے جو اپنے بعد اپنا قلم اور روشنائی چھوڑ جاتا ہی یعنی جو شخص خود
علم حاصل کرتا ہے اور اس فعل کے ذریعے سے اپنی اولاد و احفاد کو
تحصیل علم کی ترغیب دیتا ہے تیسری حدیث مین فرماتے ہین
کہ بناء عالم فقط چار چیزون پر ہی عقلا کا علم امرا کا انصاف صلحا کی نماز
اور بہادرون کی شجاعت لیکن علم کی قدر و منزلت کا زیادہ تر یہ سبب ہے
کہ خود جناب باری قران مین فرماتا ہی کہ مال بے قدر اور علم بے بہا ہی
اور خود آن حضرت نے بھی تعریف و ترغیب علم مین بہت مبالغہ
فرمایا ہے اور حضرت علی آپکی داماد فرماتی ہین کہ حق تعالی کا عین
عدل و انصاف ہے کہ ہمین دولت نہ دی اور علم عنایت کیا راقم

کہتا ہی کہ ہر قسم کی دلایل سی ثابت ہوتا ہی کہ جن لوگون نی پہلے
فلسفہ اور اور علوم و فنون کو (جنہین بعض علماء نی علوم قدیم
اور علوم جدید مین علاقہ تعبیر کیا ہی) رواج دیا وہ مسلمانان اقلیم
ایشیا اور ملک اسپانیہ تھی اور اس امر مین خلفائی بنی عباس
اور بنی امیہ اون کی معین و متکفل ہوئے اور جو علوم کہ پیشتر
یورپ (یعنی فرنگستان) مین ممالک مشرقیہ سے آئی تھی دوبارا
اونکا رواج اوس اقلیم مین طبائع عالیہ اہل اسلام کے ذریعہ سی ہوا اور
یہ بات تو بہت مشہور ہی کہ قریب چھ سو برس کی عرصہ تک قوم
عرب مین علوم و فنون کی بہت ترقی رہی لکن بخلاف اسکے ہمارے لوگون مین
جہالت محض کا غلبہ رہا اور گویا علم ہم مین سی بالکل مفقود ہو گیا
تھا جیسا کہ مشہور مورخ کہتی ہین کہ مورخین متقدمین علی الاتفاق
کہتے ہین کہ کوئی چیز اسقدر غم انگیز اور لایق افسوس نہین
جسقدر کہ وہ ظلمت جہالت ہی جو دسوین صدی عیسوی مین
تمام ممالک مغربیہ پر چھا گئی تھی اور اونکی ضرر اوس تاریکی کا یہ تھا کہ
علم ادب اور فلسفہ تو بالکل مفقود ہو گیا تھا لہذا اوس زمانہ کو ہم
اگلے رومیون کا کہنا چاہیے زمانہ آہنی سی یہ کنایہ ہے کہ بسبب
جہالت کی خلق و حلم لوگون سے جاتا رہا تھا اور اون کی اخلاق
و عادات مین سختی اور درشتی بڑھ گئی تھی) اور فلسفہ روم فقط
منطق اور معقولات مین منحصر تھا اور انہین علوم کو اہل روم

اہلِ روم کل مایہ و بساطِ عقلِ انسانی سمجھتے تھے یہ امر یقینی ہے کہ حکماء
عرب کی بہت سی مدارس ملکِ اسپانیہ اور اطالیہ مین بنا کیے تھے اور
سیکڑون علماے محققین اون ملکون مین گئے اور اصول اور قواعد
فلسفہ عربی اخذ کر کے مدارسِ نصاری مین مروج کیے اور اس بات کا
انکار بھی نہین ہو سکتا کہ تمام علومِ طبیعیات و نجوم و ریاضی جو دسوین
صدی سے اقلیم یورپ مین مروج ہوئے مدارسِ عربیہ سے ماخوذ
ہوئے تھے اور خاص کر کے مسلمانانِ اسپانیہ کو فلسفۂ یورپ کے
آبا یعنی اصول سمجھنا چاہیے اور اس زمانہ کے شعراے یورپ کی
مضامین اور خیالاتِ شعر پہلی عرب سے اخذ کیے ہین جو منافع
اور فواید ان لوگون نے (یعنی عرب کی) اور ملکون کی فتح سے
حاصل کیے تھے اونہین ضایع نہین کیا بلکہ اون سے عمدہ نتایج
پیدا کیے اور تھوڑے ہی عرصے مین ایک علیحدہ زبان اور علم
ادب ایجاد کیا اور جب اس سے فارغ ہوئے تو علومِ عقلیہ مین
ایسی جلد ترقی کی کہ اون سے پیشتر کبھی کسی قوم نے نہ کی تھی
آٹھ سے برس کے عرصے مین علومِ یونان نے رواج
پایا تھا اور اسیقدر زمانہ مین علما و شعراے روم نے بھی نشوونما
حاصل کیا تھا اور اسی قدر زمانہ مین اہل فرانس نے بھی علم ادب
مین ترقی کی تھی لیکن اعرب کی ذہانت کو دیکھنا چاہیے کہ ہنوز ڈیڑھ سے
برس بھی ہجرت کو نہ گذرے تھے کہ یہ لوگ علوم مین اور قومون

پر کوئی سبقت لیگئی اور فلسفہ اور نجوم اور علوم و فنونِ متقدمین کو شایع اور رائج کیا رومیوں اور گوتھہ نے قریب دوسو برس کی عرصہ مین ملک اسپانیہ کو بالکل فتح کر لیا تھا لیکن عرب کی شجاعت کو ملاحظہ کیجیے کہ ان لوگون نے فقط بیس ۲۰ برس کے زمانہ مین اوس جزیرہ نما (یعنی ملک اسپانیہ) کو مغلوب کر لیا اور کوہ پرینیز کو طی کر کے فرانس کے بیچوں بیچ مین پہونچ گئے اور جسقدر جلد او ملک کو فتح کیا اوسی قدر وہان علم کو جلد رواج دیا یہ بات قابل غور ہے کہ ابتدا مین حضرت علی ؑ آنحضرت ؐ کی چچا زاد بھائی اور خلیفہ چہارم نے ترقی علوم مین اعانت اور کفالت کی اور عہدِ معویہ مین جسکی نسل مین خلافت موروثی ہوگئی تھی عرب نے علوم و فنونِ یونانیین جمع کیے اور بعد معویہ کے ابو جعفر منصور جو خاندان بنی عباس مین سے دوسرا خلیفہ تھا ترقیِ علوم مین معین اور متکفل ہوا اور باوجودیکہ خلیفہ مذکور کو دفعِ غدر و فساد اور فتح ممالک و بلاد سے مہلت نہ تھی تاہم اوسے ترقیِ علوم کا شوق رہا اور اس امر مین صرفِ اوقات اور مال سے دریغ نہ کیا اور بغداد کہ علو و رفعت اور کثرتِ آبادی مین مثل نہین رکھتا تھا دار الخلافت قرار دیا جو پانچ سو برس سی زیادہ تک اوس کی اولاد و احفاد کا پایۂ تخت رہا ہارون الرشید جسکی شجاعت اور تدبیر جنگ سی یونانی بہت خایف رہتے تھے اپنی آبا و اجداد سی زیادہ

یورپ مین مشہور تہا اور خاص کرکے صلاح و سداد حسن لائق
شوقِ علوم اور ترقی فنون مین خلیفہ موصوف نے اوس ملک مین
بڑا نام پیدا کیا تہا اور یہ خلیفہ اور شارلیمین بادشاہ یورپ مین
بڑی محبت اور تپاک اور نامہ و پیام رہتا تہا بادشاہ موصوف بہی
بڑا محقق مدقق اور شائق اور معین علم تہا اور اون جاہل اور
وحشی قومون مین جو اوس کے ملک کی قریب رہتی تہین اون مین بہی
علوم و فنون رواج دیتے تہے لیکن مامون الرشید پسر خلیفہ موصوف
نے کتب خانہ عربی کی بنا ڈالی اور اس امر کی تعریف کا وہی مستحق ہوا
سیکڑون اونٹ کتابون سے لدے ہوئے اوسکی دار الخلافت مین
ہمیشہ آتی دکہائی دیتی تہے اور عرصہ قلیل مین سوہیل سے اصفہان
تک دولتِ علم پہیلگئی اور بغداد کوفہ بصرہ قاہرہ فیض مراکو کارڈوا
گراناڈا والینشیا اور سویل ان سب بلاد مین فصاحتِ علمی اور طلاقت
لسانی عام ہوگئی اور بلادِ مغربی مین فلسفہ بہی بہت جلد رائج ہو گیا
تہا خاص کرکے فلسفۂ ارسطو جسے عرب مثل خدا کی مانتے تہے الغرض
ان سب خلفا کی عہد مین علم نے بڑی ترقی کی اور خوب رواج پایا اور کتب خانہ
عربی مین علوم یونان اور روم گویا از سرِ نو زندہ ہو گئے اور
شعر و سخن کا بہی بہت چرچا ہوا اور اگرچہ اشعار فقط نصیحت آمیز
اور عاشقانہ ہوتے تہے تاہم بہت خوبصورتی کے ساتہ نظم
کیے جاتے تہے اور نثرِ مقفی بہی مستعمل تہی پس اسطرح سے نوین صدی

چودھوین صدی عیسوی تک نور علم مدارس عربی سے ساطع و
لامع رہا بعد خلفائے عباسیہ کی عبدالرحمن والیان ملک
اسپانیہ ترقی علوم مین شہرۂ آفاق ہوئے احکام مذکورین ایک شخص
عبدالرحمن نامی کی نسل سے تہی جس نی سنہ ۷۴۹ء مین سلطنت
بنی امیہ ملک مذکور مین قایم کی تہی آن مین سے تیسرا اور آخری
حاکم عبدالرحمن سب سے زیادہ ترذی اقتدار تہا اور آٹھوان
خلیفہ تہا اور بیشتر اسی نی خطاب امیرالمومنین حاصل کیا تہا اس
خلیفہ کے عہد مین بعض بلاد نے ایسی قوت پکڑلی کہ غدر وفساد
کا خوف ہوا اور آخر عرصہ قلیل مین خاندان خلفاء بنی امیہ کو غارت
کردیا اس غدر کے دفع کرنے کی لیے خلیفہ موصوف کو عقل آزمائی
اور جرات نمائی کرنی پڑی لکن حتے الامکان ترقی علوم مین
ہروقت مستعد رہا اس خلیفہ نے دسوین صدی عیسوی مین
پچاس برس سے زیادہ خلافت کی اور اوس زمانہ مین اہل یورپ
اپنی علوم سے تو بے بہرہ ہوگئی تہی لکن اوس خلیفہ کی زبان
مین بڑی ترقی کی تہی اور اسی خلیفہ کے عہد مین ہماگون کی
ظلمت جہالت پر شعاع نور علم پڑی مدارس بخارا و بغداد وغیرہ
اگرچہ بہت مشہور تہے لکن اسقدر دور تہے کہ سیاحان اور طالب العلمان
یورپ کو وہان تک جانے کی جرأت نہ پڑتی تہی اور اگر خلیفہ مذکور
کی اعانت وکفالت سے ملک اسپانیہ مین مدارس نہ جاری ہوتی

تو علوم

تو علوم عربیہ اچھی طرح نہ محسوس ہوتی بلکہ بالکل مفقود ہو جاتے
واقع مین عبدالرحمن ثالث بڑا مروج علوم تھا اور شان وشوکت محکمہ جات
شاہی اور حسن عمارات مکانات سلطانی اور عمدگی باغات مین اگر
اور بادشاہان ممالک مغربیہ سے بڑھ کر نہ تھا تو کم بھی نہ تھا اور
اس خلیفہ نے ایک شہر مسمی بہ زہرہ جسمین ایک بارگاہ سلطانی
بھی تھی شہر کارڈوا سے تین میل کے فاصلہ پر پچیس برس کے
عرصے مین چھ لاکھ روپیہ لگا کر بنا کیا تھا اور اوس کی محلسرا مین
چھ ہزار سے زیادہ خواصین اور کنیزین اور غلام وغیرہ تھے اور اوس
کے ہمراہیان شکار ایک فوج تھی بارہ ہزار سوار کی تھی اب اس
مقام پر راقم اصل مطلب چھوڑ کر ایک اعتراض نسبت خلیفہ عمر کے
بیان کرتا ہے اور اوسکا جواب بھی عرض کرتا ہی وہ اعتراض یہ ہے
کہ سنہ ۶۴۱ع مین خلیفہ مذکور نے اپنی نایب عمرو کو حکم کیا کہ کتب خانہ
اسکندریہ تباہ کر دیے اور اوس کی کتابون کو بعوض ہیمۂ سوختنی
اوس شہر کے حمامون مین جلوا دیے راقم معارضتہ کہتا ہی کہ
یہ کوئی اعتراض معقول نہین اسواسطےکہ یہ بات طشت ازبام افتادہ
ہے کہ جولیس قیصر روم کی لڑائی مین کتب خانہ بطلیموسی جس مین
چار یا سات لاکھ جلد تھی جلا ڈالا گیا تھا علاوہ اس جواب کی اور بہت
سے جوابات اس بہتان کے ہو سکتی ہین جسکو مورخین ذی لیاقت نے
صراحت بیان کیا ہے اور اون جوابات سے ثابت ہو جائی گا کہ یہ تہمت

بلکل بے اصل ہے پہلا جواب یہ ہی کہ واقع مین ایسی فعل کے ارتکاب
ہی مخالفت شریعت آن حضرت لازم آتی تہی اسواسطیکہ آپ نی حکم
قطعی فرمایا ہے کہ کتب مذہبی یہود و نصاری جو بذریعہ فتح کے ہاتھ
مین ہرگز برباد نہ کیجائین ہان البتہ کتب علوم باطلہ مثل تاریخ شعر
حکمت وغیرہ کی بارے مین مومنین کو اختیار ہے جس طرح اپنا فائدہ
دیکھین اوسطرح اونہین استعمال مین لائین دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوالفرج جسکی
کتاب مسمی بہ تاریخ الخلفاء سے یہ اعتراض نقل کیا گیا ہے چہ سو برس
بعد اس واقعہ کے گذرا تہا نہین اگر یہ امر واقع ہوا ہوتا تو مورخین
عیسائی اور اہل مصر جو ابوالفرج سی کہین پیشتر سے
کیون اس امر مین ساکت رہتی تیسرا جواب یہ ہی کہ اکیکس جسنی
کتب خانہ اسکندریہ کی بابت بڑی تحقیق و تفتیش کی تہی اس
قصہ کو فقط کہانی یعنی دروغ ٹہراتا ہے اسواسطیکہ جو کتب خانی اسکندریہ
کے پرانی ہی پرانی اور بڑے ہی بڑے تہے وہ بہی تو چوتہی صدی عیسوی
سے پیشتر نہ تہی تعجب کا مقام تو یہ ہے کہ مورخین حال بہی ابہی تک اسے
قصہ کو بار بار بیان کرتے ہین اسواسطیکہ گبن صاحب مورخ اس قصہ
مین شک رکہتی ہین بایں وجہ کہ اولاً تو یہ ماجرا خود یقینی نہین ثانیاً
اوس زمانہ کی کسی مورخ عیسائی یا مسلمان کی کلام سے اس کی سند
نہین ملتی مورخ موصوف کہتی ہین کہ فرض کیجیے کہ ایک بڑا انبار
دلایل اور مباحث عربیہ کا واقع مین حماموں مین جلا ڈالا گیا تہا تاہم

امید ہے

امید ہی کہ حکیم منصف کہی کہ خیر کیا مضایقہ آخر یہ کتب خانہ آدمی ہی
کے کام آیا راقم کہتا ہی کہ فرض کیجیی کہ یہ بات صحیح ہے کہ مسلمانون
نے کتب خانۂ اسکندریہ جلا ڈالا لیکن یہ الزام اون کی نسبت وہ لوگ
کیونکر کر سکتے ہین جنکی روبرو زیمنس پادری نی تمام کتب عرب تواریخ
وطب وزراعت باین حیلہ جلوادی کہ یہ سب قران ہین اور اونلوگون
نے اس فعل ناشایستہ کی کچہ مزاحمت نہ کی اور اسیطرحسی بارگاہِ سلطانی
مسمے بہ تیمپلیپیز (یعنی گرمی کا مکان) اور اور عمارات اور اور تواریخ
چہین بہی عیسائیون نے جلوادیے اب راقم پہر اصل مطلب
عرض کرتا ہی کہ ایسا واضح ہو کہ جسقدر احسانات بیان ہوئے اونسی
بہی زیادہ تر اہل اسلام کے احسانات یورپ پر ہین اسواسطے کہ
قطع نظر اسکے کہ مسلمانون سی جہاد کرنے مین ایک فایدہ ہملوگون کو
یہہ ہوا کہ آپس کے لڑائی جہگڑے مٹ گئی اور وہ غدر وفساد اور
بدانتظامی جاتی رہی جسکے دفع ہونے سے ہملوگ بادشاہون اور
امیرون کی ظلم وتعدی سے بچ گئی اور ہماری آزادی کی بناء مستحکم
قایم ہوئی ہملوگون کو یہ احسانات بہی اہل اسلام کے فراموش نہ کرنی
چاہییٔن کہ انہین لوگون نے اکثر حکماے یونان کی کتب کے
اوس زمانہ مین حفاظت وحراست کی جبکہ ظلمت جہالت نی ہمارے
ملک کو احاطہ کرلیا تہا اور انہین لوگون نے علوم قدیم اور علوم جدید
مین ربط اور علاقہ پیدا کیا اور انہین نے بڑے تدبر وجہد سی بعض

عمدہ ترین علوم وفنون مثل ریاضی وطب وغیرہ رواج دیئے ملک اسپانیہ
سسلی اور کیسینیو اوس زمانہ مین عمادِ علم سے تھے اور مصنفاتِ ابو علی سینا
اور حکماے اسلام کے مطالعہ سی سرگشتگان وادیِ جہالت نی علم کی راہ
پائی اہل اسلام کو علمِ جغرافیہ سے ایسا شوق تہا اور ایسی مہارت بہم پہنچائی
تھی کہ افریقیہ کی صحراؤن مین سلطنتین بناکی تہین اور ان لوگون نے
ہمیشہ علم کی قدر ومنزلت کی اور یہ امر فقط اوسی زمانہ مین نہ تہا جب کہ
انہون نے علوم مین ترقی کی تھی بلکہ ابتداے اسلام سے یہی کیفیت رہی
چنانچہ خود آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ دل بغیر علم کے ایسا ہی جیسا جسم
بغیر روح کے اور یہ بہی ارشاد کرتے ہین کہ عزت دولت مین نہین
بلکہ علم مین ہے اور آپ نے اپنی امت سے فرمایا ہے کہ تلاش علم
بعید ترین طبقاتِ زمین مین کرو واضح ہو کہ بڑی مدت تک خلافت
آنحضرت کے خاندانِ شاہی مین رہی اور اس خاندان کے خلفا اون
سلاطین کے ہم مرتبہ تھے جو بڑے ذیعلم اور ذی لیاقت ہوتے ہین
اور اونہون نے اختلافاتِ مذہبی کا لحاظ نہین کیا چنانچہ خلیفہ مامون
نے ایک شخص عیسائی مسمے بہ موسل کے بارے مین کہا کہ مین اس مرد
عالم کو دوست رکھتا ہون نہ اسواسطے کہ امور مذہبی مین میرا ہادی ہو
بلکہ اس لیے کہ علوم وفنون مین میرا معلم ہو حالانکہ لوگون نے
خلیفہ موصوف پر یہ الزام کیا کہ نصرانی مذکور کو مدرسہ دمشق کا مدرس
اعلی مقرر کیا ہے راقم کہتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے کہ جسنے اوس جنگ

اتونی

آخر ہی پر تاسف اور افسوس نہین کیا جس لڑائی سے سلطنت اسلام
ملک اسپانیہ سے جاتی رہی اور کون شخص ایسا ہی جسکا دل اوس قوم
شجاع اور سخی (یعنی اہل اسلام) کی جوشش مدح و تعریف سے امنڈ نہ آیا ہو
جس قوم کے بارے مین مورخین مخالفین بھی اعتراف کرتے ہین کہ
آٹھ سو برس سلطنت کی لیکن اس عرصۂ دراز مین کبھی کسی پر ظلم
کیا اور ایک قطرۂ خون ناحق بھی نہین بہایا اور کون شخص عیسائیون
مین سے اس امر کی دیکھنے سے شرمندہ نہین ہوا کہ پادری لوگ
اور امراکو اشتعالتی تھے کہ اہل اسلام سے ایسی تعصب اور بیرحمی
سے پیش آئین کہ کبھی کوئی شخص کسی سے نہ پیش آیا ہوگا حالانکہ
مسلمانون نے عیسائیون سے انسانیت کی تھی اور اون کی حفاظت
اور حراست کی تھی اور کون شخص پادری زیمنیس کی اس حرکت ناشایستہ
اور متعصبانہ سے سر در گریبان خجالت نہین ہوا کہ اوسنے کتب
حکما و شعرا و ریاضیین شہر کارڈوا جلوا دین حالانکہ یہ کتب
بادشاہان جلیل الشان اسلام نے سات سو برس کی عرصے مین جمع
کی تھین اور یہی کتابین اون کی علوم کی مایہ و بساط تھین آج
ہی کہ ہملوگون کو اسقدر آگاہی کتب عربیہ سے بوسیلۂ کتب
تحریرات ابیزابکین صاحب بہم پہونچی مصنف موصوف سنہ ۱۶۰۱ع
مین پیدا ہوے تھے اور ممالک مشرقیہ کی زبانون سے واقف تھے
چنانچہ اونھون نی ثابت بن ابوالقرا اور اور شعرا و مصنفین عرب کے

عبارات اپنی تصنیفات مین نقل کیئے ہین اور مصنف موصوف
مصنفین عرب سے بھی اوسیقدر واقف تھی جسقدر کہ مولفین یونان
اور روم سے آگاہ تہی اور خاص کر کے ابو علی سینا کو بخوبی جانتی تہی
جسی وہ رئیس اور سلطان فلسفہ کہتے ہین یہ سب جانتی ہین کہ ہمارے
افضل الحکماء بیکن صاحب نے اصول اولیہ اپنے فلسفہ عملی کے اپنے
ہمنام راجر بیکن صاحب سی اخذ کیئی پس یہ بات بلانزاع ثابت ہوتی
ہے کہ طریقۂ فلسفۂ بیکن صاحب اولاد اسمعیل یعنی عرب اور اتباع
محمد صلعم سے ماخوذ ہوا ہے بعض اشخاص از راہ نادانی کہتے ہین کہ
اس زمانہ مین دین اسلام علوم و فنون کا دشمن ہے اس قول
باطل کے جواب مین بعض اشخاص کہتی ہین کہ اہل اسلام نی تو ہم لوگون
سے بھی زیادہ علوم مین ترقی کی ہے اور تحصیل علم کو فرائض
ضروریۂ مذہب مین داخل کیا ہے اور انلوگون کے نزدیک واجب
ہے کہ اطفال پانچ برس کی سن مین مدرسہ بھیجے جائین اور
بادشاہ کو فرض ہی کہ اپنی رعایا کو تعلیم دے تاکہ وہ احکام ضروریۂ
دین سمجھہ سکین اور والدین پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کو وہ باتین
سکہائین جنسے وہ اپنی معاش حاصل کر سکین اور ہر طالب علم کو
کوئی ہنر دستی بھی سکہایا جاتا ہے چنانچہ بعض طلبہ اسی طرح اپنی معاش
حاصل کرتے ہین لیکن بادشاہان اسلام کو امر تعلیم مین کچھ فکر و
تردد نہین کرنا پڑتا اسواسطے کہ ہر قبیلہ اور ہر خاندان کے لوگ اپنے

لڑکون کو

لڑکون کو اپنے صرف سے پڑہواتی ہین چنانچہ قسطنطنیہ مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض محلون مین آگ لگجاتی ہے اور مکانات جل جاتے ہین تو رعایا کو اپنی طرف سے از سر نو مدرسہ کی تعمیر کرنی پڑتی ہی لیکن مسجد از سر نو نہین تعمیر کرنی پڑتی جبتک کہ یا سرکار نے جو اوس مسجد کا خرچ مقرر کیا ہے اوسمین سے کچھ نہ ملے یا کوئی شخص یا خدا اپنے پاس سے بنوا دے بعض اشخاص کہتے ہین کہ آجکل ترکستان (یعنی مملکت سلطان روم) ملک بے قانون ہی لیکن اگر غور کیجیے تو یہ قول بھی بالکل غلط ہے اسواسطے کہ ساری دنیا مین فقط ترکستان ہی ایسا ملک ہے جسکا بادشاہ غصب حقوق رعایا کا درپے نہین رہتا بلکہ برخلاف اسکی اون کی حقوق رسانی مین مصروف رہتا ہے اور سلطان روم کو یہ اختیار نہین کہ رعایا پر ٹکٹ باندہے یا قانون بنا لے یا اور کسی بادشاہ سے لڑنیکا قصد کرے یا کسی شخص سے کچھ قرض لے راقم کہتا ہے کہ اگر قوانین شریعت اسلام یورپ کے کسی ملک مین جاری کیے جائین تو وہان کے لوگ اونہین بہت مستحسن سمجہین اسواسطیکہ ان قوانین سے اون کی آزادی اور رفاہ متصور ہے لیکن ان قواعد کی تعمیل اون ملکونمین غیر ممکن ہے اگر اہل اسلام کی معرکہای جنگ کو بھی سمجھی تو اسمین شک نہین کہ ان کی شجاعت اور مردانگی سے زیادہ کسی قوم کی بہادری اور کارنمائی درج تاریخ نہین بہلا اس سے عجیب کیا بات ہوگی کہ مسلمانون کی سلطنت آبنائے جبرالٹر سے ہندوستان تک

(کہ پرسون کی راہ ہے) قایم ہوگئی سبحان اللہ کیا شجاعت اور غیرت
ایمان ہے کہ ایک طرف ترک اور ایک طرف تاتاری اپنی بہادری کی شان و
شوکت اور نام آوری مین سجان و دل مصروف ہین اگر ممکن ہو تو
سلاطین نصاری مین سے بھی کسی بادشاہ کا نام لیجئے جو صلاح الدین
تیمور لنگ امورت بجازت محمد ثانی اور سلیمان کے ہمپایہ ہوسکی
کیا یہ غلط ہے کہ مسلمانون نے دین مسیحی کو کوہ پرنیز سے آگے
نہ بڑھنے دیا اون لوگون نے ملک اطالیہ پر حملہ نہین کیا اور ملک
فرانسیس کی بیچون بیچ مین نہین پہونچ گئے کیا یہ بھی جھوٹ ہے کہ ترکون
نے حدود ملک جرمن اور خلیج وینس تک فتح کرلیا تھا کیا یہ بھی
جھوٹ ہے کہ تمام بادشاہان نصاری نے ایکہ کیا اور مسلمانون سے
جہاد کرنے پر مستعد ہوئے اور پادریان روم نے اس مہم کے
سر کرنے کے لئے اسقدر فوج اور روپیہ دیا کہ جہادنیان اور خزانی
خالی ہوگئے اور یہ افواج قاہرہ مثل اوس بحر مواج کے تھین جسکی
موجین مغرب سے مشرق تک جاتی ہین لکن جب یہ فوج قہار لشکر
جرار اسلام کے مقابلہ مین آئی تو اسطرح شکست ہوگئی کہ جس طرح
کوئی جہاز بڑے سخت پتھر سے ٹکرا کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائی
اس فرقہ جرار کی فتوحات بحری فتوحات بری سے بھی زیادہ تر
حیرت افزا ہین آنحضرتؐ کے زمانہ مین سمندر مین عرب کا ایسا خوف
تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اس بحر عظیم کا حایل ہونا مسلمانون کے لیے

علیٰ ہیچ ہو سکا عذرِ قوی سے ایک قرن بھی نہ گذرا تھا کہ رایتِ ظفر آیتِ
اہلِ اسلام بحیرۂ روم مین لہراتا نظر آیا اور آخر الامر ان لوگون نے
جزیرۂ کریٹ اور اور جزائرِ یونان فتح کر لیے جزیرۂ سلی مسلمانانِ
افریقیۂ شمالی کا شکار ہوا اور انھین لوگون نی جزائرِ کارسیکا اور
سارڈینیا مین بستیان بسائین اور ان پر انکا قبضہ ہمیشہ رہا تحقیق
مدید تک ان لوگون کا قبضہ بحیرۂ روم پر رہا اور خواہ بغرضِ تجارت
خواہ بغرضِ جنگ بحیرۂ مذکورہ کو اپنی قبضہ سے نہ نکلنے دیا
اور ان لوگون کی بعض جہاز بھی بہت بڑے تیار کیے تھے چنانچہ قریب
بسنہ ۹ع کی عبد الرحمن نے جو مسلمانون کیطرف سے اکثر بلادِ اسپانیہ
کا حاکم تھا اتنا بڑا جہاز تیار کیا تھا کہ ویسا جہاز اون اطراف مین
کبھی نہ دیکھا گیا تھا اور بہت سا اسباب تجارت اوس جہاز پر لاد
کرا کے بلادِ مشرقیہ مین بھیجنے کے لیے بھیجا تھا اتفاقاً راہ مین
جہاز کو ایک اور جہاز ملا جسپر امیر جزیرۂ سلی نے تحفہ
والی بعض بلادِ افریقیہ کو کچھ چیزین بھیجی تھین عبد الرحمن کے
لوگون نی اوس جہاز کو گرفتار کر لیا اور لوٹ لیا اس حرکت پر
متغیر والی جزیرۂ سلی نے ایک بڑا بیڑا جہاز کا تیار کیا اور اس
بیڑے کے لوگون نے ایک جہاز اسپانیہ کا گرفتار کر لیا جسپر بہت سا
اسباب قیمتی اسکندریہ سے خاص عبد الرحمن کی لیے بھیجا گیا تھا
اکثر مسلمانون نے بڑے بڑے جہاز تیار کیے ہین چنانچہ بعض

مؤرخین کہتے ہین کہ گمان غالب ہے کہ انہین جہازون کی دیکھا دیکھی
نصاری اسپانیہ نے بھی بڑے بڑے جہاز تیار کیے اور انکو استعمال
مین لائے اور فلپ ثانی کے عہد مین اہل اسپانیہ انھین جہازون
کے لیے مشہور تھے اور اس بادشاہ نے ایک بڑا بیڑا جہازون کا
انگریزون کے مقابلہ کو بھیجا تھا اور اوسکا نام فوج منصور رکھا
تھا اور اوس کے جہاز انگریزون کے جہازون سے بھی بہت بڑے تھے راقم کہتا ہے کہ
جن مؤرخین عیسائی نے ہندوستان کی تاریخ لکھی ہے اون سے
زیادہ کسی نے مسلمانون کے بارے مین بے انصافی نہین کی ہے
چنانچہ یہ مؤرخین متعصبین کہتے ہین کہ جسقدر انیسوین صدی مین
انگریزون نے بعد فتح ہندوستان وہان کے لوگون سے حلم و رحم کیا
اوسی قدر چودہوین صدی عیسوی مین سلاطین مغل نے اونپر ظلم و تعدی
کی راقم کہتا ہے کہ اگر ان مؤرخین کی نیت اچھی ہوتی (یعنی
اگر تعصب نکرتے) تو اون کو لازم تھا کہ امور مرقومہ ذیل مین
اہل اسلام اور عیسائیون مین مقابلہ کرتے تاکہ معلوم ہوجاتا کہ کسنے
حلم کیا اور کسنے ظلم امر اول مسلمانون کا حملہ ہندوستان پر اور
نارمن کا حملہ انگلستان پر امر دوم سلاطین اسلام کے افعال و عادات
اور اون کے معاصرین بادشاہان ممالک مغربیہ (یعنی یورپ کی) افعال
و عادات امر سوم بادشاہان اسلام کی جنگ چودہوین صدی مین
اور ہماری (یعنی انگریزون کی) لڑائیان اہل فرانس سے اور ہمارے

۱۳۱

سمجھا تھا مسلمانون سے امر چہارم مسلمانون کی فتح سے ہنود کی چال چلن پر
کیا اثر پیدا ہوا اور نارمن کی فتح سے انگریزون کے اوضاع و اطوار
پر کیا اثر ہوا کہ اوس زمانہ مین (جب نارمن نے انگلستان کو فتح کیا
تھا) یہ حال تھا کہ اگر کسی شخص کو لفظ انگریز سے خطاب کرتے تو برا مانتا
تھا اور اسے اپنی ذلت سمجھتا تھا اور جو لوگ عدل و انصاف کے لیے مقرر
کیے گئے تھے وہی معدن ظلم و جور تھے اور جن حکام کا یہ کام تھا کہ انصاف
سے فیصلہ کرین وہی بڑے ظالم اور طامع تھے اور امراء و سلاطین مین
آتش طمع زر ایسی مشتعل تھی کہ اونہین صرف اس سے غرض تھی کہ
کسی طرح روپیہ ملے چاہے کسی پر کیسا ہی جبر ہو اور عیاشی ایسی بڑھ
بڑھ گئی تھی کہ ایک شاہزادہ اسکاٹلنڈ نے مجبور ہو کر لباس زہد اختیار
کیا تاکہ ہتک آبرو سے بچ جاوے کہتے ہین کہ تاریخ سلاطین ہندوستان
ایسے ظلمو سے مملو ہے جنکے سننے سے افسوس ہوتا ہے لیکن راقم کہتا ہے
کہ ان سلاطین نے تو ایسے ظلم نہین کیے جیسے کہ اونکے معاصرین بادشاہان
نصاریٰ نے کیے اسواسطے کہ جب آخر صدی یازدہم عیسوی مین مجاہدین
نصاریٰ نے بسرداری گاڈفری بولین بیت المقدس پر حملہ کیا تو مسلما
بجمعیت چالیس ہزار قلعہ بند ہوئے اور جب عیسائی قلعہ مین در آئے
تو سب مسلمانون کو بلا قید تہ تیغ کیا اور نہ ہتھیار بہادرون کو بچا سکے
نہ اطاعت نامردون کو پناہ دے سکے اور صغیر و کبیر عورت و مرد کسی پر
رحم نہ کیا اور راہ نہین تلوارون سے شیرخوارون کو بھی مارا جسسے اونکی

اون کو قتل کیا تھا کہ جہان بیت المقدس مین لاشون کی انبار لگی تھی
اور ہر گہر سے آواز درد و الم اور صدائے حسرت و حیرت بلند تھی لیکن جب دوسری
لڑائی مین سلطان صلاح الدین بادشاہ شام و مصر نے بیت المقدس
پہیر لیا اور محصورین قلعہ نے اوسکی اطاعت قبول کر لی تو اوسنے
اونہین قتل نہ کیا اور اسیران نصاریٰ پر بڑی مہربانی کی اور اونمین
سے جو لوگ غریب تھے اونہین سب کو بے لیئے رہا کر دیا اس سلطان نیک نام
کے نام کو آگے بہلا فلپ بادشاہ فرانس کے حیلون کو اور خود بادشاہ
رچارڈ کے نام کو کب رونق ہو سکتی ہے یہ بادشاہ علم ادب سے
تو کم ماہر تہا لیکن علوم عقلیہ سے بخوبی واقف تہا اور اسی ہیئت تہا
کہ زمانہ جنگ مین بہی علما و فضلا کی تعظیم و تکریم کی اور خود تو ایسا
پرہیزگار تہا جیسی فقیر ہوتی ہین لیکن لوگون سے رعایت اور سخاوت
کی انتہا نہ تھی اور حلم اور دادار اوصاف حمیدہ اوسمین جمع تھے اور اوسکے
افعال و عادات ایسے نیک تھے کہ اگر اوسکے رقیب و لکا تتبع کرتے تو
اون کے حق مین اولیٰ و انسب ہوتا بلکہ اوس شخصکو بہی اوسکی عادات اختیار
کرنے مین کچھ عیب نہین جو زہد و تقوی عیسوی کی ہوس رکھتا ہو
واقع مین سلطان موصوف بڑا سخی اور متحمل تہا اور تہوڑے ہی
دن بعد صلح کو اہل اسلام اور نصاریٰ کے دمشق مین مر گیا اور
وصیت کر گیا کہ میری مال مین سے خیرات دینا اور اوسمین یہود و نصاریٰ اور
مسلمان مین امتیاز نہ کرنا لیکن راقم کہتا ہے کہ کون شخص ایسا ہے جسنے اوس جنگ

مس پادشاہِ اسلام اور رچارڈ بادشاہ عیسائی میں فرق ملاحظہ کیجیے ۲۹
پیروِ عیسائی (یعنی رچارڈ اول) ایسا بادشاہ تھا کہ جسنے اپنی شان و
شوکت اس طرح بناہی تھی کہ لاکھ روپیہ رعایا سے ٹیکسے جبر سے لیتا تھا
اور عیش ایسا تھا کہ کسیطرح تسکین نہ ہوتی تھی اور ایسا مغلوب الشہوۃ
تھا کہ ضبط نہ کرسکتا تھا اور اپنی شاہزادی جسینہ جو بنگیریا دختر
سینکو شاہِ نوبیرا کو چھوڑ دیا تھا اور ایسی فعلِ شنیع کا مرتکب ہوا تھا
کہ زبان پر نہیں لاسکتا ہوں ایک راہب نصرانی نے بادشاہ مذکور
پر اس فعلِ شنیع کی ملامت کی اور اوسکی سزا کی تشہیر دی کہ یاد کی
سدوم کا (قریہ حضرت لوطؑ) خیال کر اور اس فعلِ قبیح سے باز آ
پس حق تو یہ ہے کہ اکثر سلاطین اسلام نیک اور متصف باوصاف
حمیدہ تھے اور سلطان محمود غزنوی کے دانائی اور رعایا کی بہادری
اور ترقی علوم شہرۂ آفاق ہے اور اس بادشاہ کی اشخاص ذی علم
اور ذی لیاقت سے ایسے سلوک کیے کہ جسقدر اوسکی دار السلطنت
میں علماء و فضلا کا اجتماع تھا اوسقدر کسی بادشاہِ ایشیا کی پایہ تخت
میں کبھی نہیں ہوا اور اگرچہ بادشاہ تحصیل زر میں حریص تھا تاہم
جیسا سمجھا اوسنے روپیہ صرف کیا ویسا کسی بادشاہ نے نہیں کیا
محمود کی چار جانشین ایک دوسرے کے بعد ہوئے اور یہ چاروں
بادشاہ ترقی علوم میں بہت سرگرم رہے اور رعایا بھی ان سے
نہایت راضی رہی پس اب راقم پوچھتا ہے کہ جو باتیں محمود کی نسبت

بیان کی گئین وہ امور اوسکی معاصرین یعنی ولیم نارمن اور اوسکے
جانشینون کی بارے مین بھی کہہ سکتی ہین اب راقم اور سلاطین
اسلام اور بادشاہان نصاری مین مقابلہ اور محاکمہ کرتا ہے ایسین
واضح ہو کہ جب ۱۲۰۰ع مین لوئی ہفتم شاہ فرانس نے شہر
وٹری فتح کیا تو اوسمین آگ لگا دینے کا حکم کیا اور اِس ظلم سے
تیرہ ہزار آدمی جلکر مر گئے اور بادشاہ اسٹیفن کے عہد مین انگلستان مین
ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ لوگون نے زراعت کرنی چھوڑدی اور
آلات زراعت یا غارت ہو گئے یا اونکا استعمال ترک ہو گیا اور چودھوین
صدی مین ہماری لڑائیون کا شاہ فرانس سے یہ نتیجہ ہوا کہ جملہ
امور مین ایسی خرابی ہوئی کہ کبھی کسی ملک مین یہ کیفیت نہین
ہوئی بعض اشخاص کا قول ہے کہ سلاطین اسلام بڑے ظالم اور
جابر تھے اور اس بات کی سند ایسی معتبر ہے کہ اوسکا انکار نہین ہو سکتا
یہی بات کہ بادشاہان موصوف نیک بھی ایسے تھے کہ حد سے زیادہ
اسکی سند ایسی موثق نہین کہ اوسکا انکار نہ ہو سکے راقم کہتا ہے
کہ صدہا دلیلون سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہان نصاری جو سلاطین
مذکورین اسلام کے معاصر تھے بڑے ظالم اور جابر تھے لیکن ہم
پوچھتے ہین کہ اون کی نیک اور عادل ہونیکی بھی کوئی دلیل ہے
اب سلاطین اسلام کی کیفیت سنئے کہ فیروز شاہ سوم نے ۱۳۵۱ع
مین جلوس کیا اور اکثر چیزین رفاہ خلایق کے لیے ایسی بنوائین کہ

شہرۂ آفاق ہوگیا تھا چنانچہ پچاس باندھ دریا مین بندہوائی تاکہ کہیتون
مین پانی بسہولت پہنچا جائے اور چالیس مسجدین پچاس مدرسے
اور کاروان سرائین تیس تالاب سو شفاخانے سو حمام اور ایک سو
پچاس پل بنوائے اور علاوہ ان کے اور بہت سی عمارات تفریح
طبع اور نمائش و آرایش کے لیے تعمیر کرائین اور ان سب سے بہتر یہ
کام کیا کہ جمنا سے تا ہانسی و حصار ایک نہر جاری کی بابر بادشاہ
اول خاندان مغل بڑا نیک تھا اور اشرف سلاطین سلف تھا
اور اس سے بہتر کوئی بادشاہ ہندوستان مین نہین آیا اور جس قدر
اس بادشاہ مین رعب و سطوت تھی اوسیقدر سادگی اور فروتنی
بھی تھی اور اس نے جوانی مین بعض حرکتین ایسی بیہودگی کی
کہ لوگون کی نظرونمین ذلیل ہوگیا تھا لیکن بعد ازان اپنے نفس
امارہ کو ایسا روکا اور ایسا ضبط کیا کہ اون حرکات شیطانی پر
غالب آیا اور پاک طینت مشہور ہوگیا یہ بادشاہ مطیع والدین محب
پسر و برادر دوست صادق و وفادار اور دشمن رحم دل تھا اور
سطوت شاہی کے ساتھ حلم و مروت بھی رکھتا تھا اور معتدل الغذا
اور قلیل النوم تھا اور سنگ تراشی اور توپ ڈھالنی مین اور دستی
ہنرون مین بھی دخل رکھتا تھا اور شجاع و سخی اور عالی ہمت تھا
اور اپنی قوم کی مکر و دغا کو اپنے لیے عار سمجھتا تھا اور عالم کامل اور
فاضل متبحر تھا اور علوم و فنون سے بہت مذاق رکھتا تھا اور اکثر

اوسکے آبا و اجداد پر اور اوسکی تحصیل علم پر نظر کیجئے تو واقع مین
اوس شخص نے بذات خود ایسی لیاقت حاصل کی تھی کہ بقول شاعر
قیامت تک اوسکا نام رہیگا شعر یہ بادشاہ مثل اون دریاؤن
کے تھا جو درخت زارون کو شاداب کرتے ہین اور اگرچہ سیلابون سے
تاریک ہوجاتی ہین تاہم آسمان کی شکل اونمین منعکس ہوتی ہے
ہمایون بسبب شہوات نفسانی سے بری اور افعال بد سے پاک تھا
شیرشاہ بادشاہ افغان نے شاہ موصوف کو شکست دی اور اوسے
ہندوستان سے نکال دیا اور پانچ برس تخت سلطنت ہند پر جلوہ
افروز رہا بعد شیرشاہ کے اوسکے بیٹے عادل شاہ نے تخت و تاج
پایا لیکن اوسکی سلطنت کو فقط سولہ برس گذرے تھے کہ ہمایون اپنا
حق مسترد کرنے مین کامیاب ہوا (یعنی ہندوستان پھر لے لیا)
شیرشاہ صاحب سلطنت ہمایون سے بڑا لائق اور عقیل تھا اور اگرچہ
اپنے عہد قلیل مین ہمیشہ میدان کارزار مین مصروف جنگ رہا
تاہم اپنے ملک کا انتظام و انصرام خوب کیا اور انتظام مملکت مین
بڑی ترقیان کین اور اس بادشاہ نے چار مہینے کی راہ تک ایک
سڑک بنوائی جو بنگالہ سے دریای سندھ کی قریب تک ہے اور اس
شاہراہ مین ہر منزل پر کاروانسرائین اور ہر ڈیڑھ میل پر کنوئے بنے ہین
اور ہر مسجد مین ایک پیش نماز اور ایک موذن مقرر تھا اور کچھ لوگ
مسلمان و ہندو مسافرون کی خدمت کی لیئے معین تھے اور انکی

سڑک پر مسافرون کے لیے درختون کی قطارین لگائی تہین چنانچہ
پچاس برس کی عرصے تک مسافرون نے اکثر مقامات پر اس شاہراہ کی وہی
کیفیت پائی جو سابق مین بیان کی گئی بادشاہ جہاہ اکبر ایسا مشہور
و معروف ہے کہ اوسکا حال بیان کرنا فضول ہے یہ بادشاہ انتظام
ملک اور اہتمام جنگ دونون باتون مین اچھا تھا اور علم و فضل
عدل و انصاف فیض و سخاوت و ہمت حلم و رحم اعتدال و احتیاط
محنت و شفقت عالی ہمتی اور بلند پروازی مین شہرۂ آفاق ہوا
اور اپنی ملک کا ایسا اچھا انتظام کیا کہ اون بادشاہون کے زمرہ سے
ہوگیا جنکی سلطنت بنی آدم کے لیے نعمت تھی اور اس بادشاہ نے
آگ اور پانی سے آزمایش کرنا (کہ یہ رسم ہنود مین تھا) موقوف
کرادیا اور حکم کیا کہ قبل بلوغ ناکح و منکوح عقد نہ واقع ہو اور
قربانی کے لیے حیوانات ذبح کیے جائین اور عورتون کو اجازت
دی کہ بعد انتقال شوہر دوسرا نکاح کرلین حالانکہ یہ امر خلاف شرع
ہنود تھا اور ان سب امور سے بہتر یہ کیا کہ ممانعت کردی کہ عورات
ہنود اپنے شوہرون کی ساتھ جبرًا نہ جلائی جائین اور رعایاے
ہنود اور اہل اسلام کو برابر خدمتین اور عہدے عنایت کیے اور
کفار سے جزیہ لینا اور یوجیرون سے ٹکٹ لینا موقوف کردیا اور
ممانعت قطعی کردی کہ جو لوگ لڑائی مین گرفتار ہون لونڈی اور
غلام نہ بنائی جائین جو بندوبست خراج اور آمدنی ملک کی شیرشاہ نے

شروع کیو تھوا اون سب کی تکمیل کرنے کی اور جو اراضی اوس کے
ملک مین زراعت کی قابل تھین اون کی پیمایش از سر نو کرائی اور ہر
بیگہ کی پیداواری دریافت کرائی اور پہلے یہ دریافت کیا کہ رعایا سے
کسقدر خراج لینی چاہیی اور ابتدا سے اکثر زر لگان مقرر کیا اور زمیندارون کو یہ
اختیار دیا کہ اگر یکمشت روپیہ نہ دی سکین تو بطور قسط کے دیا کرین اور
علاوہ ان سب امور کے بہت سی محصول اور ٹکٹ وغیرہ جنہیں رعایا
پر جبر ہوتا تھا موقوف کر دی تھی ان سب انتظامات کا نتیجہ ہوا کہ آزادی
بہت کم ہو گئی جو احکام اور ہدایتین بادشاہ موصوف نے افسران بندوبست
ملکی کی جاری کی تھین اب تک موجود ہین اور اون سی معلوم ہوتا
ہے کہ اوسی انتظام ملک مین عدل و انصاف کا بہت لحاظ تھا اور جو
ہدایتین اوس نی حکام عدالت کو کین تھین اون سی بھی اوسکا انصاف
اور نیکی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ منجملہ اون ہدایات کی ایک ہدایت یہہ
بھی کہ سزائی سخت (مثل قتل و حبس دوام کے) کم دیجاے اور
سرداران مفسدون کی جنکی نفس پرداری سی ضرر خلائق ہوا ہو کسی
شخص کو تعذیب نہ کیجائے جبتک کہ بادشاہ کی منظوری نہ حاصل ہو اور
یہ بھی ممانعت کر دی کہ سزاہای سنگین سے ساتھہ قطع اعضا اور داغ و
شکنجہ مجرمون کو نہ دی جائین اور انتظام فوج از سر نو اور بوجہ احسن
کیا اسطرح کہ اپنی فوج کی لوگون کو نقد تنخواہ دیتا تھا نہ یہہ کہ
محاصل ملکی پر اون کی دلائی کر دی اور علاوہ قلعون کی اور جو جبر و

کی

کی غرض سے رفاہِ خلائق ہوتی ہے بہت سی عمارات عالیشان تعمیر کرائیں
جنکی تعریف و توصیف پادری ہیبر صاحب نے بہت کی ہے اور بادشاہ
موصوف نے واسطے صدقات اور عہدوں کا ایک قاعدہ خاص مقرر کر دیا تھا
اور اوسکی تمام کارخانجات اور محکمہ جات سے ایسی شان و شوکت اور انتظام
و بندوبست ظاہر ہوتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے اور جن چیزوں کا بندوبست
ممکن نہیں اونکا انتظام ایسی عقلمندی سے کیا گیا اونہیں کچھ خلل
پڑا اور اس بادشاہ کی سرکار میں ہر چیز کی افراط تھی لیکن کسی بات
میں اسراف نہ تھا سنہ ۱۶۲۲ء میں جہانگیر پسر اکبر کے عہد میں ایک
سیاح مشہور مسمی بہ پیٹرو ڈلا ویلا باشندہ ملک اطالیہ
وارد ہندوستان ہوا اور کچھ حال بھی وہان کا لکھا گیا چنانچہ سیاح موصوف
بادشاہ مذکور اور اوسکی رعایا کا یہ حال لکھتا ہے کہ سب لوگ اس
ملک کی راحت سے گذران کرتے ہیں بلکہ بشان و شوکت بیخوف و
خطر بسر کرتے ہیں اسواسطے کہ چونکہ بادشاہ جانتا ہے کہ ہماری
رعایا کو ایسی واہیات باتوں کا شوق ہے لہذا جو لوگ متمول
ہیں اونہیں آزار نہیں دیتا بلکہ اونہیں غنی اور خوشحال دیکھکر
خود بھی خوش ہوتا ہے لیکن جیسی بہبودی اور سرسبزی شاہجہان
نبیرۂ اکبر کے عہد میں ہندوستان کو حاصل ہوئی ایسی کسی
بادشاہ کے وقت میں نہ ہوئی تھی اور اوسکے عہد میں
ہمیشہ امن و امان اور خوب بندوبست و انتظام رہا اور اگرچہ

نامس رو صاحب سفیر انگلستان نے ۱۶۱۵ء میں بوقت ملازمت پادشاہ
موصوف دیکھا کہ کمرہ شاہی اقل مراتب ذوجیب کے دورہ میں ہے
اور تمام کمرہ میں فرش ریشمی اور طلائی بچھا ہے اور اوسپر بہت بہاری
کارچوبی مخمل کی قالین بچھی ہے اور اوس قالین میں جواہرات
نصب ہیں اسقدر کثرت مال و زر دیکھکر صاحب موصوف بہت
متحیر ہوئے تاہم ٹوئیر صاحب سیاح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے
کہ جس شخص نے (یعنی شاہجہان) تخت بیبہا مسمی تخت طاؤس
تیار کروایا تہا اور بوقت جلوس بڑی دہوم سے جشن کیا تہا اور
اپنی تئین روپیہ اور جواہرات میں تولکر وہ سب مال و زر حضار محفل
میں لٹا دیا تہا اوسی شخص کا یہ حال تہا کہ اپنی رعایا پر مثل بادشاہ
کے نہ حکومت کرتا تہا بلکہ مثل پدر مہربان کی اون سے پیش آتا تہا
یہ بادشاہ ہمیشہ اپنے ملک سے ہوشیار رہتا تہا اور اوس سے بہتر کسی
بادشاہ ہندوستان نے بندوبست ملک اور انتظام کارخانجات نہیں
کیا اور اسی بادشاہ جمجاہ کے عہد میں شہر دہلی میں نہر مشہور باہتمام
علیمردانخان معمار شاہی تیار کی گئی تہی یہ نہر عالیشان کہیتون اور
زراعتون میں سے ہوکر صدہا میل تک چلی گئی ہے اور جہان جہان
گئی ہے وہان گانون کو اوسکی پانی سینچنے کا اور اور باتون کا بڑا
فایدہ ہے یہان تک کہ شہر پناہ میں داخل ہوئی ہے اور وہان
نزد بادشاہ اور روساء اور اہل شہر اسکا تماشا کیا کرتے تہے آب

اب راقم کہتا ہی کہ اگرچہ لوگ کہتے ہین لیکن ثابت نہین کیا کہ ہندوستان
کے بادشاہان اسلام نے بہی اوسی قدر وہان کی لوگون سی لیا تہا
جسقدر کہ حکام انگریزی لیتی ہین تاہم طرفداران سلاطین اسلام ایسی دلایل لاسکتے
ہین کہ جنبہ داران حکام انگریزی ویسی دلایل نہین پیش کرسکتے
وہ دلیلین یہ ہین کہ اوّل تو سلاطین اسلام نی جو رعایای ہندوستان
سے لیا اوسکی مکافاۃ کامل اون سی کی دوم یہ کہ اونہون نے
امیر اور غریب کو عدل و انصاف مین برابر جانا سوم یہ کہ اونکا انتظام
ایسا تہا کہ تجار سب وقات مین اپنا مال و اسباب صدہا میل تک بحفاظت
تمام لی جاتے تہے اور اگر اونکا اسباب راہ مین تلف ہوجاتا تہا
تو سرکار شاہی سے اوسکی مکافاۃ کامل ہوتی تہی چہارم یہ کہ فرض
کیجئے کہ یہ انتظام اچہا نہ تہا تاہم اکثر رعایا اوس زمانہ مین آجکل کی
بہ نسبت کہین زیادہ متمول اور غنی تہی اور کچہ خوف و خطر نہ رکہتی تہی
اور اس بات کہ اوس زمانہ مین رعایا زیادہ تر متمول اور محفوظ
تہی کی دلیل قاطع یہ ہے کہ پہاڑ کی پہاڑ سنگ مرمر کے جنکا لی
جنگل سے اور بڑے بڑے نالے اور نہریان اور عمارات عالیشان
اور شیوالی جنہین بسبب کہنگی کے چند نے آشیانی بنائی ہین اوسی
زمانے کے بنے ہوے ہین ہان البتہ یہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ایک شخص نی
بادشاہان مذکورین مین سے جنہین لوگ بیعقل اور ظالم کہتی ہین وہ
اسقدر روپیہ نہرون اور اشیاء مفید خلایق مین صرف کیا تہا

کہ اوسقدر روپیہ اِس زمانہ میں (یعنی عہد انگریزی میں) فوج کا
خرچ ہے لیکن اثبات سے اون کی عدالت اور عقلمندی میں
نہیں فرق آجاتا یہہ امر بھی ناظرین کو کچھ نہ کچھ فایدہ بخشیگا کہ ان سلاطین
متبرکہ (یعنی بادشاہان اسلام ہند وغیرہ) کے مفید اور مستحکم
کاموں میں (مثل عمارات وغیرہ) اور ہمارے ملک (انگلستان)
بلکہ کل اقلیم یورپ کی باتوں میں مقابلہ اور محاکمہ کیا جائے لیکن
بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ان دونوں ملکوں کی حالات میں ایسی
منافاۃ ہے کہ باہدیگر مشابہت ممکن نہیں یہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے
ملک میں اوس زمانہ میں (جب ہندوستان میں مسلمانوں کے
سلطنت تھی) ایک نہر بھی نہ تھی اور سوا چند سڑکوں کے سب
راستے خراب تھے اور ایسی تنگ تھی کہ فقط چارپائی اونمیں سے
گذر سکتی تھی اور اس ملک (یعنی انگلستان) کے بڑے سے بڑے شہر
میں پانی نہ میسر آتا تھا اور نہ تھانے اور چوکیاں تھیں حالانکہ سلطنتِ
دہلی کی ادنی ادنی دیہات میں بھی تھانے اور چوکیاں تھیں
اور اوس زمانہ میں ہمارے ملک میں راہ کا یہ حال تھا کہ اگر لندن سے
ملائی گیٹ (کہ دونوں شہر بہت قریب ہیں) تک بھی کوئی انگریز
مسافر جاتا تھا تو اوسی منزل مقصود تک بحفاظت پہونچنے کا اسقدر
یقین نہوتا تھا جسقدر کہ پادشاہ شاہجہان کے رعایا میں سے اودھ والو
کو پنجاب سے دہلی تک اور وطن سے الہ آباد تک بحفاظت

پہونچ جانیکا

پہونچ جانیکا یقین ہوتا تہا چنانچہ ہالول صاحب بیان کرتے ہین کہ
اس کیفیت سی باشندگان بنگالہ حکام اہل اسلام کی وقت مین بسر
کرتے تہی اور چونکہ یہ حال اوس شخص نی بیان کیا ہے جو مدت تک
ملک مذکور مین رہا اور وہان کے لوگون سی بہی واقفیت تمام
رکہتا تہا لہذا اسمین دروغ کا گمان نہین ہو سکتا صاحب موصوف کہتی ہین
کہ واقع مین اس ملک کی لوگ بہت خوشحال ہین اور ان کو ستانا
بڑی بیرحمی اور نا انصافی ہی اسواسطیکہ حسن صفائی زہد و تقوی
پابندی وضع اور انصاف جو باتین کہ اگلی بادشاہون کی وقت مین
ہندوستان مین تہین وہ باتین اب فقط اس صوبہ مین پائی جاتی ہین
اور اس صوبہ مین لوگون کی مال و اسباب اور آزادی مین کوئی
دست اندازی نہین کرتا اور چوری اور ڈاکہ زنی کا کہین ذکر سنتی
ہین نہین آتا اور سرکار ہر مسافر کی نگہبانی کرتی ہے خواہ اوسکی پاس
اسباب ہو خواہ نہو اور مفت پہرے مقرر کر دیتی ہے کہ اوسی منزل
بمنزل پہونچائین اور یہ لوگ اوسکی راحت رسانی اور جان و مال کے
ذمہ وار ہوتے ہین اور جب مسافر پہلی منزل طے کرتا ہی تو پہرہ والے
کچہ انعام لیکر اوسے دوسری منزل کے پہرے کے سپرد کر دیتی
ہین اور یہ پہرے والی پہلی تو مسافر سے پوچہتے ہین کہ اس منزل مین
پہرے والے نے کیونکر پیش آئے بعد اوسکے جو وہ کہتا ہی اوسی
قلمبند کر لیتے ہین اور ایک سند اون کی نیک چلنی یا بد چلنی کی مع

رسید فہرست اسباب پہلی پہرے والون کو دیکر اونہین رخصت کرتے ہین
اور رسید اور رسید پہلی منزل کی افسر کلان پاس بہیجی جاتی ہے
اور وہ اون کی نقل داخل دفتر کرکے حسب ضابطہ راجہ کی خدمت مین
بہیجتا ہے پس اس کیفیت سی مسافر اس ملک مین سفر کرتا ہے
اور اگر اوسکا قیام کا قصد ہو تو کہانی اور جگہہ اور سواری کا صرف بہی اوسکو
نہین کرنا پڑتا لیکن اگر اوسے تین دن سی زیادہ کسی مقام پہ ٹہرنیکی
اجازت سرکار سے ملتی ہے تو یہ سب اخراجات اوسی کے ذمہ
ہوتے ہین لیکن اسمین بہی یہ شرط ہے کہ بسبب بیماری یا اور کسی
آفت ناگہانی کے نہ ٹہر گیا ہو اور اگر اس صوبہ مین کوئی چیز کہوئی
جاتی ہے مثلا روپیہ کی تہیلی یا اور کوئی قیمتی چیز تو جو شخص وہ
اسباب گمشدہ کو پاتا ہے تو اوسی درخت مین لٹکا دیتا ہے اور اوسکی
اطلاع قریب کی چوکی کو دیتا ہے اور اوس چوکی کا افسر اوس
اسباب گمشدہ کے بارے مین ڈہنڈہورا پٹواتا ہے پس حال تو
سلاطین اسلام کا تہا اب راقم بر سبیل مقابلہ اون بادشاہان انگلستان
حال بیان کرتا ہے جو سلاطین مذکورین اسلام کے معاصر تہے اور
یہ بہی عرض کرتا ہے کہ اون کے عہد مین عیسائیون کی اور ترقی
علوم کی کیا کیفیت تہی پس مخفی نرہے کہ سنہ ۱۳۸۱ع مین واٹ
ٹیلر نے انگلستان مین بلوا کیا اور جب یہ غدر بیرنس یعنی روسا
وقوع کیا تو قریب پندرہ سو باغیون کے بلا تحقیقات پہانسی دیے

گئے اور سنہ ۱۳۹۴ع مین تابعین وکلف بعنامہا قتل کیے گئے اور سنہ ۱۳۹۹ع
مین بادشاہ رچارڈ دوم نے ظلم وجبر کیا اور آیرلنڈ مین بسبب
قوانین مسمّی بہ کلکنی مصدورہ سنہ ۱۳۶۷ع کی غدر ہوا ان قوانین مین
یہ جرم نسبت رعایا کی قایم کیا گیا تھا کہ جن انگریزون نے آیرلنڈ مین
بود و باش اختیار کی تھی اوس ملک کی لوگون سے بذریعہ مناکحت
تعلق کیا تھا اور آیرلنڈ کا لباس اور رسوم اختیار کری تھی انگریزون کو
یہ سزا دی گئی کہ یا اونکا اسباب قرق کر لیا گیا اور یا قید کیے گئے اور
پابندی قوانین ملک مذکور بھی اون کی نسبت ایک جرم قرار دیا گیا
اور اہل آیرلنڈ کو اراضی متعلقہ پر چارپایی چرائی دینا اور
اون سے سلوک و مراعات کرنا اور اونہین پادریون مین داخل کرنا
اور اون کی شعرا سے بلطف پیش آنا اور سایر حرکات اس قبیل کی
انگریزون کی نسبت جرم قرار دیے گئے تھے اور کسی انگریز پٹکٹ باندھنا
بھی جرم عظیم قرار دیا گیا تھا اور سنہ ۱۳۹۹ع مین بالنگبروک نے شاہ
رچارڈ دوم کو زبردستی نکالدیا اور اوسکا تخت سلطنت غصب کرکے
خطاب ہنری چہارم حاصل کیا اور ہر دو وارثان بادشاہ موصوف کو اونکی
حق سے محروم کیا اور اونہین ونڈسر کیسل مین محبوس کیا اور سنہ ۱۴۱۳ع
مین جان بدلی پرنس آف ویلس جو بعد ازان بلقب ہنری پنجم مشہور
ہوا کی روبرو بہ تہمت کفر سمتھ فیلڈ مین جلا دیا گیا اور قریب عہد
شاہ ہنری ششم یہ ظلم و جور شدید رعایا پر ہوئی یعنی مجرم یا مجہم

جیلخانہ بھیجی جاتی تھی اور وہان کسی تنگ اور تاریک مکان میں بند
کیجاتی تھی اور باجسم برہنہ زمین بے فرش پر لٹلائی جاتے تھے
اور اون کے سونے کے لیے کوئی چارپائی یا پیال وغیرہ بھی نہ دیا
جاتی تھی اور نہ پہننے اور اوڑھنے کو کوئی کپڑا دیا جاتا تھا اور حکم
تھا کہ وہ قیدی اوندھی اور برہنہ سوئیں اور اون کے پاؤں ور
ایک ہاتھ رسی سے ایک طرف اوس مکان کے کھینچے جائیں اور
دوسرا ہاتھ دوسری طرف کھینچا جاوے اور اسی طرح اون کی پنڈلیاں
بھی رسی سے جکڑی جائیں اور اسقدر لوہا اور پتھر اوپر رکھوائی جائیں
جسقدر وہ ان سے اوٹھہ سکیں بلکہ اوس سے بھی زیادہ اور تیسرے دن
دو لقمے نان جو کے اونھیں دی جائیں اور پانی نہ دیا جاوے اور
جسدن پانی دیا جاوے اوس دن روٹی نہ دیجاوے اور تیسرے
دن اوس پانی میں سے پئیں جو مجلس کے قریب ہے (موافق
وغیرہ کے پانی کے) اور اس طرح سے اونھیں خوراک دیجاوے
جبتک کہ وہ مرجائیں اور پادشاہ چارلس سوم کے زمانہ تک یہ عقوبات
قانوناً جائز کیے گئے اور اگرچہ ان عقوبات کی تاریخ تحقیق سے
نہیں معلوم تاہم یہ امر یقینی ہے کہ یہی طریقہ تعذیر اوس زمانہ میں
جاری تھا اور جو قیدی کسی جرم عظیم سے متہم ہوتے تھے اس
طریقہ کی رو سے سزا پاتے تھے خواہ وہ اپنے جرم کا عذر کرتے
تھے خواہ نہ کرتے تھے چنانچہ بارنگٹن صاحب اپنی کتاب مسمیٰ بہ

انسٹیبانٹسپچو لکسیس صفحہ ۹۶ مین لکہتے ہین کہ عہدِ جارج دوم سنہ ۱۷۴۱ء
مین دو مرتبہ اسی طرح کی تعذیب مجرمون کو دیے گئے تھے
سنہ ۱۶۴۰ء سے اوس زمانہ تک جبکہ سلطنتِ انگلستان بھی ہوئی
یہ عقوباتِ شدیدہ اکثر عمل مین آئی اور بہت سی نظیرین اون کی
دفترِ شاہی مین مندرج ہین اور اکثر اطلاعنامجات سزا ابتک موجود
ہین چنانچہ آخری نظیر جو مندرج تاریخ ہے سنہ ۱۶۴۰ء مین واقع
ہوئی تہی جبکہ ایک شخص مسمی بہ آرچیبا دستانہ فروش محبسِ قلعہ
مین قید کیا گیا تہا بہ این تہمت کہ یہ شخص اون باغیون مین شریک
تہا جنہون نے پادریِ کلان لاڈ کی مکان واقع لمبتہ پر نرغہ کیا تہا
لیکن ایک چٹھی مین جو اوسی زمانہ کے لکہی ہوئی ہے یہ وجہ اوسکی
معتوب ہونے کی مرقوم ہے کہ اپنے ساتہ کے باغیون کی نشاندہی
کرے چنانچہ ایک نقل اوس وارنٹ کی جسکی ذریعہ سے اس مقدمہ
مین سزا کا حکم ہوا تہا بہ دستخط و مہرِ پریوی کونسل دفترِ شاہی مین موجود
ہے اور یہ عقوبتِ شدید مجرم مذکور پر اسکاٹ لنڈ مین شاہ جیمس دوم
کے روبرو کی گئی تہی اور سنہ ۱۶۸۰ء مین کفر کے دفع کرنے کے لیے
قانون جاری کیے گیے اور سنہ ۱۸۱۶ء مین جان گلیڈاِن اور رچارڈ وٹہ
ٹمن استمتہہ فیلڈ مین بہ تہمتِ کفر جلا دیے گئے اور سنہ ۱۴۴۱ء مین
ایلینر کوبہم رئیس زادے گلوسٹر اور نجومی مشہور راجر بالنگ بروک
اور کیتہرین سوتہول اور مارجری جورڈن اور جان ہم بجرمِ سحر متہم ہوے

آور اِن محبوسون کو یہ سزا ایکن دی گئین کہ رئیس زادی مذکورہ اپنی
ملک سے نکالدیے گئے اور بالنگ بروک نے پھانسی پائی اور
اوسکی لاش تشہیر کی گئی مارجری جوردن جلا دیا گیا سوتھول محبس
مین مرگیا اور جان ہیم معفو ہوا اور سنہ ۱۴۵۵ع مین جنگِ خانگی
مشہور بہ جنگِ رکوزیز شروع ہوئی یہ لڑائی اہل لنکسٹر (جنہون
نے اپنی فوج کی علامت سرخ گلاب کا پھول رکھا تھا) اور باشندگانِ
یارک مین (جنہون نے اپنی لشکر کی علامت سفید گلاب کا پھول رکھا
تھا) ہوئی تھی اور یہ جنگ سنہ ۱۴۸۵ع مین ختم ہوئی اور بارہ شاہزادے
نسلِ بادشاہان انگلستان سے اور دوسرے رؤسا و امرا لاکھہ
شرفا اور سادہ اشخاص اس لڑائی مین مارے گئے اور قریب تمام ملک
کے خراب و ویران ہوگیا اور اہل مقدرت اور اربابِ عزت تباہ ہو کر
اور سنہ ۱۴۷۱ع مین جادوگر گرفتار کیے گئے اور قتل کیے گئے اور
سنہ ۱۴۸۳ع مین شاہ رچارڈ سوم کا تختِ سلطنت غصب کرلیا گیا اور
اوسکی دو جوان بھتیجے یعنی بادشاہ اڈورڈ پنجم اور ڈیوک آف یارک
محبسِ شاہی لندن مین قتل کیے گئے اور لارڈ وُرِس اور اور سردار
پامفرٹ کیسل مین مار ڈالے گئے اور سنہ ۱۴۸۵ع ہنری ہفتم تخت نشین
ہوا اور لاکھا روپیہ رعایا سے جبر لیا اور اونکی جایدادین قرق کرلین
اور سلاطینِ سابق نے ان ظلم وجور سے بدون استعانتِ و اختیارِ
پارلیمنٹ سلطنت کی اور رعایا پر از سرِ نو ٹکٹ باندھی چنانچہ اون ؂

ماکٹون کو ازراہ طعن فیوض سلطانی کہتے ہین اور سنہ ۱۵۰۹ع مین ہنری
ہشتم تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا ظالم تھا اور یہ فخر کرتا تھا کہ مین غصہ
کی وقت مرد کی جان نہین چھوڑتا اور شہوت کی وقت عورت کو نہین
چھوڑتا اور اسکی عہد مین اختیارات شاہی حد سی تجاوز کر گئی تھے اور
ایسے ایسے غدر و فساد ہوئے کہ کسی بادشاہ کی وقت
مین سننے مین نہین آئی اور سنہ ۱۵۲۱ع مین ایک شخص بہ تہمت زہر دہی
کے ستّرہ آدمیون کی گرفتار کیا گیا اور دیگ مین ابال کی مار ڈالا گیا اور
سنہ ۱۵۳۲ع مین ایک زن ضعیفہ باشندہ کینٹ قتل کیے گئے اور دو شخص
بہ تہمت کفر سنہ ... مین جلا دی گئی سنہ ۱۵۳۵ع مین نو پادری
جنہون نے مداخلت شاہ ہنری مقدمات مذہبی مین قبول نہ کی تھی
ٹائی برن مین پھانسی دی گئی اور اون کی لاشے تشہیر کی گئی
اور اسی وجہ سے پادری کلان فشر اور سر طامس مور خزانچی بھی ✦
قتل کیے گئے پس اس ظلم شدید کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام اہل یورپ کو ✦
انگریزون سے نفرت ہو گئی اور سنہ ۱۵۳۶ع مین شاہزادی این بولن
قتل کی گئی اور شاہ ہنری نے جین سیمور سے عقد کر لیا اور سنہ ۱۵۳۷ع
مین ۱۹۳ منسٹریز (یعنی راہبون) کے محاصل تخمیناً دو کرور پینتیس
لاکھ تیس ہزار روپیہ بادشاہ نے ضبط کر لیا اور جو اراضی پادریان
مذکور کو سرکار سے مرحمت ہوئی تھین شاہ ہنری نے اپنے
مصاحبین مین تقسیم کر دین اور سنہ ۱۵۳۷ع مین دو شخص جو اطباع

دیا کرتے تھے جلا دی گئی اور سنہ ١٥٣٩ع مین سرداران پادریان
ریڈنگ گلیسٹنبری اور کالچسٹر بسبب عدم قبول مداخلت شاہ ہنری
در امور مذہبی پھانسی دی گئی اور اون کی لاشی کی تشہیر کی گئی اور
اوسی سنہ مین قانون ملقب بہ قانون خونی جاری ہوا جس مین چھ مسئلے
ہوتے عقاید ٹرنس سبسٹن شیئشن (یہ عقاید نصاری قدیم یعنی
رومن کیتھولک مین مروج ہین اور انکا خلاصہ یہ ہی کہ پادری لوگ
ازراہ کرامت و اعجاز خود مسیح بنجاتی ہین) مندرج تھی اور چند اشخاص
جنھون نی دین مسیحی مین کچھ دخل دیا تھا اسکاٹلنڈ مین مظلوم و
مقہور ہوئے اور اونمین سے سات شخص بہ تہمت کفر جلا دیے گئے
اور اسی سنہ مین اشتہارات مجریہ پادشاہ نی بمشورۂ پارلیمنٹ اقتدار
قانونی حاصل کیا اور انگلنڈ اور ویلس مین مکانات مذہبی بالکل برباد
کیے گئی چنانچہ ان مکانات مین ٦٤٣ صوامع راہبین ٩٠ مدرسے
٢٣٧٤ گرجے اور اور معابد اور ١١٠ شفاخانی تھے اور اس فعل کا
نتیجہ یہہ ہوا کہ بہت سی سکنۂ مقامات مذکورہ ننگے اور خراب و
آوارہ ہوگئے اور علی ہذا القیاس جو غربا ان کارخانون مین ملازم
تھے یا انسے پرورش پاتی تھے وہ بھی حیران و سرگردان ہوئے اور
سنہ ١٥٤٠ع مین روسا ملقب بہ ہاسپٹلرس موقوف کردی گئی اور انکا
مال و اسباب پادشاہ نی ضبط کرلیا اور اسی سال شاہ ہنری نے بعد
انتقال شاہزادی جین سیمور این شاہزادی کلیوش سے عقد کرلیا

کیتھ

لیکن چند مہینے کے بعد شاہزادی موصوفہ کو چھوڑ کر کتھرائن ہاورڈ
سے نکاح کر لیا اور سنہ ۱۵۴۱ء میں رئیس زادی معززہ صوبہ سالسبری
یعنی مارگرٹ دختر جارج رئیس کلارنس ۲۷ - مئی کو قتل کی گئی اور
چونکہ رئیس زادی موصوفہ جانتی تھی کہ بیجرم قتل ہوتی ہوں لہذا
اوسنے تختۂ قتل پر سر رکھنے میں تامل کیا آخر الامر جلاد نے ساری
قتل گاہ میں اوسکا تعاقب کیا اور اوس پیرزن کی سر پر تاک کے
ایسی ضرب ماری کہ تن سے جدا ہو گیا اور بعد اوسکے اوسکی گردن
اور شانوں کو بڑی بیرحمی سے کچل ڈالا اور سنہ ۱۵۴۲ء میں شاہزادی
کتھرائن ہاورڈ قتل کی گئی اور سنہ ۱۵۴۳ء میں شاہ ہنری نے چھٹا
عقد کتھرائن پارسی کیا اور اوسکی حیات میں بادشاہ موصوف نے
انتقال کیا اور سنہ ۱۵۴۶ء میں این اسکیوبہ تہمت کفر عقوبات شدید
سے قتل کی گئی اور تین شخص بجرم انکار عقیدہ ٹرینس سبسٹین
شیشن زن مذکورہ کے ساتھ جلا دیے گئے اور سنہ ۱۵۴۷ء میں شاہ
ہنری ہشتم ۲۸ جنوری کو ۵۶ برس کی عمر میں مرگیا اور اس بادشاہ سے
زیادہ کسی بادشاہ انگلستان نے رعایا پر ظلم نہیں کیا اور اسی سنہ
میں اڈورڈ ششم تخت نشین ہوا اور سنہ ۱۵۴۹ء میں سارے ملک کے
لوگ فقیر ہوگئے اور گدائی کرنے لگے اور بہت سخت قانون جاری ہوے
اور منصفوں کو بادشاہ نے حکم کیا کہ حرف وی (جو ابتداء لفظ
ویگیبانڈ بمعنی شہدی ہے) ہر شخص آوارہ کی سینہ پر داغدیا کر

اوسی حکم کیا جاے کہ دو برس تک اوس شخص کا غلام رہی جسنی
اوسکی اطلاع سرکار مین دی ہی اور اسی سنہ مین صدمہ بار فوکس مین
بلوائے عظیم ہوا اور ۱۵۵۳ع مین شاہزادی میری نے جلوس کیا
جسنے مذہب رومن کیتھولک انگلستان مین از سر نو مروج کیا اور ۱۵۵۴ع
مین لیڈی جین گرے اور لارڈ گلڈ فورڈ ڈڈلی ۱۲ فروری کو قتل کیے
گئے اور ۱۵۵۵ع مین فرقہ پروٹسٹنٹ پر ظلم و تعدی ہوئی اور پادری
کلان رڈلی و لاٹیمر بہ تہمت کفر اکسفورڈ مین جلادیے گئے اور مجلس ہای
انگلستان قیدیان متہم بہ کفر سے بھر گئے اور شاہزادی میری نی
اراضی متعلقہ معابد مسیحی اور حقوق حصہ دہم پادریون کو باین نظر
بخشدیے کہ یہ عطیات اوسکی نجات آخرت کی باعث ہون ؛
اور اسی زمانہ مین گناہون کی بڑی شدت ہوئی اور قزاقی اور رذالت
اور ہتک آبروی خلایق افراط سے ہوئی اور پچاس مجرم بعد تحقیقات
سرسری اکسفورڈ مین پھانسی دیدیے گئے اور اشخاص ذی مرتبہ
نے چوری کرنا اختیار کیا اور ۱۵۵۸ع مین شاہزادی میری نی
۱۷ نومبر کو ۴۲ برس کی عمر مین انتقال کیا اور پانچ برس اس ؛
شاہزادی نی سلطنت کی اور اس عہد قلیل مین ۲۸۵ آدمی جلوادیے
جنمین پانچ بڑے پادری اور اکیس چھوٹے پادری اور ۵۶ عورتین
اور چار لڑکے تھے اور ہزارہا آدمی نی بمقتضای ایمانداری اپنی
جان و مال کا تلف ہونا قبول کیا اور اسی سنہ مین شاہزادی الزبتھ

تخت نشین ہوئی جسکے عہد مین فرقہ رومن کیتھولک کے لوگ انواع
عقوبات تکلیف دئے گئے اور جلوا دئے گئے باین جرم کہ ان
لوگون نے حکم پوپ مشعر بے تختی شاہزادی موصوفہ قبول کر لیا
تھا اور سنہ ۱۵۸۶ع مین میری شاہزادی اسکاٹ لنڈ کی نسبت یہہ
تہمت کی گئی کہ شاہزادی الزبتھ کی قتل کرنیکے لئے بانگلستان
سرِ براہ کارِ مفسدین کی شریک ہوئے اور شاہزادی موصوفہ پر
اٹھارہ برس کی میعاد ہوئی اور اوسکا حسن جوانی محبس ہی مین
زایل ہو گیا اور علیل و نحیف ہو گئی اور سنہ ۱۵۸۷ع مین شاہزادی
موصوفہ یعنی میری ۸ فروری کو ۴۴ برس کی عمر مین قتل کی گئی
اور سنہ ۱۵۹۸ع مین رومن کیتھولک باشندگان آیرلنڈ پر ظلم شدید
ہوا اور سنہ ۱۶۰۳ع مین شاہزادی الزبتھ ۲۴ مارچ کو ستر برس
کی عمر مین مر گئی اور جیمس اول (بادشاہ ششم اسکاٹ لنڈ اور
پسر میری شاہزادی ملکِ مذکور) تخت نشین ہوا اور اشتہار دیا
گیا کہ امور مذہبی مین حرمت اور رعایت موقوف ہو جائے اور
فرقہ پیوریٹن کے لوگ خوفِ ظلم سے امریکا کو چلی گئی اور سنہ ۱۶۰۴ع
مین جیمس بادشاہ انگلستان نے کوشش کی کہ مذہب پرسبٹیرین
اسکاٹلنڈ سے رہی اور دس شخص پیشوایانِ مذہبِ مذکور سے
قید کر لئے گئی اور تین سو پادری نکالدئے گئے اور بہت سے
ظلم ہوئے اور جادو گرون کی سزا کے لئے قانون جاری ہوئے

[illegible]

اور شاہ جیمس نے اپنی کتاب در باب فنِ سحر تین مرتبہ مطبوع و مشہور
کرائی اوس کتاب مین شاہ موصوف نے عملیات اور فریب اجنہ و شیاطین
بہت تفصیل سے بیان کیے ہین اور معاملات جادوگران اور انکی رسوم و عملیات اور اون کے
مکر کے دریافت کرنیکا طریقہ اور اونکو سزا دینا یہ سب امور بہی لکھے
ہین اور پارلیمنٹ نے ایک قانون جاری کیا جسکا ہر دفعہ کتاب مذکور
کے مضمون کی موافق ہے اور ممبران محکمۂ مذکورہ اس بادشاہ جاہ
کی ایسی اطاعت کرتی تہی کہ اوسکی کتاب کی تعمیل زبردستی لوگونسے
کرائی اور اوسکی بڑی نگہداشت کے اور بادشاہ موصوف کے
سنہ جلوس سے تا آخر سنہ ۱۶۰۰ع ۳۱۹۲ آدمی فقط انگلستان مین
بہ تہمتِ سحر اور دعا تعویذ ملزم و معذب ہوئے اور اگرچہ
یہ ظلم خلاف قیاس معلوم ہوتا ہی لیکن واقع مین صحیح ہی
ان مقتولین مین مطلقین سے دو بیوہ عورتین بہی تہین جنہین منصفِ
اعلی ہیل صاحب نے بربنائے شہادت اون کی دشمنون کی اس
جرم پر پہانسی کا حکم کیا کہ انہون نے دو لڑکون پر سحر کیا ہے اور یہ بہی
اظہار کیا گیا کہ وہ لڑکے اس سحر کے سبب سے ایسے علیل ہوگئے
ہین کہ عدالت مین نہین حاضر ہوسکتی حالانکہ دوسرے روز وہی
لڑکے تندرست کچہری مین حاضر ہوئے گویا کہ جسوقت اون عورتون
کے قتل کا حکم دیا گیا اوسی وقت وہ تندرست ہوگئے اور سنہ ۱۶۲۵ع
مین شاہ جیمس اول نے ۵۹ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اسکا لڑکا

بیٹا چارلس اول اوسکا جانشین ہوا اِس بادشاہ نے بیجبر لوگونسے
قرضے لیے اور ناحق اونپر ٹکٹ باندہے اور بیجرم اونہیں قید کیا
پس اِن ظلمون کا یہ نتیجہ ہوا کہ رعایا اوسّے بہت ناراض ہوئی اور سنہ ۱۶۴۱ء
مین احکام کونسلِ اسٹار چیمبر بس نافذ کرانے لگے چار نظیرین
ذیل مین مرقوم ہوتی ہین جنسے اس عدالت سراپا ضلالت کی ظلم و
جور کی کیفیت معلوم ہوجائیگی ایک نظیر یہ ہے کہ پیرائن صاحب
وکیل عدالت نے ایک کتاب تصنیف کی تہی جو مُضر اور مخالف
کونسل مذکور تہی پس اس بات پر وکیل موصوف کی نسبت حکم
کیا گیا کہ عدالت سے نکالدیا جاوے اور اوس کی کان کاٹ ڈالے
جائین اور پچاس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرے اور تمام عمر قید
رہے دوسری نظیر یہہ ہے کہ کرنیل لِلبرن پر یہ تہمت کی گئی کہ
یہ شخص بہ نیتِ مفسدہ پردازی کتابین تصنیف کرکے
لوگون کو تقسیم کرتا ہی اور اِس جرم پر کرنیل موصوف کی تحقیقات
کا حکم ہوا لیکن اوسنے اوس قسم کی حلف کرنیکا انکار کیا جو عدالت
اسٹار چیمبر مین مروج تہی وہ حلف یہ تہی کہ مجرم عدالت کے
سوالات کی جواب دے اگرچہ اپنے جوابات سے وہ خود ہی ملزم ٹہرتا
ہو منصفون نے اس انکار کو تحقیرِ عدالت قرار دیکر شخص مذکور
پر کوڑے لگانیکا اور قید کا حکم دیا اور جب اوسپر کوڑے پڑنے لگے
تو اوسنے بآوازِ بلند ظلمِ سرکار کی شکایت کی پس اِس حرکت پر منصفان

اسٹار چیمبر مین نے حکم کیا کہ اسکا منہہ بند کردیا جائے تیسری نظیر یہہ ہے کہ ولیمس پادری کلان صوبۂ النکن جو بڑا عالم تہا وعظ کہا کرتا تہا اور لوگون کو اوسکا وعظ بہت پسند تہا پس لاڈ پادری کلان کینٹربری اوسپر غصہ ہوا اور فقط اوسکی غصہ ہونے سے ولیمس پر لاکہہ روپیہ جرمانہ کیا گیا اور قید بہی کیا گیا اور خدمات اجتہادی سے بہی معزول کیا گیا لیکن اسپر بہی اکتفا نکی بلکہ جب اوسکا مال و اسباب اور کتابین قرق ہوکر عدالت مین داخل کی گئین تو چند خطوط اوسکی بنام اوس بالڈسٹون مدرس اوسی اسباب مین نکلی اسی بات پر اسی ہزار روپیہ اوسپر اور جرمانہ کیا گیا اور اوس مدرس کے نسبت حکم ہوا کہ اسی کے مدرسی کی سامنے اسکے کان لوہی کی کیلون سے ایک لکڑی مین چسپیدہ کردیئے جائین اور سنہ ۱۶۴۱ع مین آیرلنڈ مین بلوا ہوا اور چالیس ہزار آدمی فرقۂ پراٹسٹنٹ مین سے قتل کیئے گئے اور سنہ ۱۶۴۲ع مین جنگ خانگی شروع ہوا اور سنہ ۱۶۴۹ع مین بادشاہ چارلس پر یہہ تہمتین کی گئین کہ ظالم اور دغاباز اور خونی اور دشمن رعایا ہے اور ۲۱ جنوری کو شاہ موصوف کی نسبت جرایم مذکورہ قایم کیے گئے اور ۳۰ ماہ مذکور کو وہایٹ ہال مین قتل کیا گیا اور آدمی زنانہ نیز سلطنت انگلستان توڑے ہی گئے اور سنہ ۱۶۵۶ع مین کرامول ۲۶ جون کو ویسٹ منسٹر ہال مین لارڈ پروٹیکٹر (یعنے حافظ رعایا انگلستان) مقرر کیا گیا اور اس شخص نے بہی بڑا ظلم کیا اور بغیر

[illegible]

تحقیقات قانونی لوگون کو قتل کر ڈالا اور بہت سی اسیران جنگ کو اور
پچاس شرفا کو جو اوسکی حکومت سے ناراض تھے قید کر کے جزایر برمودہ کو
بھیجدیا جہان وہ لوگ مثل غلامون کے بیچ ڈالے گئے اور اسی حاکم کے
عہد مین ملک انگلستان فوج پر تقسیم کر دیا گیا اور ہر صوبہ کی انتظام کے لیے
ایک میجر جنرل مقرر کیا گیا اور اوسی اجازت دی گئی کہ جس شخص پر
شبہ ہو یا خوف مفسدہ پردازی ہو اوسی قید کرے اب راقم زمانہ قدیم
کے حالات چھوڑ کر یہ امر بیان کرتا ہی کہ بعد فتح ہندوستان سرکار انگریزی
نی اوس ملک مین کیا کیا پس واضح ہو کہ جو واقعات کہ بعد معزولی
قاسم علی خان صوبہ دار بنگالہ واقع ہوئی اون کی بارہ مین کلائو صاحب
کہتے ہین کہ جو کیفیت بد انتظامی اور رشوت ستانی اور ظلم کی بنگالہ
مین ہی کسی ملک مین نہ دیکھی نہ سنی جسوقت سی کہ میر جعفر دوبارہ صوبہ دار
ہوئے اوسوقت تک یہ تینون صوبی یعنی بنگالہ بہار اور اوڑیسہ جنکی
آمدنی دس کرور روپیہ سکہ تہے ملازمان کمپنی کی بندوبست مین ہین
اور اور کسی شخص کو انکی انتظام مین دخل نہین اور ان افسران ملکی
اور جنگی دونون نے ہر شخص ذی مقدرت اور آبرودار سی از نواب تا
ادنی زمیندار ہزارہا روپیہ بھر لیا ہے اور تجارت کا یہ حال ہے کہ
سوداگرون کو محصول معاف کر دیا گیا ہے اور ملازمان کمپنی کی طرف سی
مثل گماشتون کے تجارت کرتے ہین اور افسران مذکورین کمپنی
کے نام سے ایسی ایسی حرکتین کرتے ہین کہ سرکار انگریزی

کے نام سے ہر ہندو اور مسلمان کو نفرت ہوگئی ہے اور ملازمان
کمپنی محاصل نواب بنگالہ مین دست اندازی کرتے ہین اور جس
افسر سرکاری کو چاہتے ہین نکال دیتے ہین اور جسی چاہتے ہین اوسکی
جگہ پہ مقرر کر دیتے ہین اور جسی بعہدۂ افسری مقرر کرتے ہین اس
تقرری کے عوض مین اوس سی کچھ لیتے بھی ہین پس اس بد انتظامی
کا یہ نتیجہ ہوا کہ صوبۂ مذکور مین قحط شدید ہوا اور اس بات مین کچھ تعجب
نہین کہ بیس برس کی بعد اوسی صوبۂ بنگالہ کی بارے مین لارڈ کار نوا
لیز صاحب گورنر جنرل نی فرمایا کہ یہ ملک روز بروز تباہ و ویران ہوتا جاتا
ہے لاحظہ صاحب موصوف کی یہ عبارت ہی کہ ہمین بڑا افسوس ہے
کہ کئی سال سے زراعت اور تجارت مین روز بروز تنزل ہوتا جاتا ہی
اور آجکل تو یہ کیفیت ہی کہ سوا بنیون وغیرہ کی جو اکثر بڑی بڑی
قصبون مین رہتے ہین اِن صوبون کی لوگ روز بروز فقر و فلاکت مین
مبتلا ہوتی جاتے ہین اور ہم دیکھتی ہین کہ اسی حالتِ مفلسی مین اکثر
زمینداران کمپنی بھی مبتلا ہین پس کیا عجب ہی کہ یہ کیفیتِ افلاس
اونہین کی بد ذاتی اور فضول خرچی سے پیدا ہوئی ہو لیکن ہمین
یہ گمان غالب ہی کہ خاص کرکے اس افلاس کا سبب وہ خرابیان ہین
جو ہماری سابق کی بد انتظامی سے پیدا ہوئی تھین راقم کہتا ہی کہ یہ بلائی بد انتظامی
فقط اونھین بلاد مین نہ تھی جہان انگریزی عملداری تھی بلکہ بہی
بندوبستی سرکار انگریز کے ملکون مین بھی ہوگئی تھی جب سے ہلوکو

سے اور نواب اودہ سے راہ ورسم شروع ہوئی اوسکا صوبہ سرکار انگریزی
کا شکار رہا چنانچہ ہیسٹنگس صاحب جو اوس زمانہ مین حاکم اعلی ہندوستان
تھی اون باتون کی کیفیت بیان کرتے ہین جنمین وہ خود بھی شریک تھی
صاحب موصوف فرماتی ہین کہ ہم گمان غالب کرتے ہین کہ تمام حکام
ہندوستان جسقدر بسبب ہماری فوج کی ہماری مشارکت سے خائف
ہین اوسی قدر ہماری خواہش ملک افزائی اور شرارت سے بھی ہمارے لوگون
کی شرکت سے ڈرتے ہین ہم لوگ ہمیشہ اسی تدبیر مین رہتے ہین
کہ کیسی طرح اور ونکا ملک لیجیے اور ہماری نفس ہمارے قابو مین
نہ رہتی لیکن اگرچہ ہم چاہتے ہین کہ افعال بد سے محفوظ رہین لیکن
جسقدر ان حرکتون سے ہماری قوم بدنام اور بے اعتبار ہو گئی
ہے اوسقدر بسبب ہماری فوج اور قوت کی ہمارا وقار نہین بڑھا
اور ہر شخص ہندوستانیون سے ہماری مشارکت سے ڈرتا ہے
اسواسطے کہ یہ لوگ دیکھتے ہین کہ جن اشخاص نے ہم سے رسم و راہ
پیدا کی ہے سوا ذلت اور خواری کی اونہین اور کچھ نہین حاصل
بعد اسکے الٹھہ صاحب موصوف وہ معاملات بیان کرتے ہین جو
ہملوگونین اور نواب اودہ مین ہوی تھی تاکہ تنفر اہل ہند نسبت
ہمارے اور جو باتین اس تنفر کا باعث ہوئین بخوبی واضح ہو جائین
مل صاحب مورخ کہتے ہین کہ قبل اس کی کہ یہہ معاملات انگریزونین
اور نواب اودہ مین شروع ہوے وہ صوبہ بہت آباد اور سرسبز تھا

تہا اور اوسکی آمدنی بلا خرچ اور بدون ظلم نسبت رعایا کے تیس ۳۰ لاکھ
روپیہ تھی لیکن ساہوکارون نے نواب اودہ پر فوج مقرر کی اور
اوسپر طرّہ یہ کیا کہ بہت سے افسران ملکی بہی اوسپر معیّن کیے لہذا
ہمین صوبہ دار موصوف کی مصیبت اور افلاس عظیم کی باعث ہوئی
چند سال تک نواب موصوف نے اس بار کو اوٹہایا لیکن بعد اوسکے
دیکھا کہ جو آمدنی ملک پیشتر تھی اب اوسکی آدہی رہ گئی ہے اور
نو برس کے عرصہ مین قریب چونتیس لاکھ روپیہ کی اوس صوبہ
متعلقہ سرکار انگریزی سے بجبر و نا انصافی لی گئی چنانچہ لارڈ
ہیسٹنگس صاحب کہتے ہین کہ وزیر اودہ کی سرکار مین ملازمین
انگریزی کی اسقدر کثرت ہی اور اون کی اختیارات اور تنخواہین
اسقدر زیادہ ہین اور افسران کمپنی ملکی و جنگی دونون کی پنشنین
اور اور مداخلتہای بیجا ایسی بڑہی ہوئی ہین کہ اب نواب موصوف
سے نہ تو اونکی اخراجات کا بار اوٹہہ سکتا ہے اور نہ اون کی حکومت کا
تحمل ہو سکتا ہے اور ان ملازمین کمپنی نے تمام ملک کو ہم لوگون
کا دشمن اور عدو کردیا ہے اسواسطے انہون نے نواب موصوف
کی رفقا اور اور ملازمین ہندوستانی کو اون کی عہدون اور خدمتون
سے بالکل خارج کردیا ہے پس اب اگر ہم کسی سے پوچہین کہ کس
استحقاق سے اور کس قانون سے سرکار انگریزی نے اپنی ملازمین
کی نفع کے لیے وزیر اودہ پر ٹکٹ باندہا تہا تو کوئی اس سوال کو

استحقاق سے اور کس قانون سے سرکار انگریزی نے نواب موصوف کی حفاظت
کے واسطے فوج مقرر کی تھی حالانکہ نہ تو اوسے اوس فوج کے نوکر
رکھنیکا مقدور تھا اور نہ اوسکی احتیاج تھی تو اس سوال کو بھی کوئی
صاحب نہ سمجھیں گے پھر لاتھہ صاحب موصوف فرماتے ہین کہ بھلا ہم
کس منہہ سے نواب اودہ سے کہین کہ تم ہماری فوج کی احتیاج
تو نہین رکھتے لیکن اوسکی تنخواہ تمہین دینی پڑے گی لیکن لارڈ
ہیسٹنگس صاحب نے اون حالات کی مذمت پر کفایت نہ کی جو
اونھین کے عہد وزارت مین واقع ہوئی تھی بلکہ ایک حصہ اوس
فوج کا اودہ سے برخواست کر دیا جسکے بارے مین اونھون نے
خود فرمایا تھا کہ نواب اودہ کو اس فوجکی احتیاج تو نہین لیکن
اسکی تنخواہ دینے پر مجبور ہے لیکن یہہ بار نواب موصوف پر لارڈ
کارنوالیز جانشین لارڈ ہیسٹنگس صاحب نے پھر رکھدیا اور زیادتیان
بھی کین اور اگرچہ اونسے بہت کچھ عرض معروض اس بارے مین
کی لیکن لاتھہ صاحب موصوف نے ایک بھی نہ سنی پیشتر تو سرکار
انگریزی پچیس لاکھہ روپیہ سالانہ بطریق خراج کے وزیر اودہ سے
لیتی تھی لیکن یہہ مبلغ رفتہ رفتہ بڑھکر ستر لاکھہ روپیہ سالانہ ہوگیا
اور لارڈ ٹین موتھہ صاحب (جنھین سر جان شور بھی کہتے ہین)
نے اس مبلغ خراج کو اور بڑھایا اور لارڈ ولیزلی صاحب نے ۱۸۰۱ع
مین نواب اودہ کو دھمکایا کہ سارا ملک تمہارا چھین لیا جاےگا

اور اس دہمکی سے بعوض ستر لاکہہ روپیہ کے جو لاٹہ صاحب موصوف
نے سابق مین طلب کیا تہا نصف ملک اوسکا جسکی آمدنی تیرہ کرور
روپیہ سالانہ تھی لیلیا لیکن ہملوگون نے اسیقدر نواب موصوف
سے نہین لیا بلکہ ۱۸۰۱ء سے ۱۸۲۵ء تک اور تیس کرور روپیہ
اوسکی قرض کے نام سے لیا چنانچہ اس قرضہ کی بارہ مین لارڈ
ہسٹنگس صاحب فرماتے ہین کہ واقع مین یہ مبالغ نواب اودہ سے
دہمکی سے بدون اوسکی مرضی کے لیے گئے اور اس کی عوض مین ہمنے
فقط برای نام اوسے خطاب شاہ اودہ عنایت کیا اور ایسا ملک دیا
جسمین پیداواری مطلق نہین اور مثل جنگل کے ہے اس مقام پر
راقم کو ضرور ہے کہ کچہ توقف کرے اور حال ظلم و ناانصافی سرکار
انگریزی نسبت شاہ اودہ کے تمام کرے پس واضح ہو کہ سرکار
انگریزی نے نسبت شاہ اودہ کے اون ظلمون اور بے انصافیون
پر بہی اکتفا نہ کی جو سابق مین بیان ہوئی بلکہ لارڈ ڈلہوسی صاحب
گورنر جنرل نے صریحاً اوس عہد کی مخالفت کی جو سرکار انگریزی
اور شاہ اودہ مین ۱۸۳۷ء مین منعقد ہوا تہا اور صوبہ اودہ اوس سے منتزع کیا
اور عہد مذکور کی نسبت لاٹہ صاحب موصوف نے یہ تکلف فرمایا کہ
یہ عہد کسی طرح معتبر نہین ہوسکتا اسواسطے کہ ممبران کورٹ آف ڈایرکٹرز
نے بوجہ اطلاع اسکو نامنظور کیا تہا حالانکہ صاحب موصوف ان
امور واقعی سے بخوبی واقف تہے کہ عہدنامہ مذکور پر لارڈ آکلنڈ صاحب

جو اوس زمانہ مین گورنر جنرل ہندوستان تہا اور تین ممبران کونسل
کی دستخطین حسب ضابطہ ثبت تہین اور اس عہد کی استحکام کے
بارے مین گورنر جنرل موصوف نے دو خط بمہر و دستخط خود شاہ اودہ کو لکہے
تہے ایک خط ۱۸۳۹ء مین اور ایک ۱۸۴۷ء مین اور یہہ عہدنامہ اوس
کتاب مین شامل کیا گیا تہا جو ۱۸۵۴ء مین بحکم گورنمنٹ مطبوع اور
مشہور ہوئی (کتاب نیلی یعنی اودہ بلو بک ملاحظہ طلب ہے) جب یہہ
مقدمہ (یعنی انتزاع سلطنت اودہ) ۱۸۵۶ء مین ڈاکٹر ٹراورس
ٹوئس صاحب وکیل کونسلی مشہور کے متحول ہوا اور اون سی رائے
طلب کی گئی تو اونہون نے کہا کہ جہانتک مجہ سے ممکن ہوا مین نے
اس مقدمہ کے وجوہ مین بہت غور و تامل کیا اور آخر الامر مجہے
کہنا پڑا کہ گورنر جنرل ہندوستان اور ممبران کونسل بمقتضای اون
قوانین کے جنکی پابندی سب قومون کو لازم ہے کسی طرح مجاز نہو کہ
عہدنامہ مرقومہ ۱۸۳۷ء بیکار سمجہکہ منسوخ کردیتی عجیب بات ہی کہ
حالانکہ ایسی شخص ذی لیاقت اور معتمد القول کی یہ رائے ہی تاہم
ایک مورخ حال جسکی یہ کیفیت ہے کہ جیسا دس احکام
مرقومہ توریت کا پابند ہے ویسا ہی کچہ رسوم و قوانین قوم کا بہی لحاظ
رکہتا ہے بے تکلف اور بلا وسوسہ انتزاع ملک اودہ مین سرکار
انگریزی کی جنبہ داری کرتا ہی اور سرکار موصوف کی طرف سے ایسی
تقریر کرتا ہے جس سے ہنر مکر و فریب جو بعضی لوگون کے نزدیک ممدوح

سے ہے وزیر دلاور اور اودھکی دونون کی بیٹے بجاے بہرناہی مشہرکی صاحب
کہتے ہین کہ لارڈ ڈلہوسی صاحب کو اتنا اور صوبہ بھی عملداری انگریزی
مین داخل کرنا تہانہ ذریعہ فتح کے اسواسطیکہ اوس صوبہ کی حکام ہمیشہ
سے سرکار کی خیرخواہ ہین اور اوس کی لوگ ہمارے فوج مین برضا و رغبت
بھرتی ہوتے تہے اور نہ اسوجہ سے اوس صوبہ کو منتزع کرسکتی تہے
کہ کوئی مستحق اوسکا نہین باقی رہا اسواسطیکہ ہمیشہ کوئی بیٹا بہائی یا اور
کوئی شخص خاندان صوبہ دارین سے رہا جسمین حسب شرع محمدی
جمیع شرط وراثت پائی جاتی تہی اور جب تک اوس صوبہ مین ایک
بادشاہ جسکا باپ بہی بادشاہ تہا تخت نشین تہا بلکہ صرف اس وجہ سے
اوس صوبہ کو منتزع کرلیا کہ سرکار انگریزی کی یہی مرضی تہی صوبہ مشارالیہ
صوبہ اودہ ہے جو وسط ہندوستان مین واقع ہے اور چونکہ یہہ صوبہ بہت
اچہے مقام پر واقع ہے اور زرخیزی اور زراعت اور اور اوصاف خلقی
مین ممتاز ہے لہذا بڑی مدت سے ہملوگون کی نیت یہ تہی کہ اوسی منتزع
کرلین راقم کہتا ہے کہ یہ سچ ہے کہ لارڈ کارنوالیز صاحب عادل تہی
اور لارڈ ہیٹن سومہ صاحب دیندار تہی اور لارڈ ولیزلی صاحب رئیس
تہے خلاصہ یہ کہ یہ سب صاحب اچہی تہے لیکن کسی صاحب نے اپنے
غریب لاچار خیرخواہ یعنی شاہان اودہ کے بارے مین کوئی بات عقلمندی
اور عدالت اور دینداری اور ریاست کی نہین کی مسٹر ڈنڈاز صاحب
مشہور یہ لارڈ ڈیلول بہی اس کی گواہی دیتے ہین کہ ہملوگون نے حکام اوس

ضبطی سلطنت اودھ [illegible]

رؤساء ہندوستان سے بڑی بدسلوکی کی اور ۱۵ اپریل سنہ ۸۲ع کو جناب
ممدوح نے ایک تقریر پارلیمنٹ مین بیان کی تہی اور اوس تقریر مین
یہہ بہی فرمایا تہا کہ واضح ہو کہ ہندوستان مین چار ریاستین بہت بڑی
تہین اور چارون قریب قریب واقع تہین یعنی صوبجات مرہٹہ
صوبجات حیدر علیخان صوبجات نظام الملک صوبہ دار دکہن اور
صوبجات برار ہو اور ان ریاستون کے سوا اور چہوٹی ریاستین بہی ہین
جیسے صوبہ نواب ارکاٹ صوبہ راجہ تنجور وغیرہ لیکن یہ چارون
بڑی ریاستین ہم لوگون سے منحرف ہو گئی تہین اور انمین سے
دو ریاستین تو علانیہ ہمسے مخالف تہین اور دو خفیہ منحرف تہین حکام
احاطہ بمبئی نے رگہوبہ مدعی حکومت صوبجات مرہٹہ سے باین
اقرار مصالحہ کیا تہا کہ اگر بعد گدی نشین ہونے کے بعض صوبے
کمپنی کو دیدے تو ہم حکومت ملک مرہٹہ دیتے ہین اور اسی عہد کی
بناپر حکام موصوفین مرہٹہ مذکور سے جنگ پر مستعد ہوے اور تہوڑی
عرصے کے بعد حکام احاطہ بنگالہ نے بہی اسی قسم کا عہد مذکی راو
بہوسلی راجہ برار سے بہی کیا تہا باین اقرار کہ اگر چند صوبے سرکار کو
دیدے تو ملک مرہٹہ کی حکومت اوسی بخشدی جائے پس یہہ
دوہرا معاملہ ظاہر ہو گیا اور مذکی راو کے دلمین سرکار انگریزی کی
طرف سے یہہ کینہ آگیا کہ ہمسے جعلسازی اور بدایمانی کی نظام الملک
صوبہ دار دکہن کا ملک ہمارے ملک کے شمال مین واقع تہا اور

ایس صوبہ دار سے ہمین ایسی مشقتین پہونچین کہ اوسکا حال تفصیل
بیان کرنا چاہیئے ایس صوبہ دار نے چند صوبے برا این شرط کمپنی کو دیدیے
تھے کہ اونکی عوض مین ایک خراج سالانہ اوسکو دیا جاتے لیکن ہم
لوگون نے خراج معہودہ کی ادا کرنے مین قصور کیا ایس صوبہ دار موصوف
نے کہا کہ انگریز ایسی قوم ہے کہ اپنی اقرار کے پابند ہی نہین
کرتے اور نہ قواعد عدل اور عزت اور دیانت کا کچھ لحاظ کرتی ہے
لہذا ہمسی لڑنیکے لیئے اوسنے حیدر علیخان سی مدد طلب کی اسواسطے کہ
اوسے یقین تھا کہ جبتک ہندوستان مین ایک بھی زمین بھی انگریزون
کے قبضہ مین رہیگی جبتک کوئی ہندوستانی محفوظ نہین چونکہ
سرکار انگریزی کی بد انتظامی اور بے ایمانی خود انگریزون کی کلام
سے ظاہر ہوئی پس سنامین مندرجہ فرمان شاہی مرقومہ ذیل
مین کچھ تعجب اور شک کا محل نہین یہہ فرمان وزیر سلطان روم کی
سفیر انگریزی مسٹر ایبٹ انسلی صاحب مقیم قسطنطنیہ کو ارسال کیا
تھا اور ۹ فروری سنہ ۱۷۹۱ع کو مسٹر گری صاحب ممبر پارلیمنٹ نی
کاغذ مذکور اوسوقت پارلیمنٹ مین پڑھا جبکہ ممبران مجلسہ مذکورہ
جنگ روس کی بارے مین گفتگو کر رہے تھے آخر تقریر مین گری صاحب
نے کہا کہ اون شرکا نے ہماری (یعنی ترک کی) جنسی پہلے تو ہمکو
مدد کا وعدہ کیا اور بعد اوسکے دغا کی بہت سی امور ایسی کیے ہین
جسسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ ہمارے افعال سے محبت

متنفر

منتظر ہیں چاہیں آپ حضرات میری فعل پر ہنسیں چاہیں مجھی الزام
دیں لیکن مینے بڑی دوسری کرامر مذکور کی اطلاع صحیح حاصل کی ہے
اور ایک نقل اوس فرمان کی جو سلطان روم نے سفیر انگریزی مسٹر
رابرٹ اینزلی صاحب کو لکھا تھا حاصل کی ہے جس کا خلاصہ
مضمون یہہ ہے فقط

## نقل فرمان شہنشاہ روم

واضح ہو کہ پادشاہ جمجاہ روم خود ہی جنگ کرتے ہیں اور خود ہی مصالحہ
کرتے ہیں اور اپنی غلام ملازمین اور رعایا پر اعتماد کر سکتے ہیں
اور چونکہ اونکی ایمانداری اور وفا شعاری کا تجربہ کر لیا ہے لہذا اونپر
اعتبار کلی ہے لیکن یہہ وصف (یعنی وفاداری) تم لوگوں کے ملک سے
اور اور بلاد یورپ سے جو تمہارے ملک کے قریب ہیں بڑی مدت سے
جاتا رہا ہے اگرچہ اور عیسائی اپنی بات کی سچے بھی ہوں تاہم
انگریزوں کا قول قابل اعتماد نہیں اسواسطے کہ یہہ لوگ تمام بنی آدم
کو بیچتے ہیں اور مول لیتے ہیں سلاطین عثمانیہ تمہارے بادشاہ
اور تمہارے ملک سے کچھ تعلق نہیں رکھتے اور ہمنے نہ کبھی تمسے صلاح
و مشورہ کسی امر میں چاہا اور نہ تمہاری دست اندازی اور نہ تمہاری
دوستی چاہی اور ہم اپنی طرف سے کوئی سفیر یا وکیل تمہارے ملک میں
نہیں رکھنا چاہتے اور نہ تمسے رسم و راہ اور خط و کتابت رکھنی ہمیں
منظور ہے پس تم لوگ کیوں چاہتے ہو کہ ہمارے پادشاہ روس سے

درمیان مین پڑو اور کیا وجہ ہی کہ تم چاہتے ہو کہ سلطنت اہل اسلام
کی کوئی خدمت کرو حالانکہ تم ہمین کفار کہتی ہین ہم نہ تمہاری دوستی چاہتے ہین
نہ تمہاری مدد اور ہمین یقین ہے کہ تمہارا وزیر جبکو تم ایسی تعریف
کرتے ہو کوئی بات جعلسازی کی مدنظر رکھتا ہے یا تمہاری قوم کی
خوش کرنیکے لیئے کوئی تدبیر ظلم کرنیکی سوچتا ہے اور ہمنی سنا ہے کہ
تم لوگ بڑے بیوقوف اور بدذات اور کمینے اور بندۂ زر ہو اور ہمین یہ صحیح
خبر پہونچی ہے کہ حرص و طمع تم مین بڑی صفت ہی اور تم اپنے خدا
کو بیچتے اور مول لیتے ہو اور تمہارا خدا زر ہے اور تمہارے وزرا بلکہ
تمہاری سب قوم بس جو کچھ سمجھتے ہین تجارت کو سمجھتی ہین پس تم
چاہتے ہو کہ شاہ روس کے ہاتھ ہمین بیچ ڈالو لیکن ہمین یہ امر منظور
نہین ہمین خود ہی شاہ موصوف سے معاملہ کرنے دو اور چونکہ
حق تعالی نے ہمارا رشتۂ خوش قسمتی دراز کیا ہے لہذا ہمین واجب ہے
کہ اوسکی رضا پر راضی رہین اور جو خدا اور اوسکے رسول نے فرمایا ہے
ضرور ظہور مین آئیگا آگاہ ہو کہ سلاطین عثمانیہ مکر و حیلہ نہین جانتے
بلکہ نفاق و مکر تم نصاری ہی کی اخلاق مین داخل ہے ہم بادشاہی
قول مین ایمانداری اور دیانت اور صفائی کو عیب نہین سمجھتے اور اگر
ہم جنگ مین مبتلا ہوتے ہین تو رضائے الٰہی پر راضی رہتے ہین اور
یہ جانتے ہین کہ جو ابتدا مین ہماری تقدیر مین لکھا گیا تھا وہی ہوگا
ہم بڑی مدت سے شان و شوکت سے بسر کرتے چلے آتے ہین اور

تمام بادشاہان روی زمین سے اولی اور افضل ہین اور ہم تحریر کرتی ہین
کہ تم تمہارے مدت سے کفر و نفاق اور ہر قسم کی بدی اور ریاکاری پر قائم
رہکر غالب ہوتے چلے آتے ہین ہم رب العالمین کی عبادت کرتے ہین
اور محمدؐ کا اعتقاد کرتے ہین لیکن تم لوگ نہ اوس خدا کا اعتقاد رکھتے
جسکی عبادت کا بہانہ کرتے ہو اور نہ اوسکے بیٹے کا عقیدہ رکھتے ہو جسکو
تم اپنا خدا بھی کہتے ہو اور اپنا پیغمبر بھی جانتے ہو بھلا ایسی قوم کفار پر
کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے اپنی تمام اوضاع اور اطوار سے جو تم ایک
دوسرے کی نسبت کرتے ہو تمنے راستی اور نیکی نکال ڈالی ہے اگر تمکو
ہماری بات کا یقین نہ ہو تو دفتر شکایات اور اقرارات اور اظہارات
جملہ سلاطین ماضیین نصاری جو آپسمین جدال و قتال کرتے تھے
دیکھ لو اور اگر تم وہ دفتر دیکھوگے تو تمہین معلوم ہو جائیگا کہ تمام سلاطین
مذکورین نصاری کفر و زندقہ مکر و فریب ظلم و جور نا انصافی اور عہد شکنی
مین مساوی تھے بھلا کسی ترک نے بھی کبھی اپنے عہد یا اقرار کا ایفا
نہین کیا بلکہ ہمیشہ ترک نے اپنی بات کو پورا کیا بھلا کسی بادشاہ نصرانی
نے بھی کبھی کسی عہد کا ایفا کیا ہے بجز اوس اقرار کے جو اوسکی حرص
و طمع کے موافق تھا نہین کسی بادشاہ نصرانی نے آج تک
عہد کی وفا نہین کی پس کیونکر تم لوگ گمان
کرتے ہو کہ ہم تمہارا اعتبار کرینگے حالانکہ
سچ تو یہہ ہی کہ اس زمانہ مین تم ایسے قوم ہو کہ تمہارے سے انتظام ملکی

بالکل مکر و فریب بھرا ہے اور تم مین ذرا بھی نیکی نہین کہ بندوبست
ملک مین تمہین ہدایت کرے آگاہ ہو کہ شاہنشاہ اعظم روم تمہاری
بادشاہ سے رسم و راہ ظاہری نہین رکھتے اور نہ اس امر کی اونکو
ضرورت ہے اور نہ وہ اس امر کو چاہتے ہین اگر تم چاہتے ہو کہ اس
ملک مین بطور ایک گوئندہ کے رہو یا بقول تمہارے مثل
ایک سفیر کے اپنی بادشاہ کیطرف سے تو تمہین اجازت دی گئی کہ اور
سفیران قوم نصاری کیساتھ رہو بشرطیکہ تم اپنے چال چلن درست
رکھو لیکن ہم نہ تو تمہاری سوداگری چاہتے ہین نہ اعانت بحری اور نہ
تمہارا مشورہ اور نہ تمہارا درمیان مین پڑنا ہمین مطلوب ہے مجھی (یعنی
وزیر شاہنشاہ روم کو) حکم نہین کہ تمہارے پیام مدد کا شکریہ ادا کرون
اسواسطیکہ دیوان شاہی اس امر کو تملوگون کی نسبت بیہودہ
تصور کرتا ہے اور نہ مجھے حکم ہے کہ تمہارے پیام اعانت بحری کا شکریہ
بجا لاؤن اسواسطیکہ ہمارے بادشاہ نے کبھی وہم و گمان بھی
نہین کیا کہ تمہارے جہازون کو اپنے دریاؤن مین آنے کی اجازت
دے نہ تم جانتے ہو اور نہ تمہین اسکی مطلب ہے کہ تمہین شاہ روس
سے کیا کرنا چاہیئے اور ہم چاہتے ہین کہ اپنے مقدمات کو بادشاہ
موصوف سے اوسطرح انجام دین جسطرح ہمارے واسطے اور ہمارے
قوانین ملکی کے لیئے مناسب ہو اگرچہ تملوگ تمام نصاری مین
بدتر اور شریر تر نہین ہو جیسا کہ لوگ تمہاری نسبت گمان کرتے ہین تاہم

اسمین شک نہین کہ تم غرور اور خود بینی اور گستاخی اور بے ادبی مین
سب نصاری سے زیادہ ہو اسواسطے کہ تم کہتے ہو کہ ہم ایسی سلطنتِ عظیم
روس سے اور تم سے (یعنی شاہ روم سے) تمہاری مرضی کی موافق
مصالحہ کرا دینگے تم اور بعض اور نافہم نصاری یہ خیالِ خام رکھتے ہین
کہ ہم ہی حکومت کے لائق ہین حالانکہ ہم یہ بات خوب جانتے
ہین لہذا یہ گستاخی تمہاری ہمارے نزدیک تمرد اور سرکشی و رندا
بیجا مین داخل ہے اور دیکھ لینا کہ یہ گستاخی تمہارے ہی ملک مین
تمہارے مشورون کو ذلیل کردے گی اور اور ملکون مین تمہاری
صلاح کو قابل توجہ و لحاظ نہ رکھے گی چہ جائیکہ شاہِ روم کہ وہ تمہاری
مشورون کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے اسواسطے کہ جب اونکے وزرا نے
تمہاری صلاح کو سُنا اونہین فوراً معلوم ہوگیا کہ یا تمہاری نیت مین
فساد ہے یا تم کچھ نہین جانتے آگاہ ہو کہ بندگانِ عالی شاہنشاہِ روم
اوس قوم کی تدبیرات اور سرکشی سے اپنے ملک کو کیونکر محفوظ سمجھ
سکتے ہین جو قوم کہ اپنی ہی رعایا و برایا سے ایسی ایسی مکر و فریب
کرتی ہے لیکن یہ امر کچھ تمہین پر منحصر نہین بلکہ کل بادشاہانِ نصاری
کا یہی شعار ہے کہ اپنی رعایا کو روپیہ کیواسطے ایک دوسرے کے
ہاتھ بیچتے ہین اور ہمین خبر صحیح پہونچی ہے کہ جو معاملہ تم سلاطین
نصاری مین آپس مین ہوتا ہے اوسی بادشاہ کے مفید ہوتا ہے
جو رشوت زیادہ دیتا ہے وزراءِ سلطانِ عثمانی نے اکثر بادشاہانِ

یورپ کے مشورے سے لیکن جب اون مشورون پر عمل کیا دغا
یا فریب یا نقصان اوٹھایا پس تم لوگ شاہنشاہ روم اور شلو دریا
مین مصالحہ کرانے کا ہرگز قصد نہ کرو اس واسطے کہ ہم خوب جانتے
ہین کہ تمہارا یہہ ارادہ ہی کہ سب بنی آدم کو پریشانی اور انتشار
مین ڈالو اور بعد ازان اپنے فریب سے خود ہی منتفع ہو ہمین تمہاری
تجارت کی کچھہ احتیاج ہی نہ خواہش اسواسطے ہمارے تاجر تمہارے
مکر و فریب سے تباہ ہوگئے تمہارا مذہب زر ہی اور کچھہ نہین اور
تمہارا خدا فقط حرص جاہ ہے اور مذہب عیسائی جو تم رکھتے ہو
تو یہہ فقط دہوکے کی ٹٹی ہے اور تمہاری ریاکاری اور بدبختی کو
ہم پاتی ہوے ہی آگاہ ہو کہ اب ہم کوئی عرض تمہاری قبول نکرینگے
ہمارا حکم دیتے ہین کہ اس حکمنامہ کا جواب نہ بھیجنا فقط اب راقم
چاہتا ہی کہ اس باب کے آخر مین چند عبارتین ایک کتاب مسمی
لاٹرکوئی الکیول مصنفہ ابی سینے مطبوعہ سنہ ۱۸۵۵ع سے نقل کرے
واضح ہوجائے کہ قلوب اور افعال اہل اسلام پر احکام قرآن کا کیا
قوی و نافع ہے

## صدق و دیانت اہل اسلام

بازارہائی عظیم الشان مین سب قومون کے لوگ اور جملہ اشیا جنس
ترکستان (یعنے روم) جمع ہین اور انکی مشاہدہ سے راقم کو اسقدر
ہاتہہ آیا کہ بعض اوصاف عثمانلی (یعنے ترک) اونکی قیافہ سے دریافت
کرکے بیان کرے سبحان اللہ دیکھئے کس تہذیب سے

وہ ترکی بھی ایکے معنی اپنے ہیں یعنی تجارتی اور یونانی کو سب بتایا ہے اور جو خود البتہ تاجر کو وقت ملے
گذرتا ہے اوسی پر ہو کے جاتی ہیں اور اس طرح اوس کے پاس ہیں
کہ ہمیشہ کانی کتابیں انگلش سکتے کتابیں (یعنی اوس تشریف لائیے) اور وہ
دوکاندار رسان رسان شتب پتیا جاتا ہے اور اگر کسی چیز کی قیمت
پوچھے تو بڑی تہذیب اور فصاحت سے یہ جواب مختصر دیتا ہے
[illegible] (ایک روپی سکہ ہے) کی پچاس اور اگر کوئی شخص
اوس ملک کی عادات سے نہیں واقف ہوتا اور سودا چکانے
لگتا ہے تو وہ دوکاندار اوسکے جواب میں رسان سے اپنا سر ہلا دیتا ہی
اور پھر شتب پینی لگتا ہے اور چاہے کوئی شخص کیسی ہی تکرار
کرے لیکن وہ اپنی قیمت سے ایک حبہ کم نہیں کرتا لیکن جو دوکاندار
یہودی یا عیسائی ہیں اون کی یہ کیفیت نہیں بلکہ یہ دوکاندار
سو یا ستر سے اسی اور اسی سے ساٹھ اور ساٹھ سے پچاس
بلکہ اس سے بھی کم تک اسباب کی قیمت گھٹا دیتے ہیں اور اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی ارمنی دوکاندار کو جتنی قیمت اوسنے کہی ہو
اوس کی نصف دیجیے اور یونانی دوکاندار کو اوس کی قیمت
کا ثلث دیجیے اور یہودی دوکاندار کو ربع ہی دیجیے تو راضی
ہو جاتا ہے لیکن اگر کسی مسلمان دوکاندار کا اسباب کوئی شخص
خریدنا چاہے تو اوسے چاہیے کہ جو قیمت وہ مانگے اوسی پر
راضی ہو جائے اسواسطے کہ چونکہ کوئی شخص عثمانی کی
بات میں فرق نہیں ڈال سکتا لہذا وہ (عثمانی) بھی اور کسی

قول پر یقین کرتا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص قسم کھاکے کہ فلان
بات سچ ہے تو وہ یقین کرلیتا ہے ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ ایک
افسر انگریزی کچھ کپڑا خریدنے بازار گیا اور دوکاندار سے وہی
کپڑا مانگا جو اوس افسر کے دوست نے کل لیا تھا لیکن اوس
دوکاندار پاس اوس کپڑے مین سے کچھ نہ بچا تھا [illegible]
اور ایک دوکاندار پاس گیا اور اوس سے [illegible] قیمت سے زیادہ
طلب کیا جس قیمت کو اوس کے دوست نے وہ کپڑا لیا تھا
پس اوس افسر نے اوس بزاز سے اس امر کی شکایت کی
اور اوس کپڑے کا نمونہ اوسے دکھایا اوس بزاز نے
پہلے تو اوس نمونہ کو خوب جانچا اور دیکھا کہ آیا یہہ
کپڑا بھی ویسا ہی ہے جیسا میرا کپڑا ہے اور بعد اسکے
اپنے گاہک سے کہا کہ تم قسم کھاؤ کہ اس کپڑے کی
کیا قیمت دی ہے پس وہ افسر حیران ہوا کہ دیکھیے اس سے
کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور آخر قسم کہا بیٹھا اوس کی قسم
کہاتے ہی بزاز نے اوسی قیمت کو اپنا کپڑا بیچ ڈالا حقیقی قیمت
اوس انگریز نے کپڑے کی تھی پھر [illegible] صاحب مصنف
کتاب مذکور لکھتے ہین کہ حقیقت مین جب شخص مین ایسی پابندی
اپنی وضع کی اور ایسی عظمت اور تہذیب دیکھتا ہون [illegible]
بہت خوش ہوتا ہون لیکن نہین معلوم کہ [illegible]

دوکاندار خریدار کی ... سے زبردستی اسقدر ذلیل و حقیر کیون بنجاتا ہے لیکن [illegible]
گئے روم مین یہہ امتیاز دوکاندار اور خریدار مین نہین ہوتا بلکہ اوس ملک کے
لوگونکا یہہ حال ہی کہ دوکاندار کو اپنی چیز کے بکنے کی کچھہ پروا نہین ہوتی بلکہ اگر اپنی
ہم پیشہ کو اپنے نسبت زیادہ سرسبز پاتا ہے تو حسد نہین کرتا اور کہتا ہی کہ خیر کیا
مضائقہ اگر آج اوسکا مال بکا تو کل میرا مال بکیگا بکنے کے باری سے اور جب کو
دوکاندار [illegible] کی آواز سنتا ہی تو اپنی دوکان مین رکوع و سجود مین مشغول ہو جاتا ہے
اور حالانکہ لوگ اوسکے آگے سے آتے جاتے ہین لیکن اوسے کچھہ خبر نہین ہوتی اور اس خضوع
و خشوع سے نماز پڑھتا ہے کہ گویا کہ صحرا مین کھڑا ہے اور بعضے دوکاندار اذان
سننے کی ساتھہ ہی اپنا اسباب راہگیرون کے ایمان پر چھوڑ کر سب کے قریب کی
مسجد مین چلے جاتی ہین اس دارالسلطنت وسیع یعنی قسطنطنیہ مین سال بہر
مین چار چوریان بہی نہین ہوتین حالانکہ یہان کے تاجرون کی یہہ عادت
ہے کہ اوقات مقررہ نماز پر اپنی دوکان چھوڑ کر مسجد کو چلے جاتی ہین اور
لوگونکے گہرونکے دروازے فقط رات کو ایک کاٹ کی بلّی سے بند ہوتے ہین
لیکن کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ پیرا اور گلاٹہ مین جہان فقط نصاری رہتے ہین
نہین چوری اور خون نہ ہوتے ہون اتا سو فقط راقم کہتا ہے کہ قسطنطنیہ کیا موقوف
بلکہ تمام ملک روم کے لوگ ایسے ہی ایمان دار ہین چنانچہ تہوڑی عرصہ کی
بات ہی کہ ایک سیاح انگریز نے مہتمان اخبار ڈیلی نیوز کو ایک چٹھی لکھی
جسمین وہ لکہتا ہے کہ کل مینے ایک دہقانی باشندہ صوبہ بلگیریا کی [illegible]
کہ یہ کوئی ناک اپنا اور اپنے [illegible] کا اشیا [illegible] بہیجنے کی [illegible] ہین [illegible] تہی

چاہتا تھا کہ تھوڑی سی پال بہی اوپر اپنے رفیق کے سینے لیئے اون کہ اتنی مین ایک ترک
سے زیادہ کوئی شخص خلیق نہوگا آیا اور کہنے لگا کہ مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون
تا سفنے کو ساتھ ہی اوس دہقان نے بیل گاڑی سی کہولی اور بیچارا اسباب
سڑک پر ڈالدیا اور جب مینے دیکھا کہ وہ گاڑیبان خود ہی چلا جاتا ہی تو مینے
کہا کہ کسی شخص کو اسباب پاس ضرور رہنا چاہئے پس اس [illegible]
متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ کسی شخص کی یہان رہنے کی کیا ضرورت ہی لیکن
مینے کہا کہ میری اسباب کی حفاظت کے لئے اوس مرد مسلمان نے کہا کہ حضرت
آپکا اسباب ایک ہفتہ تک دن رات یہین پر پڑا رہے تو کوئی اسمین
ہاتھ نہ لگائیگا پس مینے اوس قول پر عمل کیا اور جب مینے مراجعت کی تو
اسباب بجنسہ پایا پس ملاحظہ کیجئے کہ سپاہ ترک کی ہمیشہ وس راستہ
آمد و رفت رہتی تہی لیکن کسی شخص نے اوس اسباب کو چھوا تک نہین پس
بہتر ہی کہ یہہ قصہ عیسائیون کو لنڈن مین منبرون پر سنایا جائے اور اگرچہ بعض عیسائی
خیال کرینگے کہ ہم خواب دیکھتے ہین یعنی اس قصہ کا اعتبار نکرینگے لیکن
ہمین لازم ہی کہ خواب غفلت سی بیدار ہون اور اس قصہ کو بگوش ہوش
سنین پس اثم کہتا ہی کہ اس ملک یعنی روم کے حمالون کی دیانت ہمارے
ملک کے مزدورون کی دیانت سی زیادہ اعتبار کرنا چاہئے اسواسطے کہ اکثر اسباب کو
پہلے محلہ گلاٹا کے دوکانون سے جہازون پر لیجاتے ہین اور یہہ نہین سنا
ہی کہ کبھی ایک تہیلا بہی کم ہوتا یہہ سچ ہی کہ تمام قوم ترک امانت داری
دیانت مین ضرب المثل ہے اور اسیوجہ سے یہہ امور ان لوگونمین اور بہی ایسا ہو گیا ہی

چنانچہ نقل ہے کہ ایک تاجر بنگالہ سے ... کو راجعت کرتا تھا اور اوسکے پاس ایک تھیلی روپیہ اشرفی کی تھی جب وہ تاجر توپ خانے کے لنگرگاہ مین جہاز سے اوترنے لگا اتفاقاً وہ تھیلی شگافتہ ہوگئی اور روپیہ ساری لنگرگاہ مین پہیل گیا اور اوسمین سے کچھ روپیہ سمندر مین بہے گر پڑا ست لوگ وہانکے اوس روپیہ کو سڑک سی سمیٹ ... اور بعضے تو روپیہ نکالنے کو سمندر مین کود پڑی اور وہ تاجر بیچارا ابھی تاریک ... کے اونہین کے ساتھہ ڈوبا پھر تھوڑا اتی میت اوسنے دیکھا کہ جہان جہان لوگ وہ روپیہ پاتے ہین اوسے تھیلے مین جمع کرتے جاتے ہین پس یہہ دیکھنے بہی پہر اوس ... جہان ... پہان اگے اور ایک حمال نے اوس تھیلے کو اوٹھا لیا اور اوس تاجر کے ساتھہ اوسکے گہر پہنچایا جب وہ سوداگر گہر پہنچا تو حمال کو مزدوری دیکر جلدی جلدی اپنا روپیہ گننے لگا اور دیکھا کہ ایک روپیہ بہی کم نہین فقط

## رحم و سخاوت اہل اسلام

واضح ہو کہ ترک وجوہ مرقومہ ذیل سے مذہب عیسائی کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہین اور ہم لوگون نے احکام مذہبیہ کی بجا لانےمین غفلت اور تساہل اختیار کیا ہے تاہم ہم لوگون نے وہ امور دنیوی اختیار کیے ہین جو امور ضروریہ مذہبی مین مخل ہین تا لیکن ہم لوگ ذلیل ترین مطالب کے انجام دہی کے لیے بلا تکلف اپنی مذہب سے دست بردار ہو جاتے ہین پس انہین وجوہ سے وہ لوگ یورپ کو ملک کفار کہتے ہین اور جب ہمارا ذکر کرتے ہین تو لقب ملحد (یعنی بے ایمان) جو لفظ کافر کے ساتھہ شریک کر لیتے ہین لکن یہہ تذلیل تحقیر اسکا باعث نہین ہوئے کہ وہ لوگ ہم پر ظلم کرین چنانچہ اس رسالہ مین راقم نے اکثر مقامات

پر بہت سی نظروں سے ثابت کیا ہے کہ ظلم و تعدی درباب مذہب جن عیوب سے ترک
متہم کیے گئے ہیں جہلا اور عوام الناس اہل اسلام سے بھی ظہور میں نہیں آتے چہ جائیکہ
علما و مخصوص اسلام جسطرح دنیا میں کوئے جبر عثمان لیے سی اوسکا مذہب
نہیں ترک کرا سکتے اوسیطرح وہ یہہ نہیں چاہتا کہ کسے کی دین میں مخل ہو اور
اگر کوئی شخص کسی ترک کو خوش کری اور اوسے محبت پیدا کری تو وہ کہتا ہے کہ
خدا تیرا انجام بخیر کرے اور اس قول سے اوسکی یہہ مراد ہی کہ خدا تجھے توفیق دی
کہ تو مسلمان ہو جائی بس اسیقدر ترک مذہب کے باب میں کر سکتا ہی اور اسسے زیادہ
کرنا اوسکے نزدیک ملک خدا میں بدعت کرنا ہی علمائی اسلام کا یہہ قول ہے کہ تقلیب
قلوب خدا کا کام ہی اور انہیں علما کا یہہ بھی مقولہ ہے کہ ہر شخص سے نیکی کرو اور جہلا
سے محبت نکرو (واضح ہو کہ) ملک روم میں مذہب کے باب میں کبھی ظلم و تعدی نہیں ہوے
بلکہ جو شخص ظلم نصاری سے وہاں بہاگ آتا ہی تو وہاں کے لوگ اوسے پناہ دیتے ہیں اور اگر
اس بات میں کسیکو شک ہو تو تواریخ میں دیکھلے چنانچہ تواریخ سے ثابت ہوتا ہے
کہ پندرہویں صدی عیسوی تک ہزاروں بنی اسرائیل ملک اسپانیہ اور پرتگیز سے
نکالدیے گئے اور آئے ملک روم اونہیں پناہ ملے اور اسی ملک میں چار سو برس
تک اونکی اولاد و احفاد مامون و محفوظ رہی سوا اون لوگوں کے جو ایسی مقامات پر رہتے
تھے جہاں ظلم و تعدی نصاری سے خصوصاً فرقہ ضلالت شعار رومن کیتھولک سے اونہیں اپنے
حفاظت و حراست کرنی پڑی چنانچہ اتنک تہسلنیقس پای تخت یونان میں ظلم
نصاری سے یہہ کیفیت ہی کہ جبتک الیٹزر یعنی مسیح علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہو کر آسمان
پر سے چلے جانیکا جشن رہتا ہے جبتک کوئی یہودی گھر سے باہر آنیکی جرأت

نہیں کرتا لکن روم میں یہہ حال ہے کہ اگرچہ بنی اسرائیل ہمیشہ نصاریٰ سے اذیت اور
ذلت اوٹھاتے ہیں تو اوس ملک کے حکام اگر اونکو کچھہ نہیں کر سکتے تو اونکی خیر بہتیرے بچانے
کی تو سعی کرتے ہیں ممالک ماسوا وسیعہ سلطان روم میں ہر مذہب اور ہر قوم
کے لوگ برابر ہیں یہہ سچ ہے کہ مسجدیں گرجا اور سینا گوگ معبد یہود بلند ہوتے
ہیں لیکن نصاریٰ اور یہود کو اونکی عبادت سے مخالفت نہیں کرتیں لکن قسطنطنیہ
اور شہر کے روم میں کیتھولک (نصاریٰ قدیم) سقدر ظلم نہیں کرتے اسقدر پارس لینیس اور
یہہ دو شہر ملک فرانس میں ہیں) کے لوگ تعدی کرتے ہیں اور مثل اور نصاریٰ کے
کے نصاریٰ روم میں اب کوئی قانون نہیں کہ رسوم ظاہری مذہبی کی تاکید کرتا ہو لکن
مگر خدا کو گرجا میں بند کر کے بلکہ وہان یہہ دستور ہے کہ جب مردی کو خواب گاہ
عدم کو لیجاتے ہیں تو سب پادری صف بستہ شمعین لئے ہوئے اور خدا کی تعریف
گاتی ہوئے اوسکے تشییع کرتے ہیں اور یوم ولادت مسیح کو سب پادریان پیرا اور
صف بستہ چلتے ہیں اور اونکے آگے خاص صلیب یا علم مسیح ہوتا ہے اور اونکی ہمراہ
ایک دستہ سرکاری سپاہیونکا ہوتا ہے جو خود ترکون کو راستہ سے ہٹاتے
جاتے ہیں تاکہ پادریونکی جماعت بسہولت گذر جاوے لکن اب اگر کوئی صاحب
راقم سے کہیں کہ پادشاہان فرانس اور روسیہ یا نصاریٰ بلاد مشرقی کے حفاظت
کرتے ہیں اور شاہ روم نصاریٰ یونان کے حراست کرتے ہیں اور شاہ
انگلستان نصاریٰ فرقہ پراٹسٹنٹ کے نگہبانی کرتے ہیں تو راقم اونکے جواب
میں کہیگا کہ مسلما ایسا ہی ہے لکن ہم پوچھتے ہیں کہ بیچارے یہودیونکو کون
بادشاہ عیسایے بچاتے ہیں دو تین برس کا عرصہ ہوا کہ ایک یہودی نے خنجر والا

حاکم موصوف پاس پکڑ آیا اور راوی کے نسبت یہہ تہمت کی گئی کہ آنحضرت صلعم کو دشنام
دی ہی اور اس امر سے سب لوگون مین تہلکہ سا پڑ گیا جب حاکم موصوف نے
وہ الفاظ دشنام سنی جو یہودی متہم کیطرف منسوب کیے گئے تہی تو وہ بڑی کراہت
سے یہہ کہتا ہوا پیچہے ہٹا کہ یہہ غیر ممکن ہے کہ کسی شخص نے ایسی کلمات
کہے ہون اور اسیوقت اوسپر غضب خدا نہ نازل ہوا ہو پس ہم نہین یقین
کر سکتے کہ یہہ خچر والا اس گناہ کا مرتکب ہوا ہے اور یہہ غیر ممکن ہے
کہ ایسے شخص کو سزا دون جسے خدا نے عذاب نہ کیا ہو یہہ قصہ رحم و عفو
اہل اسلام کے کیا عمدہ نظیر ہے لکن تعجب ہے کہ کتنے اشخاص اہل
فرانس مین سے اخبارات آسبرگ گزٹ اور ٹائمس انبزرور کے بنا پر یقین کرتے
ہین کہ اہل روم ہر روز نصاری پر ظلم اور عقوبت کرتے ہین اور وہ لوگ یعنے
اہل فرانس شعرا اور ظرفا کے قول پر یقین کرتے ہین کہ سلطان روم
نے سر دربار ایک رومال سے اپنے جاریہ معشوقہ پر پہینکا اور عورتون کو زندہ
کپڑے مین سلوا کر باسفورس مین ڈبوا دیا واضح ہو کہ شاہنشاہ روم نے جب
قواعد عفو و درگذر سے عدول کیا جبکہ اونہون نے دیکھا کہ اسے عفو شاہی
کے پردے مین لوگ مذہب کے بارے مین زیادتیان کرتے ہین اور انکی
نیتون مین اور مقدمات سلطنت مین فساد پڑتا ہے راقم کہتا ہے کہ فقط
فرقہ گزارشت جو شایع ہین نہ ملک روم مین آئی ہے اپنی کام کو خوب سمجہے
اور اونہین مین سے کر باور کے جو لک پوشت ہین منتشر ہین در حقیقت صرف
وعظ کا ثمرہ حاصل کرتے ہین اور حکام روم ان پادریون کو وعظ سے

منع نہین کرتے بلکہ اونکی نیت خالص سمجھکر اس امر مین اونکی تائید کرتے ہین
کیا ہے شخص (جسکا ذکر ذیل مین ہے) متمول تہا اور ترک شیعہ کیا کہ سلطان روم
کے ... کا بندون مین سے تھے جاسپ ... مذہب جو ۱۲۲۰ع مین مدرسہ
بیتھے پہ اشراف خیری کو دیا گیا تہا اور بعد ملاحظہ مدرسہ مذکورہ مدرسین
کو ایک خلعت فاخرہ بہیجا کہ جو طالب علم غریب ہو اور اس انواع کے لیاقت ...
... کو ... کیا جاوے تمام اہل لوگون کے نزدیک کسی شخص کی ... کرنا
سب فرائض پر مقدم ہے چنانچہ بابی شاعر ترک نصیحت مین اپنی بیٹی سے کہتا ہے
کہ ہمیشہ اپنا دروازہ درویش اور غریب کی لیے کہلا رکہ اسواسطے کہ یہ آخر خانہ کو
جنت مسجد مین ... اور ہمیشہ زکوۃ دینگے اور متواتر ... خانہ کعبہ کی زیارت
ترسیند ہی ترکون کے نزدیک خیرات اور مذہب مین کچھ فرق نہین اور جو شخص
زکوۃ دینی مین قصور کرتا ہی اوسنی فقط فرضیہ مذہبی کے بجا لانے مین تساہل نہین کیا
بلکہ فقط اسی واجب کے ترک کرنے سی اسلام سے خارج ہوگیا اسواسطے کہ زکوۃ
حج روزہ ماہ رمضان نماز اور اقرار رسالت نبی مذہب یہ پانچ چیزین اصول ...
دین اسلام مین راقم نے کے مقام پر بیان کیا ہے کہ سخاوت اور خیرات کی
اہل اسلام مین کچھ حد نہین اور اونکے نزدیک خیرات دینی مین فرق مذہب
بلکہ بغض و عداوت ذاتی کا بھی نہ خیال کرنا چاہیے اور ان لوگون سے
سخاوت اس درجہ کو پہنچی ہی کہ تمام اسباب خانہ دیدیتی ہین جیسا ...
... مین خیرین ... ترک کر دیتے ہین اور یہہ لوگ فقط قصبون مین
غربا و مساکین کے خبرگیری نہین کرتے بلکہ تمام شاہراہون پر عوام الناس

اور شرفاء اہل اسلام نے از راہ سخاوت مسافروں اور غریبوں کی پرورش
اور حفاظت کے لئے اسباب مہیا کیے ہیں اور یہہ اسباب فقط آدمی ہی کے واسطے
نہیں مہیا کیے گئے ہیں بلکہ حیوانات کے لئے بھی عبارت مذکورہ بالا میں مسٹر
ای سیلینی صاحب قسطنطنیہ کے جنگلی کتوں کی بابت میں کہتے ہیں کہ چونکہ یورپ کے
لوگوں نے جو بالفعل اس شہر میں مقیم ہیں ان کتوں کو نکالدیا ہے [illegible]
بعید ترین محلات شہر میں بھاگ کر چلے گئے ہیں اور وہاں ان کچھ لوگ ایسے
اونہیں مل گئے ہیں کہ ہر روز صبح کو اونہیں کھانا دیتے ہیں اور جب اونکی مادئیں
بچے دیتی ہیں تو اونکی بھی خبر گیری کرلیتے ہیں اور اونکے بچوں کو بچاتے ہیں کہ جاڑے
میں ٹھٹھر کے مر نجائیں بلکہ وہ لوگ اسقدر انسانیت کرتے ہیں کہ ان کتوں کی
پرورش کے لئے جائداد چھوڑ جاتے ہیں یہہ سچ ہی کہ عثمانی لوگ کتے کو مثل سور
کے نجس جانتے ہیں اور چونکہ کتے کے رہنے سے اونکی طہارت شرعی میں فتور ہوجاتا
لہذا اوسے اپنے گھر میں نہیں رکھتے لکن اپنے محلہ کے کتوں کی خبرگیری اپنے اوپر فرض عین
سمجھتے ہیں (واضح ہو کہ) آنحضرت صلعم نے سخاوت کا حکم فرمایا ہی اور اس نیکی کو اور
سب نیکیوں پر مقدم فرمایا ہی اور سخاوت بھی کیسی کہ جسمیں حیوانات بھی
داخل ہیں خلاصہ یہہ کہ راقم کے نزدیک یہہ ہے کہ جیسی انسانیت و مروت
رکھتے ہیں وہ ترکوں میں پائی جاتی ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس قوم سے زیادہ
جیسی عیسائی جاہل و وحشی سمجھتے ہیں کوئی اور قوم بھی صاحب مروت ہو

## حصہ سوم جوابات اتہامات نسبت آنحضرت صلعم

باب اول واضح ہو کہ جتنے اتہامات آنحضرت صلعم کی نسبت کیے گئے ہیں اون سب کا خلاصہ

چار تہمتین مرقومۂ ذیل ہین تہمت اوّل آنحضرتؐ نے ایک نیا اور جھوٹا مذہب
جسمین [illegible] رواج دیا حالانکہ یہہ مذہب آپ ہی نے اپنی شہوت نفسانی کی
تسکین کے لئے ایجاد کیا تہا تہمت دوم آنحضرتؐ نے اپنے مذہب کو بزور شمشیر رواج دیا
اور اسیواسطے لاکہا آدمیونکو ناحق قتل کیا اور لاکہا کو مصیبت و تکلیف مین مبتلا کیا
تہمت سوم قران مین بہشت کو اوصاف شہوانی اور نفسانی سے متصف کیا ہے تہمت چہارم
تعدد ازواج کو جائز کر کے اپنی آنحضرتؐ نے عیاشی اور بدفعلی کی جرأت دلائی فقط جواب
تہمت اوّل راقم کہتا ہی کہ اکثر حالات آنحضرتؐ سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ فتح مکہ سے پہلے
بری تہے اور خاص کر کے اس امر مسلم الثبوت سے کہ حالانکہ آپ کی حیات مین آپ کا مذہب
قائم ہو گیا تہا اور حکومت غیر محدود رکہتے تہے لیکن کبہی اس حکومت سے منتفع نہین ہوے
اور کبہی اپنی شوکت و حشمت نہین چاہی بلکہ آپ کے اطوار و عادت مین جو سادگی
اور بے تکلفی ابتدا مین تہی ویسی آخر عمر تک ہی آپ مین برابر باقی رہا کہ آنحضرتؐ نے یہہ مذہب
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین کے لئے ایجاد کیا تہا اس کا جواب یہہ ہے کہ چونکہ جب آپ
مبعوث ہوے تہے اوس زمانہ مین تمام عرب مین ازواج کی کوئی حد مقرر نہ تہی
لہذا یہہ بات خلاف قیاس ہے کہ آپ ازواج کی ایک حد معین کر دیتے درحالیکہ
اپنی شہوت نفسانی کی تسکین مقصود تہی علاوہ ان سب امور کے یہہ دلیل بہی آنحضرتؐ
کی برأت کی ہو سکتی ہی کہ باوجودیکہ مثل اپنے اہل وطن کے عورتون کی محبت آپکی
طبیعت مین داخل تہی لیکن کبہی اپنے تئین ازراہ تصنع عیوب انسانی سے بری
نہین کیا بلکہ برخلاف اسکے فرمایا کہ مین ایک بشر ہون مثل تمہارے اور داؤد پیغمبر
اور بادشاہ کی نسبت جنکے بارہ مین توریت مین لکہا ہی کہ یہہ شخص خدا کے

دل کا ہو (یعنے خدا کو پسند ہی) آنحضرت ایسے ہین جیسا وہ شرب کا ٹکڑا جو ڈاین کے
معبد پر ہے (یعنی بہت پاک ہین) اب انکا حال سنیئے کہ زوجہ اول انکی مسماۃ
دختر ساول تہین اور یہہ زوجہ انکی ایام ذلت مین ان سے چہین لیگئین تہین اور بعد ازان
پیغمبر موصوف نے انکی عقد ثانی دیدی گئی لیکن تاہم زوجہ اول کی طلب سے باز نہ آئے اور قبل
اسکے کہ بیوہ اوسی دوبارہ آپنے عقد مین لائین داودی اوسکی شوہر دوم سے
زبردستی لے لیا اور چونکہ وہ شخص اپنی زوجہ سے بہت محبت رکہتا تہا تو جیتے اوسے
اوس سے چھین سکا یا تو جہان تک اوسکے ڈورا گیا اپنی زوجہ کے پیچھے پیچھے روتا ہوا چلا
گیا علاوہ انکی داودی بادشاہ ایک بت پرست بادشاہ جشور کی بیٹی سے عقد کر لیا اور اگرچہ
بہت سی ازواج سی اولاد رکہتے تہے لیکن انکا بہی لحاظ نہ کیا بلکہ بیت المقدس مین بہت
کسبیان گہر مین ڈال لین ان سب سے محبت تو تہی تو بہی آپ ایک شخص کی زوجہ اوریا
کے متقاضی ہوئے علاوہ جرم زنای محصنہ کے قتل عمد اور خون ناحق کے بہی مرتکب ہوئے
ہر چند اگلے زمانے کے عقلا نے بہت سے لونڈی داودیرا ڈالی لیکن وہ کسی طرح گرم نہوئے یعنے
ہرچند بہت سی عورتین ملین لیکن تسکین نہوئی) آخر الامر یہہ مشورہ ٹہیرا کہ ایک نوجوان باکرہ ملازمہ
کیجائے جو انکی ہمبستری کیا کرے اور انکے ساتہہ سویا کرے اور داودی اون عقلا کو حکم کیا کہ سب سے زیادہ
کمسن اور حسین عورت میرے واسطے تلاش کرلاؤ لیکن اب ہم پوچھتے ہین کہ آیا کہہ سکتے ہین کہ یہہ فعل جو
داودی نے کیا نہایت عفیف معصوم کا کام ہے مورخین عیسائی کو لازم ہے کہ جب آنحضرت پر شہوت
پرستی کی تہمت کرین تو اس مثل کو یاد رکہین کہ جو لوگ شیشے کے مکان مین رہتے ہین انہین
پتہر پہینکنا نہ چاہیے راقم کہتا ہے کہ حکومت کے حاصل کرنے اور اوسکے استعمال کرنے مین
آنحضرت نے حضرت موسی کی متابعت کی اور واقع مین اگر موسے ایسی حکومت نہ رکہتا

جیسے سرگروہ اور سپہ سالار اور بانی اور مروج شرع کو چاہیے تو بنی اسرائیل کو
مصر سے رہا کر کے نکال لیجاتے لیکن اس حکومت کی اختیار کرنے سے کسی شخص نے
حضرت موسیٰ پر یہہ تہمت نہیں لگائی کہ اس امر عظیم یعنی سربراہ کاری بنی اسرائیل کے
سرانجام دینے سے انہیں طمع نفسانی مقصود تہی اسواسطے کہ بلکہ بدون اس حکومت
کے پیغمبر موصوف اوس رسالت کی تکمیل نہ کر سکتے تہی جسکے واسطے بہیجا یعنی خدا نے
انہیں مبعوث کیا تہا بس یہی عرب کے مقدمہ میں بہی ہوا کہ چونکہ یہہ لوگ بہت
سی قبائل میں منقسم تہی اور ہمیشہ آپس میں لڑا کرتے تہی پس آنحضرت کو انہیں متفق
کر کے ایک گروہ کرنیکی اور انہیں مذہب اسلام قایم کرنیکے اور کوئی تدبیر نہ تہی
بجز اسکی کہ خود سربراہ کاری اور سرداری اختیار کریں پس یہہ امر (یعنی سرداری
عرب کا) تہمت طمع سی آپکو بری کرتا ہے اب باقی رہی تہمت جعل یعنی کذب
دیگر پس اس اعتراض کا ابطال اس بات سی بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم
کی شریعت میں اول عقاید توحید خدا ہے اور یہہ ایسا عقیدہ ہے کہ خود جناب
مسیح نے تعلیم کیا ہے اب اگر کوئی شخص کہے کہ لفظ جعل سے یہہ مراد ہے کہ آنحضرت صلعم
نے پیغمبری کا حیلہ کیا تہا تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ دونو امر یعنی بت پرستی کو دفع کرنا
اور ایک خدا برحق کی عبادت مقرر کرنا اون لوگوں میں جو پہلی امر میں
گمراہ اور دوسری بات سے جاہل تہی اس لایق ہیں کہ آپکی تبلیغ وہدایت
صداقت کی دلیل سے ہو اور یہہ امر بہی یقینی ہے کہ آنحضرت نے عرب میں
ایک خدا کی عبادت قایم کر دی اور بتوں کو اوس ملک سے ایسا نیست و نابود
کر دیا کہ ہزار برس سے زیادہ گذرا کہ پہر کسی پیرایہ میں عبادت اصنام وہاں

نہ ہوئے لیکن برخلاف اسکی جب بت پرستی عیسائیون مین دوبارہ رائج ہوئے
تو جس فرقہ نے غلبہ حاصل کیا نہایت شکلون کے تکفیر کرنے لگا فقط اس سبب سے
کہ انہون نے اون بت پرستون کے معبودون کو توڑ ڈالا تہا علاوہ اون ارشادات
کے جنمین یہہ تاکید ہی کہ بت پرستی کو بیخ وبن سے اوکہاڑ ڈالو اور احکام سے
آنحضرت صلعم کے اس امر کے تاکید شدید پائی جاتی ہی کہ وہ مکارم اخلاق اختیار کرو
جو ایک شخص کو دوسرے کی نسبت فرض ہین اور جہان جہان آپ صلعم کا مذہب رائج
ہوا ان اخلاق حمیدہ کے عمل مین لانے کے تاکید رہی اور جو لوگ حضرت صلعم کے سخت
بڑے دشمن ہین وہ سب یہہ اعتراف کرتے ہین کہ ان تمام قوانین اخلاق
بجالانے کے تاکید شدید ہے واضح ہو کہ عرب کا دستور تہا کہ اپنی تحریر اور تقریر
مین استعارات اور مجازات اکثر استعمال کرتے ہے چنانچہ حسب رسم عرب اکثر احکام
آنحضرت بہی استعارات ولطائف سے مملو ہین لیکن ان لطائف مین سے کسی لطیفہ
پر مورخین عیسائیہ نے اسقدر طعن اور مضحکہ نہین کیا جسقدر آپ صلعم کے سفر شب
یعنی معراج پر کیا ہے لیکن راقم کہتا ہے کہ ان نکتہ چینون کو یاد رکہنا چاہیے تہا
کہ یہہ حکایات اوس قصہ کے نسبت ذرا بہی بعید از عقل اور خلاف قیاس نہین ہے
جسمین یہہ ہے کہ ایک جنگل مین شیطان نے مسیح کو اغوا کیا جیسا کہ انجیل مین لکہا ہے
پہر شیطان اوسے لیکے مسیح کو ایک بڑی اونچی پہاڑ پر لے گیا اور اوسے سب
سلطنتین روی زمین کے اور اونکے حشمت دکہلائے علاوہ اسکے حقیقت یہہ ہے
کہ سفر شب مین ایک استعارہ ہے اور وہ بہت آسانی سے بیان ہو سکتا ہی
مثلاً براق جسکے معنی حقیقی بجلی کے ہین خیال سے کنایہ ہے اسواسطے کہ خیال

تجلی سے بہی زیادہ جلد دوڑتا ہے اور وہ خود بالین نور جسپر حضرت اور جبرئیل آسمان
سے گئے پہنچے غور سے کنایہ ہے اسواسطیکہ غور کے ذریعہ سے آدمی تمام آسمانون پہر آتا ہے یہان
پہر آتا ہے یہان تک کہ تخت گاہ جناب باری تک پہنچ جاتا ہے اور وہ حوریں الملفت
جیلے اوان سے خدا خوش ہوتا تہا اور جسکے آواز سنی لیکن تسبیح نہ کہی سنی اور
ہوا اور نہ اوسکے ذہن مین خطور کرسکے تیسے صالحین کے ثواب سے کنایہ ہی اور
علی ہذا القیاس باتی قصہ معراج میں تاویل ہو سکے ہے راقم کہتا ہی اسی قصہ
معراج مین یہہ سوال معقول ہو سکتا ہی کہ آنحضرت صلعم کو استعمال استعارات مجازا
سے کیون منع کرتے ہو حالانکہ فقہا و متکلمین نصاریٰ نے یہہ سوال مجازا
کیا ہی اسواسطیکہ بہت سے مسائل اونکے طریقہ مین ایسے تہی کہ انہین مجازات
سے حل ہونے تہی اور اگر یہہ استعارات نہ استعمال کرے تو مطلب غلط ہوتا اصحاب
توریت مین ایک پیغمبر سے نقل ہے کہ آباب کے فریب دینی کو خداے جو خالق
صدق ہے جن کا ذب لیتے شیطان ہے سے مشورہ کیا تہا عبارت تو یہہ ہے
اور خداوند نے کہا کہ کون شخص ترغیب دیگا آباب کو کہ وہ جائی اور راموت جلعاد میں
پر گر پڑے پس کسی شخص نے کچہ کہا اور کسی نے کچہ کہا تی مین ایک جن پیدا ہو
اور خداوند کے سامنے کہڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین اوسے ترغیب دونگا پس
خداوند نے اوسے کہا کہ جلد جا اوسنے کہا کہ مین جلد جاتا ہون اور مین جہوٹی
روح ہونگا منہہ مین اوسکے سب پیغمبرون کے پس خداوند نے اوسے کہا
کہ تو اوسے ترغیب دیجو اور اسمار ہے یہی کیجو پس جا اور کر ایسا فقط اب راقم
ایسے استعارات کے اور مثالین کتب مقدسہ سے بیان کرلیتا ہے اور چہاپا

کیا آیا اس بات سے کہ نہین قایل ہوا ای نصاری کہ تمام غزل سلیمان مین ایسے
استعارات ہین جنسے کنایۃً یہہ مراد ہے کہ مسیح اپنی مذہب کو بہت دوست
رکھتے ہین یہہ ظاہر تو عہد عتیق ہی ہے اب عہد جدید سے لیجئے تو اوس مین بہی
وہی اعتراض یا استعمال استعارات لازم آتا ہے اسواسطیکہ مسیح ایک مقام پر
اپنی نسبت کہتے ہین کہ مین انگور ہون دوسرے مقام پر کہتے ہین کہ مین راہ ہون
تیسری جگہہ کہتے ہین کہ مین دروازہ ہون چوتہی مقام پر فرماتے ہین کہ روٹی
اور شراب میرا جسم و خون ہے چنانچہ عیسائیان فرقہ رومن کیتہولک مین
اس عقیدہ مذہب پر ہے جسے ترنسبسٹنشیئیشن کہتے ہین اوسکا
خلاصہ یہہ ہے کہ پادری مقلوب الماہیت ہو کر خود مسیح ہوجاتے ہین کیا
منشا ہے کہ اون لوگون نے یہہ قول مسیح کہ روٹی اور شراب میرا جسم و خون ہے
معنی مجازی پر نہین محمول کیا بلکہ معنی حقیقی مراد لیے پس یہہ عرض راقم
بیجا نہین کہ اگر مثل یہود و نصاری کے اہل اسلام بہی استعارات اور مجازات
باین غرض استعمال کرین کہ مشکلات حل ہوجائین اور جو باتین ظاہر مین بعید
از عقل ہین قریب قیاس ہوجائین اور اگر اون امور بعید از عقل کو اور طرز سے
بیان کرین تو اونکے طریقہ پر اعتراض کا محل رہتا ہے تو اونپر (یعنی اہل اسلام
پر) کوئی الزام نہین عاید ہوسکتا ہے حالانکہ جو استعارات اور مجازات
قرآن مین مستعمل ہوئے ہین اونمین سے کوئی استعارہ اسقدر خلاف
عقل اور موجب ضلالت نہین ہے جسقدر کہ وہ استعارہ انجیل سے ہے جسپر یہہ عقیدہ
نصاری مبنی ہے کہ ایک پارہ نان چند کلمات سے ایک پادری کے

ہے اگرچہ وہ احمق اور جاہل اور شریر نہ بھی ہو متغیر ہو کر وہ خدا بنتا ہے جسنے عالم کو پیدا کیا ہی آنحضرت صلعم پر ایک اعتراض یہہ بھی کیا گیا ہی کہ آپ نے یہہ حیلہ کیا کہ مین عرب کو مذہب جدید نہین دیتا ہون بلکہ اوسی مذہب قدیم کو بحال کرتا ہون جو خدا نی ابراہیم کو دیا تہا اور اونہون نی اسمعیل کو جو بانی قوم عرب تہے تاہم آنحضرت نے بیشک ایک مذہب جدید بنا کیا پس (معاذ اللہ) آپ مرتکب کذب کے ہوئے لکن راقم اس اعتراض کے جواب مین عرض کرتا ہی کہ اگر مذہب جدید اوسکو کہتے ہین جو مذہب قدیم سی معبود اور فرائض و احکام مین علیحدہ ہو پس لازم آتا ہی کہ نہ مذہب موسی ع جدید تہا نہ دین عیسی ع اور نہ ملت محمد ص اسواسطے کہ مذہب موسی ع فقط اوسی مذہب کا مجدد اور موکد تہا جسکا آدم نوح ابراہیم اسحاق یعقوب اور اسمعیل اعتقاد رکہتے تہے اور ان انبیاء کا یہہ مذہب تہا کہ خدای یکتا کی عبادت کرتے تہے اور اوسکی محبت رکہتے تہے اور اوسکی اطاعت مین بجان و دل مصروف رہتے تہے اور وہ امور بجا لاتے تہے جو بحکم الہی اور بمقتضے بشریت ایک شخص کو دوسرے کی نسبت واجب ہین چنانچہ عیسی ع مسیح ہمسے فرماتے ہین کہ سب سے زیادہ خدا کی محبت رکہنی اور اپنے ہمجنسون کو مثل اپنی النفس کے دوست رکہنا بس یہی باتین شرع ہین اور یہی پیغمبر آور اسی جناب مسیح ع کی یہہ مراد ہی کہ حضرت موسی ع اور اور انبیاء نے وہ مذہب بنی اسرائیل کو تعلیم کیا تہا جسکا مآل یہہ تہا کہ ایک خدای قدیم کی عبادت کرو اور اوسکی محبت رکہو اور آپسمین بڑی دوستی اور اتحاد رکہو پس اسسے لازم آتا ہی کہ خود مسیح کی شریعت جدید نہ تہی بلکہ وہی دین تہا جو اون سے بیشتر حضرت

موسیٰؑ نے تعلیم کیا تہا لیکن اتنا فرق ہے کہ ہمین ایک دوسری کی نسبت نیکی
کرنیکی بہ نسبت امم سابقہ کے زیادہ تر تاکید ہی اور خدا نے ایسا طریقہ
ہمارے واسطے مقرر کیا ہی جسکو سب سے ذلیل ترین اور جاہل ترین شخص بہی
بخوبی جان سکتا ہو کہ جب اوسنے ان افعال نیک کی مخالفت کی اور جب
انہیں بجا لایا اور وہ طریقہ اس قول مسیحؑ سے بخوبی واضح ہی کہ سلوک کرو
اوروں سی اوسطرح جسطرح کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تمسے پیش آئین (واضح ہو
کہ جب جناب مسیحؑ مبعوث ہوئے تہے تو جو یہودی یہودیہ مین رہتے تہے انکے
اخلاق بہت خراب ہو گئے تہے اور اونکے علماء اور عوام الناس دونونمین
نفس پرستی اور خود پسندی بہت بڑہ گئی تہی اور اوس ملک مین سوا حرص
وطمع اور ظلم وجور کے اور کچہہ نہ دکہائی دیتا تہا اسواسطے کہ اون لوگون نے
(یعنی یہودیون نے) اپنا کل بعض رسوم اور قواعد شدیدہ ظاہریہ کی بجا لانے
منحصر رکہا تہا اور اصل ورُب مذہب ضایع کر دیا تہا پس جناب مسیحؑ کی
رسالت کا فقط یہہ مقصود تہا کہ شریعت اصلی اور واقعی حضرت موسیٰؑ کو بحال
کرین اسواسطے کہ تمام احکام مسیحی اسی امر کیطرف منجر ہین پس اس تمہید سے یہہ بات
بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ اصل مین شریعت عیسیٰؑ فقط مجدد ملت موسیٰؑ
تہی لیکن برخلاف حضرت مسیحؑ کے کہ اونہین یہود کو صرف احکام خفیہ
تعلیم کرنے پڑے) آنحضرتؐ کو فقط اخلاق حمیدہ کی تعلیم اور تاکید نہین
کرنی پڑی بلکہ عبادت خدائے یکتا بہی قایم کرنی پڑی اسواسطے کہ تقدیرات
الٰہی سے جن لوگون مین آپ مبعوث ہوئے تہے وہ ان دونون

باتون مین (یعنے عبادت خدائے یکتا اور اخلاق حمیدہ مین گمراہ تھی پس
آنحضرت صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ مذہب اسمعیل علیہ السلام بانی قوم عرب از سر نو رواج دیا
جاوے اور وہ یہہ تہا کہ خدائے یکتا کی عبادت کرو پس یہی وجہ اس بات کے ثبوت
کو لئے کافی ہی کہ آنحضرت صلعم اس قول مین بیشک صادق تھے کہ مین عرب کو
مذہب جدید نہین تعلیم کرتا ہون بلکہ وہی دین سکہاتا ہون جو اونکی جد حضرت
اسمعیل علیہ السلام نے بہت مدت پیشتر رواج دیا تہا پس اب راقم کہتا ہی کہ آیا ممکن ہی کہ
جس شخص نے اپنے ملک کے لوگون کے عقائد و رسوم ابد الآباد کے لیے درست
اور شایستہ کیے ہون اور بعوض طریقہ باطلہ بت پرستی جسمین سالہا سال
سے اوسکے ملک کے لوگ غرق تھے عبادت خدای یکتا و برحق رواج دی ہو
اور جس شخص نے قتل اطفال موقوف کر دیا ہو اور استعمال مسکرات اور وہ
لہو و لعب ممنوع کر دی ہون جنمین بازی ہوتی ہی اور جو منشاء تخریب اخلاق
ہین اور جس شخص نے رسم تعدد ازواج جو اوسکی زمانہ مین مروج تہا اور جسکی کوئی
حد نہ تھی بالنسبۃ محدود کر دیا ہو تو ہم پھر پوچھتے ہین کہ آیا ممکن ہی کہ ہم گمان کرین
کہ ایسا مصلح اور مہذب جلیل الشان جسنے ترویج احکام متعلقہ مین ایسی سرگرمی اور
جانفشانی کی صرف ایک جعلساز اور مکار تہا اور اوسکی تمام افعال و اقوال مین
محض کذب و ریا تہا آیا ہم یہہ وہم کر سکتے ہین کہ اوسکی رسالت منجانب اللہ نہ
تھی بلکہ اوسکا ایجاد تہا اور تمام عمر وہ شخص خود اپنی کذب پر متنبہ اور معترف رہا
استغفر اللہ یہہ گمان اوسکی نسبت نہین ہو سکتا ہمکو یہہ یقین کرنا چاہیے کہ وہ شخص (یعنی آنحضرت)
بخوبی آگاہ تہا کہ مین حق پر ہون اور اسی وجہ سے اظہار حق مین بہت مستقل اور ثابت قدم

کہ کبھی اوسکا قدم ثبات پیچھے نہین ہٹا اور یا یہی استقلال کو لغزش نہین ہوئے
بلکہ جسوقت سی اوس شخص نے اپنی رسالت کا اظہار اپنی زوجہ خدیجہ سے کیا
جبتک کہ آغوش عائشہ مین وفات پائی اون اعزا و رفقا کی کہنی مین کبھی
نہ آیا جو اوسکی حالات سے بخوبی واقف تہے واقع مین ایسے شخص صادق اور صالح
کو جو اپنے خالق پر اعتماد و وثوق کامل رکھتا تہا اور جسنی عقاید و اعمال عباد کو ایسا
مہذب اور درست کیا یہہ کہنا چاہئے کہ بیشک الصادق اور مرسل من اللہ تہا اور
اس امر کا کون مانع ہے کہ اگر اوس شخص کو عباد کاملین مین نہ سمجہین تو عباد صالحین
مین تو تصور کرین اور یہہ کیون نہ یقین کرین کہ اوسنے اپنے زمانہ مین اپنی قوم کو
صدق و راستی تعلیم کی تہی اور اوسکو خدا نے اسواسطے مبعوث کیا تہا کہ
اپنی امت کو اوسکی توحید اور صداقت سکہائے اور اونہین ایسے احکام انتظام ملک اور
اخلاق حمیدہ تعلیم کئے جو اونکی مناسب حال ہون پس اس بیان سے ثابت ہوا
کہ بیشک آنحضرت صلعم کو اپنی رسالت کا ایسا یقین واثق تہا کہ ہر چند کفار نے
سخریہ اور مضحکہ اور ظلم و تعدی آپ پر بہت کی لیکن آپ کا قدم ثبات پیچہے نہ ہٹا
اور ہر چند بہت تخویف کی اور تکلیف دی لیکن آپ اونہین توحید و حقیقت خدا
تعلیم کرنیسے باز نہ آئے اور ایسی اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ کی اونہین ترغیب
دی کہ آپ کے عہد تک کسی شخص نے کبھی ایسے افعال و نہین نہ تعلیم کیے تہے
اور آنحضرت نے نہ تو ریاست دنیا طلب کی اور نہ حکومت عقبیٰ بلکہ فقط
عفو و رحم خدا سے طلب کیا اور اس امر کی توفیق مانگی کہ بندون کو بوعظ و نصیحت
راہ راست پر لائین در حقیقت آپ کا یہہ مقصود تہا کہ بندگان خدا انصاف کرین

اور رحم کو دوست رکھین اور خضوع و خشوع سے اپنے خالق کے سامنے حاضر ہون اور
یہہ عقیدہ بہی آپ نے تعلیم کیا ہی کہ ایک روز سب عادل اور ظالم پھر زندہ
کیے جائینگے اور خدا اونکے ساتھ انصاف کریگا اب راقم کہتا ہی کہ بہلا آنحضرت کے
پیروان بد ذات و نالایق کو آپ سے کیا نسبت بہلا کہان آپکا رحم اور حلم
اور کہان وہ ظلم و جور جو تیمور نے اصفہان مین اور نادرشاہ نے دہلی مین کیے
بہلا کہان آپ اور کہان وہ ظالم جنہون نے ہمارے زمانہ مین جزائر کیاس
اور سیرس اور کسینڈرا کو برباد و تاراج کیا حالانکہ بادشاہان ممالک متمدنہ
کا دستور ہی کہ ادہر کسی شہر کو فتح کیا ادہر وہان کے لوگون کو قتل کرنا شروع
کرتے ہین خواہ وہ لوگ ہتیار بند ہون خواہ بی ہتیار خواہ مجرم ہون خواہ
بی قصور لکن آنحضرت صلعم کے رحم کو دیکہیے کہ اگرچہ آپ کو کفار سے بہت انتقام
لینے تہے لکن چند ہی مقامات پر اونسے بدلہ لیا اور اگرچہ وہ واقع مین بہی اکثر
اونکے جرمون سے بالکل عفو و درگذر کیا اور یہہ بہی ملاحظہ کیجیے کہ اگر آنحضرت صلعم
لڑے بہی تو اسواسطے کہ خانہ خدا کو نجاست بت پرستی سے پاک کرکے
چنانچہ جب آپ بعد فتح مکہ داخل خانہ کعبہ ہوئے تو یہہ کلمات طیبات فرمائے
کہ حق آیا اور باطل دفع ہوا اور ان کلمات نے تین سو ساٹہہ بتون مین
جو اوس مقام مقدس پر نصب تہے زلزلہ ڈالدیا اور منہدم کردیا اور جب اپنے
کام (یعنی دفع بت پرستی) کو انجام دیچکے تو پہر اوس شہر مفتوح مین اپنی حکومت
قائم کرنیکی کوشش نہ کی جیسا کہ تہوڑا عرصہ ہوا کہ آپکے ہمنام فتاح (یعنی
محمود غزنوی مراد ہی) نے کیا اور نہ آپ نے اپنی شان و شوکت

ظاہر ہوکر نیکے لیے گویے قتل اوس معبد کے قریب بنایا جو مذہب کی عزت و جلال
ظاہر کرنیکے لیے فتح کیا تھا بلکہ اپنی آبا و اجداد کا مسکن قوم کا پایۂ تخت اور اپنے
مذہب کا معبد یعنے مکۂ معظمہ چھوڑ کر اپنی بیت مقدس کو مراجعت کی اور وہاں اپنی
اصحابِ وفادار میں جو بوقتِ امتحان آپؐ کے شریک ہوئے تھے بود و باش اختیار کی

## تہمت دوم

آنحضرتؐ نے بزورِ شمشیر اپنی مذہب کو رواج دیا اور اسی وجہ سے لاکھا آدمیوں
کو ناحق قتل کیا اور لاکھا کو مصیبت اور تکلیف میں مبتلا کیا فقط

## جواب

راقم کہتا ہے کہ فرض کیا کہ قولِ معترض من وجہ صحیح ہے اور یہہ بھی تسلیم کیا
کہ لاکھا بت پرست اسواسطے قتل کیے گئے کہ اونہوں نے وحدتِ خدای کا
انکار کیا تھا تاہم یہہ جواب ہوسکتا ہی کہ جس بات کا خدا نے ایک مرتبہ حکم دیا
وہ بات کسی زمانہ میں ناحق نہیں ہوسکتی اور چونکہ عیسائیوں کو اس بات کا
یقین فرض ہی کہ حق تعالے نے حکم کیا کہ اہلِ کنعان کو بالکل نیست و نابود کردو
اسواسطے کہ یہہ لوگ بت پرستی کرتے ہیں اور یہواہ (یعنے خدا) نے اس امر کے
تکمیل کے لیے یہہ معجزہ بھی ظاہر کیا کہ آفتاب اور ماہتاب کو ٹھہرا رکھا تاکہ یوشع
سب دشمنوں کو قتل کر ڈالیں لہذا اگر یہ لوگ (یعنے عیسائی) منصف ہونگے تو
اس بات کا اقرار کرینگے کہ اگر آنحضرتؐ نے بھی اوسی ذریعہ سے اپنی
مذہب کو رواج دیا تو بجا کیا اور کوئی الزام آپؐ کے نسبت نہیں عائد ہوسکتا
اسواسطے کہ اگر اس بات کو تسلیم نہ کرینگے تو یہہ قباحت لازم آئیگی کہ آنحضرت

سے کے زمانہ کی نسبت حضرت موسیٰ کے زمانہ مین خدا کو بت پرستی سے زیادہ تر تنفر تہا اور
آپ کے عہد کی نسبت بادشاہان بنی اسرائیل کے وقت مین خدا کو عبادت اصنام
زیادہ تر ناپسند تہی کہ اونکو اور اونکی تمام رعایا کو فقط اسی گناہ کے سبب سے ہلاک کیا
یہہ سچ ہی کہ آنحضرت صلعم نے جنگ کی تہی لیکن آپکے جہاد مین اور حضرت موسیٰ کی لڑائیون
مین یہہ فرق بین ہی کہ آپ نے بندگان خدا کو بالکل برباد اور غارت نہین کیا
کہ جہاد کرنیمین یہہ مطلب محمد صلعم آپ کی مد نظر تہا کہ تمام قبائل عرب کو متفق کرکے
ایک گروہ کر دین اور بت پرستی کو دفع کرکے عبادت خدا کے لیے تیار اونہین تعلیم کرین
اور جن لوگون نے آپ کی شریعت کی متابعت قبول کرلی اونسے آپ صلعم بملائمت
و ملاطفت پیش آئے ہان البتہ جن لوگون نے تمرد و جحود کیا اونہین قتل کیا لیکن آپ صلعم نے
عورتون اور لڑکون اور بچون کو بقصور سمجہکر جان بخشی کی اور اپنے صحابہ کو تاکید کی
کہ جو لوگ قرآن پر ایمان لائین اور اوسکی متابعت اختیار کرین اونہین نہ ستانا بلکہ مشفق
بہائیون کی طرح اونسے پیش آنا لیکن برخلاف اسکے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قومین کی قومین کہی قتل
کر ڈالین اور نہ اونپر رحم کیا اور نہ اونکی اطاعت قبول کی مگر آنحضرت صلعم نے اسلام
مین حضرت موسیٰ ع کی متابعت کبہی نہین کی ہان البتہ اکثر سلاطین نصاری نے اس فعل
مین حضرت موسیٰ کی پیروی کی خاص کرکے اہل اسپانیہ نے کہ جب ان لوگون نے پیرو
اور میکسیکو فتح کیا تو وہان کے باشندون کو بالکل نیست و نابود کر دیا راقم کہتا ہی کہ تمام قرآن
مین کہین ایسے احکام خدا کی طرف نہین منسوب کیے گئے ہین جنسے ایسی بیرحمی اور نا انصافی
ظاہر ہوتی ہو جو بشر کی عقل مین نہ آئے البتہ توریت مین اس قسم کے بہت سے احکام
ہین جنمین سے چند ذیل مین مرقوم ہوتے ہین استثنا موسیٰ نے کہا کہ خداوند فرماتا ہی کہ شہر

سکے ہاتھہ مین تلوار دی اور تمام لشکر مین اندر اور باہر دورہ کر اور ہر شخص اپنے
بھائی کو قتل کرے اور ہر شخص اپنے دوست کو قتل کرے اور ہر شخص اپنے
ہمسایہ کو قتل کرے یوشع نے ساری ملک کو اور اونکی سب بادشاہونکو
قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بلکہ بالکل فنا کر دیا ذی روح چیزون کو
جیسا کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے اوسے حکم کیا تھا اب جا (صموئیل
نے ساؤل سے کہا) اور قتل کر عمالقہ کو اور بالکل غارت کر دی جو کچھہ وہ
رکھتے ہین اور اونکو زندہ نہ چھوڑ بلکہ قتل کر مرد اور عورت دونو کو بچہ کو اور
شیر خوار کو بیل کو اور بھیڑ کو اور اونٹ کو اور گدہے کو لیکن شہر اون کے
جنہین خداوند تیرے خدا نے تجھے ورثہ مین دیا ہے پس تو تمام جاندار چیزون
مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیو لیکن تو بالکل نیست و نابود کر دیجیو اونھین
یعنے حطیونکو اور عموریون کو اور کنعانیون کو اور حوائیون کو اور یبوسیون کو جیسا
کہ خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم فرمایا ہے علی ہذا القیاس اقوم پوچھتا کہ جناب
مسیح عم نے جو اوس کوہ پر خطبہ فرمایا تھا جسمین سوا رحم اور محبت اور شفقت
ہو دست کے کسی چیز کا ذکر نہین تھا اوس کلام پاک مین اون گناہان کبیرہ کی ذرا
بھی اجازت یا حکم ہے جن گناہونکی لوگ خود تو مرتکب ہوئے اور مسیح کا نام پاک بدنام
کیا پس اب ہم کس سے پوچھین کہ وہ آخر وہ گناہان کبیرہ کس شخص کیطرف منسوب
کرین اس سوال کا جواب بہت آسان ہے وہ یہہ ہے کہ یہہ معاصی بادشاہ
قسطنطین کیطرف منسوب کرنے چاہیین جسکو ناحق لوگون نے بزرگ کا
خطاب دیا ہے (واضح ہو) کہ بعد وفات مسیح اونکے احکام کے ترجمے کئے گئے

اور انہیں احکام کا نام مذہب عیسائی رکہا گیا ترجمہ اول تو اوکی حواریین
مرقس اور یوحنا کے سند سے مشہور ہوا اور ترجمہ ثانی قسطنطین کی سند سے
مروج ہوا یہ بادشاہ موصوف جس نے محض بخیال سلطنت آرائی دین مسیحی اختیار
کیا تہا اور جو بسبب اپنی ظلم و جور کے تاسیس شہر قسطنطنیہ یعنی روم کہلاتا تہا کونسل
نسیا کا سربراہ کار تہا یہہ کونسل جو بنام نیس مشہور تہی ۳۲۵ ع میں منعقد
ہوئی تہی اور پہلے اسی کونسل میں عقیدہ الوہیت مسیح مقرر کیا گیا تہا
اب اون مباحثات اور مناقشات مذہبی کا حال کہ جنمین ہزار [illegible]
کی جانیں ناحق تلف ہوئیں اور جن لوگوں کو مناسب تہا کہ آپس میں مثل
بہائیوں اور دوستوں کے رہتے اونہوں نے ایسا ظلم و ستم کیا کہ نہ دیدہ
نہ شنیدہ چنانچہ سنیٹ ہلیری جو اوس زمانہ میں یعنی چوتہی صدی عیسوی میں گذرے
اور جو فرقہ پولیکس کے بشپ یعنی مجتہد کلان تہے اور منجملہ قدمای علمای عیسوی
سے تہے اس خرابی پر دین مسیحی کے بہت افسوس کرتے ہیں اور مجتہدین
مذہب عیسوی پر بہت لعنت ملامت کرتے ہیں عالم موصوف کہتے ہیں کہ یہ بڑے
افسوس اور خوف کی بات ہے کہ لوگوں کے جتنے رائیں ہیں اوتنے ہی مذہب
ہیں اور جتنے رجحان ہیں اوتنے ہی عقیدے ہیں اور جتنے خطائیں ہم لوگوں کے
ہیں اوتنے ہی عقائد باطلہ پیدا ہوتے ہیں اسواسطے کہ ہم لوگ اپنی رای سے
عقیدے گڑہتے ہیں اور اپنے طبعیت سے اوسکی معنے بیان کرتے ہیں
اور ہر سال بلکہ ہر مہینے ہم لوگ اسرار مخفیہ بیان کرنیکے لیے نئی نئی تدبیر
انجاد کرتے ہیں اور ہم لوگ [illegible] کہ خود تو اپنی انتقال بد

سے توبہ کرتے ہین اور جو لوگ افعال بد کرتی ہین اونکی طرفداری اور حمایت کرتے ہین اور جنکی طرفداری اور حمایت کرتے ہین اونہین پر لعنت ملامت بہی کرتے ہین اور ہم اور ونکے عقائد کی رد کرتے ہین اور وہ ہمارے عقائد کی رد کرتے ہین پس اس رد و بدل کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہمنے اپنے ہاتہہ سے اپنے تئین برباد کر دیا فقط اسی کو نسل نیشیا مین شاہ قسطنطین نے ایسے اختیارات پادریون کو دئے کہ اونکے سبب سے بہت خرابیان پیدا ہوئین چنانچہ اونمین سے چند خرابیان ذیل مین مذکور ہوتی ہین پہلی خرابی یہہ ہوئی کہ عیسائیون نے دو برس کے عرصہ مین بوجہ اور بتقصیر بوجہا دشدید تر کون سے کئے اور لاکہا آدمی قتل و قمع او تباہ و برباد ہوئے دوسری خرابی یہہ تہی کہ فرقہ انابیپٹسٹ قتل کیا گیا (یہہ فرقہ نصاری تا ہنگام بلوغ اصطباغ کو حرام جانتا ہی) تیسری خرابی یہہ تہی کہ فرقہ لبوہیر اور رومین کتہولک کے لوگ دربار ہین سے تا حد و دشمالی قتل کئے گئے چوتہی خرابی وہ قتل و قمع تہا جو شاہ ہنری ہشتم اور اوسکی بیٹی شاہزادی میری کے حکم سے ہوا تہا پانچوین خرابی قتل و قمع مشہور بہ سینٹ بر تہالیمیو جو ملک فرانس مین ہوا تہا چہٹی خرابی یہہ ہے علاوہ قتل و قمع مذکورہ کے اور قتل و قمع چالیس برس کے عرصہ مین ہوئی یعنی از عہد شاہ فرانسس تا داخلہ ہنری چہارم شہر پاریس مین ساتوین خرابی وہ قتل و قمع تہا جو بحکم پادریان بحکمہ انکویزیشن ہوا تہا یہہ قتل عام اور مقاتلون سے بہی بدتر تہا اسواسطے کہ

قتل کی تہی ۱۲ وہ بعض ہین فقط پارس کی سلطنت عوام مین سے ہزار آدمی زیادہ اور دس برس مین پانچ لاکہ قتل عام

لوگ کار ثواب سمجھکر اس گناہ عظیم کے مرتکب ہوئے علاوہ انکی اور بہت
سی خرابیان ہوئین مثلاً پادریونمین تفرقہ اور اختلاف پڑگیا اور بیس برس
کے عرصہ تک پوپ پوپ سے لڑا کئے اور تب تب سی سرگرم جنگ رہے
اور بعض لوگون کو زہر دیکر مار ڈالا اور بعضون کو تلوار سے قتل کیا اور بعضون
کا مال و اسباب لوٹ لیا اور بارہ پوپ سے زیادہ ذی مکر و فریب گزرے اور چھہ
پوپ نیرو او رکیلا گیلا قیصران روم سے بھی ہر قسم کے گناہ اور بدی اور
شرارت مین زیادہ تھے آٹھوین خرابی یہہ تھی کہ بارہ لاکھہ آدمی نئی دنیا یعنے
امریکا مین قتل کئے گئے حالانکہ ہنگام قتل ون سب کے ہاتھہ مین صلیب مسیحی
تھی پس راقم کہتا ہی کہ واقع مین ایسی شدید اور ہولناک لڑائیان جنکا ابھی
ذکر ہوا عیسائیونمین فقط مذہب کیواسطے چودہ برس کے عرصہ تک ہوتی رہین
کہ سوا اونکی ایسے قتال و جدال کسی فرقہ مین نہین ہوئے اور جن فرقونکو ہم لوگ
کفار کہتی ہین در حقیقت ونمین سے کسی فرقہ نے مباحثات اور مناقشات مذہبی
مین ایک قطرہ خون بھی کبھی نہین بہایا چنانچہ مستر جیورڈ صاحب کہتی ہین کہ ہمکو
واجب ہی کہ امر حق بیخوف بیان کرین وہ امر حق یہہ ہی کہ سلاطین نصاری نے
ملک فرانسیس اور سپین مین حکومت مسلمانون کے طریقون سے قائم کی
اور ایسی ہی ظلم و جور سے سلطنت سلاطین نصاری ممالک شمالی مین بھی
قائم کی گئی اور یہی سلوک فرقہ والڈینسز اور البیجنسز سے بھی کئے گئے
اسواسطیکہ ان فرقون نے پوپ کی مخالفت پر کمر باندھی تھی اور یہی
سلوک باشندگان نئی دنیا سے بھی کئے گئے پس ان سب

ظلمون اور تعدیون سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہم لوگ محمدؐ کو اس بات کا الزام نہین
دی سکتے کہ اونہون نی اپنا مذہب بظلم و تعدی مروج کیا اور کسی ملت کے
لوگون سے عفو و درگذر نہین کیا سواسطیکہ اس اعتراض کے جواب مین
(محمدی) یہہ دلیل کر سکتی ہین کہ اگر نفس ظلم ناجائز ہے تو اوسکا استعمال کسی زمانہ مین
از روی شرع نہین ہو سکتا حالانکہ تم لوگون نی چوتھی صدی عیسوی سے
اس زمانہ تک ظلم و جبر کیا تاہم تم کہتے ہو کہ ان سب ظلمون مین سے ہمنے
کوئی حرکت بیجا نہین کی بلکہ سب بجا کیا پس تم لوگون کو لازم ہی کہ اس بات
کو قبول کرو کہ یہہ طریقہ ظلم در باب مذہب فی نفسہ ناجائز نہین ہے لہذا مین (یعنے محمدؐ) بھی ابتدائے
زمانہ نبوت مین اس طریقہ ظلم کے عمل مین لانیکا شرعاً بجا تھا سواسطیکہ یہہ
عذر بالکل خلاف عقل ہی کہ ایک فعل پہلے صدی عیسوی مین تو گناہ کبیرہ
مین داخل تھا اور وہی فعل چوتھی صدی مین جائز ہو گیا یا ایک فعل چوتھی صدی
مین جائز ہو گیا لکن پہلی صدی مین حرام تھا البتہ یہہ عذر جب بجا ہوتا کہ اگر عہد اولے
چوتھی صدی مین نئی قوانین جاری کئے ہوتی مسلمان حسب احکام مذہب خود
اس امر پر مامور ہین کہ اور مذہبون کے تباہ و برباد کرنیکی لئی شدت اور سختی
کرتی تاہم اس زمانہ مین تو وہ لوگ اور مذہب کے لوگون سے عفو و درگذر
کرتی ہین اور یہہ امور اونہون نے بہت عرصہ سے اختیار کئے ہین لکن عیسائیون
کو سوا وعظ و نصیحت کے اور کسی بات کا حکم نہین ہی تاہم معلوم نہین کہ کتنے
عرصہ سے ان لوگون کا یہہ شعار ہی کہ آور مذہب کے لوگون کو جلا دیتی ہین اور
قتل ہی کرتی ہین گبن صاحب مورخ مشہور اہل اسلام کا عفو و درگذر و

عیسائیون کا تعصب و ظلم علی سبیل المقابلہ کیا خوب بیان کرتی ہین مورخ صفحو
کہتے ہین کہ واضح ہو کہ حالانکہ اہل اسلام کی لڑائیون کی خود اونکے پیغمبر نے
تحسین کی تھی تاہم اونکے خلفاء نے (یعنے آنحضرت کے) افعال اور اقوال حمیدہ سے
ایسے نصائح عفو و درگذر منتخب کیے تھے جو دفع تمرد و جحود کفار کے لئے کافی
ہو گئے عرب تو خدای محمد کا معتقد تھا لیکن اور باشندگان روے زمین کو تو
اونہون نے ایسی نظر محبت سے دیکھا اور نہ ایسی نگاہ حسد او شر ڈالی جو مشرک اور
بت پرست آپکی رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے اونکی دفع کرنے مین کچھ مضایقہ سمجھتے
نہ تھے لیکن بعد ایک زمانہ کے عدل و انصاف کا انتظام معقول کیا گیا چنانچہ
فاتحین اسلام نے پہلے تو ہندوستان مین کچھ تعصب و ظلم کی باتین لیکن بعد
اوسکی انصاف کیا اور اوس ملک کو آباد اور متعصبون کے پچتاوون سے
نہین مزاحمت کی اور پیروان حضرت ابراہیم و موسی و عیسی کو بوعظ و نصیحت
اس امر کیطرف دعوت کی گئی کہ آنحضرت پر ایمان لائین اور آپکی رسالت کو انکے
پیغمبرون کی نبوت سے اکمل و اولی جانین اور اگر اون لوگون نے ایک
جزیہ معتدل المقدار دینا قبول کیا تو اونہین اختیار دیا کہ جو مذہب
چاہین اختیار کرین اور جس طرح چاہین عبادت کرین اور جو لوگ جنگ مین
اسیر ہوتے تھے بشرط قبول اسلام رہا کر دیے جاتے تھے اور جو عورتین بندی
مین آتی تھین اونہین آپ کے مالکون کا مذہب اختیار کرنا پڑتا تھا اور جو لڑکے
صغیر السن قید ہوتی تھے اونہین تعلیم دیجاتی تھی یہانتک کہ وہ اطفال
خرد سال رفتہ رفتہ ایک گروہ مسلمانان کامل الایمان ہو جاتا تھا اور اونکے کہ

لاکہا باشندگانِ افریقیہ اور ایشیا جنہون نے مذہبِ اسلام قبول کیا
تہا اور مسلمانانِ عرب کے لشکر مین آملی تہی وہ لوگ بوعظ و نصیحت
اس عقیدہ کی طرف دعوت کیے گئے تہے کہ خدا ایک ہی اور محمد اوسکے
رسول ہین نہ بظلم و تعدی ایک کلمہ پڑہنے سے اور ایک انگل کی
کہال کے کٹنے سے (یعنی ختنہ سے) رعیت اور غلام اسیر اور
مجرم مسلمانِ فتاح کی ہمجنس اور ہم مرتبہ ہوجاتے تہے اور جو لوگ اسلام
قبول کرتے تہے اپنے تمام گناہانِ ماضیہ کا کفارہ دیتے تہے اور
عہود اور معاملاتِ سابقہ شکست کرتے تہے اور عہدِ رہبانیت
اور تجردی شکست کرکے موانست اور موافقت اختیار کرلیتے تہے
اور جو لوگ اپنے اپنے ملک مین صوامع اور گوشہ ہای تنہائی مین
بآرام تمام سویا کرتے تہے صدای قرنای لشکرِ اسلام سے خوابِ غفلت سے
بیدار ہوگئے اور انقلاب زمانہ سے ہر شخص نئے گروہون مین سے
اوس درجہ قابلیت اور جرات تک پہونچگیا جو اوسی خلقت سے
حاصل تہا اب راقم ذیل مین ایک فرمانِ عام آنحضرت صلعم کا نقل کرتا ہے
تاکہ جو کچہ کہ مورخ موصوف (یعنی گبن صاحب) نے آنحضرت
کی عفو و درگذر کے بارے مین لکہا ہے اوسکی صحت ثابت ہوجاے
فرمانِ مرقوم ذیل ایک کتاب مسمی بہ اے دیسکرپشن آف دی ایسٹ
اینڈ اودر کنٹریز مصنفہ رچارڈ پاکوک صاحب پادری کلان میتہہ
مطبوعہ سنہ ۱۷۴۳ع سے نقل کیا گیا ہے اور زہد و تقوی اور علم

و فضلِ مصنفِ موصوف اس فرمان کی صحت اور اعتبار کو کافی ہے فقط

## فرمانِ تمام حضرت محمدؐ بنام راہبانِ کوہِ سینا و دیگر عیسائیانِ علی العموم

از آنجا کہ خدا بزرگ اور حاکم ہے اور اوسنے سب پیغمبر بھیجے ہین تاکہ اوسپر کوئی حجّت نہ باقی رہی پس واضح ہو کہ منجملہ اون نعمتون کے جو خدانے بندون کو دی ہین محمدؐ بن عبد اللہ رسول خدا اور امینِ مؤمنین کُلِّ دُنیا نے یہ فرمان اون لوگون کے نام لکھا ہے جو اوسکی قوم اور اوسکے مذہب کے ہین اور یہہ فرمان بطور اقرار صحیح اور قطعی کے قوم عیسائی اور قبایل نصاری کی نسبت تکمیل دیا جائے جس گروہ سے وہ لوگ ہون خواہ اشراف ہون خواہ اجلاف خواہ معزز ہون خواہ نہون حسبِ ہدایاتِ مرقومۂ ذیل اوّل جو شخص میری اُمّت مین سے یہہ جرات کرے گا کہ میری عہدِ مندرج اقرار نامہ ہذا کو شکست کرے اوسنے خدا کی عہد کی مخالفت کی اور اس اقرار کے خلاف عملمین لایا اور میری شریعت سے انحراف کیا (اللّٰہم احفظنا من ذالک) اور وہ شخص سزاوارِ لعنت ہوا خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ فقیر ہو خواہ اور کوئی شخص دوم جب کوئی شخص راہبون مین سے سفر مین اتفاقاً کسی پہاڑ یا پہاڑی

یا گانون مین مقیم ہو یا کسی اور مقام قابل السکونت مین قیام پزیر
ہو خواہ سمندر پہ خواہ صحرا مین خواہ کسی صومعہ مین خواہ گرجے
مین خواہ اور کسی مکان عبادت مین پس مین اونکا شریک ہونگا
اور اون کی حفاظت اور حمایت کرونگا اور سب لوگ
میرے قوم کی اونکی شرکت کرینگے اسواسطیکہ وہ لوگ (یعنے
راہب) میری قوم مین سے ہین اور میری عزت ہین سوم
علاوہ امور مذکورہ بالا کے مین تمام افسرون کو حکم کرتا ہون کہ اونسے
جزیہ یا اور کوئی خراج نہ طلب کرین اور ایسی باتون مین اونپر
جبر نہ کرین چہارم کوئی شخص اون کے حاکمون اور قاضیون
کی تبدیل کی جرات نہ کرے بلکہ وہ اپنے عہدون پر رہین اور نہ
معزول نہ کیئے جائین پنجم کوئی شخص اثنائے راہ مین اونہین
نہ ستائے ششم جو کنائیس اون کے قبضہ مین ہین کوئی شخص اونسے
نہ چھینے ہفتم جو شخص کسی حکم کی میرے احکام مین سے مخالفت
کریگا پس وہ یقین کرے کہ اوسنے حکم خدا سے انحراف کیا ❁
ہشتم علاوہ امور مندرجہ بالا کے اون کے قاضی اور حاکم اور
راہب اور خدمتگار اور شاگرد اور اور متعلقین مستوجب جزیہ نہین
اور کوئی اس بارے مین اونہین تکلیف اور ایذا نہ دے اسواسطے کہ
مین اونکا محافظ ہون جو کوئی وہ ہون اور جہان ہون خواہ
بر مین خواہ بحر مین خواہ مغرب مین خواہ مشرق مین خواہ شمال

بھی جزیہ مین اسواسطےکہ وہ لوگ اور اون کی متعلقین عہدنامہ اور قرآن
پناہ مین داخل ہین نہم جو لوگ اونمین سے چھپکے اور تنہا پہاڑون پر بیٹھے
ہین میری امت کی لوگ کہ اوسے جزیہ بجبر لین اور نہ دسوان حصہ اونکے
آمدنی مین سے اور نہ کوئی مسلمان اون کے مال و اسباب مین شریک ہو
اسواسطےکہ وہ لوگ فقط اپنی بسر اوقات کے لیئے مشقت کرتے ہین
دہم جب غلہ زمین کا اپنے وقت مین فراوان ہو
تو باشندگان ملک اسلام کو واجب ہے کہ وہ
صاع کے قدر غلہ اونھین بھی دین یازدہم نہ مسلمان لڑائی
کے وقت اونھین اون کے مکانات سے نکال لیجائین اور نہ اونھین
لڑائیون مین شریک ہونیکا جبر کرین اور جنگ مین بھی اونسے
جزیہ طلب کرین واضح ہو کہ اقرار مذکورۂ بالا مین فقط راہبون کے
بارے مین لکھا ہے اور سات اقرارات مرقومۂ ذیل مین سب عیسائیون
کے بابمین لکھا ہے دوازدہم جو عیسائی شہرون مین بود و باش
رکھتے ہین اور اسقدر مال رکھتے ہین اور تجارت کرتے ہین کہ جزیہ
دے سکتے ہین تو اون سے بارہ درہم سے زیادہ نہ لیےجائین
سیزدہم سوا مبلغ مذکورۂ بالا کے اور کچھ اونسے نہ طلب کیا جائے
حسب قول جناب باری جو فرماتا ہے کہ ہرگز نہ ستاؤ اون لوگون کو
جو ادب کرتے ہین اون کتابون کا جو بھیجی گئی ہین خدا کی جانب سے
بلکہ چاہیئے کہ مہربانی سے دو تم اپنی نعمتون مین سے اونھین اور

اور اون سے کلام کرو اور منع کرو ہر شخص کو اون کی ایذا رسانی سے
چہاردہم اگر احیاناً کوئی زن نصرانیہ کسی مسلمان سے عقد کرے
تو مرد مسلمان اوسے گرجا جانے دے اور اوسی اوسکی اعمال
مذہبی بجا لانے دے اور اس امر میں اپنی زوجہ کی خواہش کے
خلاف نہ کرے پانزدہم کوئی شخص اونہیں ترمیم کنائس سے
منع نہ کرے شانزدہم جو شخص میری اس فرمان کی خلاف عملمیں
لائیگا اور کسی امر کا خلاف اسکے اعتبار کریگا تحقیق کہ وہ دین خدا
سے مرتد ہوگیا اور رسولخدا سے منحرف ہوگیا اسواسطے کہ مینے
حسب اقرار نامہ ہذا اونہیں پناہ دی ہے ہفتدہم کوئی شخص
اونپر ہتھیار نہ باندھے بلکہ برخلاف اس کے مسلمان اون کی طرفسے
لڑیں ہیجدہم اس فرمان کے ذریعہ سے میں حکم کرتا ہوں کہ میری
امت میں سے کوئی شخص تا قیام قیامت اس اقرار نامہ کے خلاف
عمل میں نہ لاوے فقط

## اسمائے گواہان

علی ابن ابیطالب عمر بن خطاب جعفر بن ابو عمون سعد بن معاذ
وغیرہ یہ فرمان امیر المومنین خلیفہ علی بن ابی طالب نے لکھا
اور رسولخدا نے اپنے ہاتھ سے مسجد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ میں
دستخط کی مرقومہ ۳ ماہ محرم سنہ ۲ ہجری تمام شد فرمان
آن حضرت بنام نصاری

راقم گمان کرتا ہے کہ دلائل اور امور واقعیہ مذکورۂ بالا اسبات کے لیے
کافی ہین کہ ہر شخص صاف قلب اور غیر متعصب کے نزدیک ثابت ہوجاے
کہ چونکہ تہمت دوم نسبت بآن حضرت بالکل بے اصل ہے لہذا محض
غلط ہے اور آپؐ کی بدگوئی ہے فقط

## تہمت سوم

قرآن مین بہشت کو اوصاف نفسانی اور شہوانی سے متصف کیا ہے
واضح ہو کہ علاوہ ہر دو تہمتہاے مذکورۂ بالا کے ایک تہمت آن حضرتؐ
کی نسبت یہہ بھی کی گئی ہے کہ جن لذات بہشت کا وعدہ آپؐ نے
اون لوگون سے کیا ہے جو آپ کی شریعت پر ایمان لاتین اور اوسکی
احکام کے موافق عمل کرین وہ سب لذات نفسانی اور شہواتی ہین
لیکن راقم کہتا ہے کہ اگر غور کیجئے تو ظاہر ہوجاویگا کہ اسمین کوئی بات
ایسی خلاف عقل نہین جیسا کہ اکثر عیسائی وہم کرتے ہین اسلیے کہ
ہمین خبر دی گئی ہے کہ روز قیامت کو ہمارے اجسام ایسی ہیأت کامل
اور پاک حاصل کرینگے کہ بالکل ہماری وہم و گمان سے باہر ہے اور ہماری
حواس مین ایسی قوت اور حدت آجائیگی کہ سرور بہ وفور اور لذت عظیم
محسوس کرینگے اور ہر حاسہ اون چیزون سے محظوظ اور متلذذ ہوگا
جو اوس کی موافق ہین اسواسطے کہ اگر ان حواس کا استعمال انسان
نہ کرین یعنی اگر انہین اون چیزون سے محروم رکھین جو اونکی تفریح
اور تسکین کے لیے مناسب ہین تو لازم آتا ہے کہ یہہ حواس حق تعالی

نے ہمین فقط عبث اور بیفایدہ نہین عنایت کی بلکہ ہمیشہ کی قلق
اور تکلیف اوٹھانے کے لیے تو دیے اور جبکہ یہ امر یقینی کہ جسم اور روح
ہمین پھر دیجاوینگی اور ہمارے اجسام حالت کمال حاصل کرینگے
پس سمجھ مین نہین معلوم ہوتا کہ کن وجوہ سے یہ گمان کر سکتے ہین کہ
عقبی مین حواس کو ایسی چیزین نہ ملینگی جنسے وہ متلذذ اور مسرور
ہون اور اون کے سرور سے ہمارے نفس کو بھی فرحت حاصل ہو
اور راقم پوچھتا ہے کہ ایسے لذات اور نعمات سے متلذذ اور متنعم ہونے
مین کیا گناہ اور کیا قباحت لازم آتی ہے اور کون شرم اور ذلت
کی بات ہے اب باقی رہی وہ لذت جو سب لذات بہشت سے زیادہ
مورد طعن ہے یعنی جو لذت حوران اور غلمان بہشت سے حاصل ہوگی
پس راقم پوچھتا ہے کہ آیا خدای قادر مطلق نے یہ نعمت اپنی
اکمل عباد (یعنی آدم و حوا) کو نہین عنایت کی تھی اور جس طرح
حق تعالی نے اونکے واسطے تمام اسباب اور ضروریات زندگی بافراط
و فراوانی مہیا فرمائے تھے اوسی طرح اوسنے اونہین (یعنی آدم و
حوا کو) قوت شہوانی بھی ایسی عنایت کی تھی کہ سب سے زیادہ لذت و
سرور اوس فعل مین حاصل کرین جسپر خود جناب باری نے اونہین
مامور کیا تھا تاکہ اون کی ذریت اور نسل بکثرت ہو یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے قران مین مومنین سے حورون کا وعدہ کیا ہے اور باغہای
فرحت بخش اور اور لذات جسمانی بیان کیے ہین لیکن یہ غلط ہی کہ

که آپنے سرورِ حقیقی کا حصر انہیں چیزون پر کیا ہے چونکہ روح جسم سے
الطف اور اشرف ہی لہذا حضرت صلعم نے چاہا کہ جسم کو لذاتِ نفسانی سے
متلذذ ہونے کا وعدہ کرین اور اس ثواب کے وعدہ سے آپ کی
یہ غرض تھی کہ چونکہ عرب از حد جاہل اور وحشی تھے اور سوا
لذاتِ نفسانیہ خبیثہ کے اور کوئی چیز اونہین نہ سوجھتی تھی پس اونہین
عبادت خدا سے برحق اور نیکیا کی ترغیب اور تشویق کی اس سے
بڑھ کے کوئی تدبیر نہ تھی کہ ایسی نعمات کا وعدہ اون سے کیا جاتا
لیکن آنحضرت صلعم نے ہمیشہ روح سے اون لذات کا وعدہ کیا جو اسکے
لیئے مخصوص ہین مثلاً نورِ الہی کا مشاہدہ کرنا کہ اس سے زیادہ
اور کوئی لذت روح کو نہ حاصل ہوگی اور سرور کامل حاصل کرنا
کہ یہ لذاتِ روحانی تمام لذاتِ نفسانی بہشت بہلا دینگی اسواسطے کہ
نعماتِ (جسمانیہ) مین تو وہ مواشی بھی داخل ہین جو کھیتون
مین چرا کرتے ہین اور جو شخص اپنے باغات اور ازواج اور
اسباب اور حشم وخدم ہزار برس کی راہ تک دیکھیگا وہ تو اہلِ
بہشت مین ادنے مرتبہ رکھتا ہوگا لیکن سب اہلِ بہشت مین وہ
شخص خدا کے نزدیک اعلیٰ مراتب عزت پر فائز ہوگا جو نورِ
الٰہی صبح وشام مشاہدہ کرے گا پس یہہ گمان غلط ہے کہ لذاتِ
بہشتِ موعودِ آنحضرت صلعم فقط جسمانی ہین اور استعمال
جسمانیات سے حاصل ہون گے اور یہہ بھی غلط ہے کہ سب

اہلِ اسلام ان لذات کو جسمانی قرار دیتے ہین بلکہ برخلاف اس کے
اکثر مسلمان یہ حجت کرتے ہین کہ یہ لذاتِ جسمانی علے سبیل الکنایۃ
والمجاز بیان کیگئی ہین اور حقیقتاً ان سے لذاتِ روحانی مراد ہین
جیساکہ علمائے عیسائی ثابت کرتے ہین کہ غزلِ منسوب بہ حضرت
سلیمانؑ فقط شادی کا گیت نہین (یعنی غزلِ عاشقانہ نہین) بلکہ
اوسے معنیِ روحانی (یعنی مجازی) پر محمول کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مجازاً اوس
غزل مین محبت و شفقتِ مسیحؑ نسبت اپنی علمائے دین کے مراد
ہے چنانچہ عالمِ مشہور ہائڈ صاحب اپنی حاشیہ مسمی بہ اڈیٹوری
ٹرکر لٹرگ صفحہ ۱۲ مین لکھتے ہین کہ جو مسلمان زیادہ تر عقیل ہین
ان لذاتِ جسمانی بہشت کو معنیِ مجازی پر محمول کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
ان لذات کو بطور لذاتِ جسمانی کے اسواسطے بیان کیا ہے تاکہ
عقل انسانی بخوبی انکا ادراک کرسکے جیساکہ کتبِ مقدسۂ سماویہ
مین اکثر باتین انسان کے طور پر بیان کی گئی ہین اور اس عقیدۂ
اہلِ اسلام کی نسبت لذاتِ بہشت کی مجھی اسطرح تصدیق ہوئی
کہ ایک مرتبہ مَینے سفیرِ مراکو کو ایک باغ کے بارہ مین لکھا کہ یہ باغ
ایسا فرحت بخش ہے جیسا باغِ بہشت تو سفیرِ موصوف نے میرے
کلام کی رد کی اور لکھا کہ بہشت ایسی شے ہے کہ دنیا مین کوئی چیز
اوس کے مشابہ نہین ہوسکتی اور ایسی چیز ہے کہ نہ آنکھ نے کبھی
دیکھی اور نہ کان نے سنی اور نہ وہم و گمان مین آسکتی ہے انتہی قول

[illegible]

[illegible]

کی تائید عالم مشہور ہربلٹ صاحب کے قول سے بھی ہو سکتی ہے جنہون نے اپنی کتاب مسمّی بہ بائبلوتھکا اورینٹلیہ مین پہلی توجیہ بیان کیا ہے کہ اہل اسلام اپنا نفع حقیقی فضل خدا پر موقوف جانتے ہین اور لذاتِ بہشت مشاہدۂ نورِ الٰہی پر منحصر جانتے ہین اور کہتے ہین کہ جہان وجہ اللہ ہی وہین بہشت ہی اور بعد اسکے عالم موصوف کہتے ہین کہ پس یہ قول بعض متوطنین کا جنہون نے اہل اسلام کی رد کی ہے اور کہا ہے ان لوگون کے نزدیک کوئی اور لذت بہشت مین نہ ملیگی سوا اون لذات کی جو حواس پر اثر کرتی ہین صحیح نہین راقم کہتا ہے کہ دلائل مذکورہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات جو بعضی لوگ کہتے ہین اور بعضی لکھتے ہین کہ آن حضرت کا مذہب لذاتِ نفسانی اور شہوانی سے متصف ہے بعید کلّیہ العداز انصاف ہے اسمین شک نہین کہ اگر بعض رسوم وعقایدِ باشندگانِ ممالکِ مشرقیہ (یعنی اہل اسلام) من حیث دینِ مسیحی اور من حیث العقل دیکھیے تو وہ رسوم وعقاید نکتہ چینیانِ یورپ کی نظر مین عیوب اور قبائح عظیمہ ہین لیکن خلق اور مروّت عیسائیت کا یہ مقتضی ہے کہ ہم ان عیوب پر ایسی طعن نہ کرین بلکہ ہمین یہ خیال کرنا چاہیے کہ یہہ عیوب اثر قومیت اور اثر آب و ہوا اور ضروریات اور حوائج بشری سے پیدا ہوئے ہین راقم کہتا ہے کہ جن لوگون نے اوصافِ نفسانی اور شہوانی بہشت سے یہ بات نکالی ہے کہ آنحضرت صلعم خود اونہین صفات سے متصف تھے اور (معاذ اللہ) آپ صلعم کو حیا اذ ...

مکار اور عیاش کہتے ہین کہ اون لوگون نے اگر دین و دانستہ بے انصافی ۔
نہین کی تو غلطی عظیم تو کی ہے اسواسطے کہ بالکل برخلاف اون کی قول
کی آن حضرتؐ تو ایک مرد غریب اور مسکین اور جفاکش تھے اور اون چیزون
کی بھی پروا نہ رکھتے تھے جنکے واسطے ارذال و اجلاف اسقدر سرگرمی سے
سعی اور مشقت کرتے ہین فقط

## تہمت چہارم ۔

تعدد ازواج کے جائز کرنے سے آن حضرتؐ نے عیاشی اور بدفعلی
کی جرات دلائی ۔ ۔

## جواب

واضح ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ سے رسم تعدد ازواج تمام ممالک
مشرقیہ مین چلا آتا ہے اور اکثر کتب مقدسہ سماویہ سے جنمین سے بعض
آیات راقم نقل کریگا ثابت ہوتا ہے کہ اون قرون طاہرہ مین یہ فعل
داخل معصیت نہ تھا اور تعدد ازواج قدمائے یونانیین مین بھی مجاز تھا
جیسا کہ کلام پلوٹارک (مورخ یونانی) سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل
یونان نے جوانون کو لشکر سے جدا کر لیا تھا تاکہ اپنے گھرون مین
ازواج سے متلذذ ہون ۔ اور اس رسم کی حکمائے یونان سے یعنے ۔
یوریپیڈس اور افلاطون نے بھی تائید کی تھی لکن چونکہ قدمائے
رومیین بہ نسبت یونانیون کے اخلاق مین سخت تر تھے لہذا
اون لوگون نے اس رسم پر کبھی عمل نہین کیا اگرچہ وہ نہین بھی ۔

اسکی ممانعت نہ تھی کہتے ہین کہ پہلے جس شخص نے رومیون مین سے کئی زوجہ
کی تہین وہ مارک انٹنی تھا چنانچہ اوس زمانہ سے یہ رسم ملک روم مین
ذرا عام ہو گیا تھا یہانتک کہ بادشاہان تہیوڈیسن ہانوریس اور ارکیڈیس
نے بذریعہ ایک قانون خاص کے اس رسم کی ممانعت کر دی لیکن بعد ازان
بادشاہ والنٹینین نے ایک فرمان کے ذریعہ سے اپنے ملک کی تمام
رعایا کو اجازت دی کہ جتنی ازواج چاہین کرین اور اوس زمانہ کے
کسی تاریخ مذہبی سے بھی نہین ثابت ہوتا کہ اوس وقت کے پادریان
کلان نے اس رسم کی رواج مین کوئی عذر کیا تھا چنانچہ والنٹینین
قسطنطین پسر شاہ قسطنطین کلان بہت سی ازواج رکہتا تھا اور گنٹرین
شاہ فرانس اور چیر بارٹس اور ہاپرکس اوسکے بیٹے بھی بہت سی
ازواج رکہتے تہے اور علاوہ ان کے پیپن اور شارلمین کی بابت مین
سینٹ ارسن پرجینس کہتے ہین کہ یہ بادشاہ بھی کئی زوجین رکہتے تھے
اور لوتھیر اور اوسکا بیٹا اور ارنالفس شاہ جرمن جو شارلمین کی نسل
سے تھا اور فریڈرک باربروسا اور فلپ تہیا ڈیٹس شاہ فرانس یہ
سب بادشاہ متعدد ازواج رکہتے تھے اور پہلے خاندان بادشاہان فرانکس
مین سے گونٹرن اور کیری برٹ اور سیگی برٹ اور چیلپرک ایک ہی زمانہ
مین متعدد ازواج رکہتے تھے چنانچہ بادشاہ موسوم بہ گونٹرن کی
ازواج منکوحہ وینرنڈا اور مکاٹرڈا اور اوستری جلڈ تہین اور شاہ کاری
برٹ کی ازواج میرفلاٹیڈا اور مار کونیسا اور تہیوڈا جلڈا تہین

پادری

دانیال صاحب کہتے ہین کہ بادشاہان فرانس تعدد
ازواج رکھتے تھے اور کہتے ہین کہ بادشاہ ڈاگوبرٹ اول تین بیبیان
رکھتا تھا اور تھیوڈوبرٹ نے ڈیٹیری سے عقد کیا تھا حالانکہ
یہ عورت شوہر رکھتی تھی بادشاہ موصوف بھی ایک زوجہ
مسماۃ وسیجاڈ رکھتا تھا اور پادری صاحب موصوف یہ بھی کہتے
ہین کہ امر تعدد ازدواج مین تھیوڈوبرٹ نے اپنے چچا کلڈیبر کا تتبع کیا
تھا جسنے کہ انگوٹیر کی زن بیوہ سے عقد کیا تھا حالانکہ اور تین
زوجہین بھی رکھتا تھا اب تعدد ازدواج کو از روے دلائل طبیہ
ملاحظہ کیجیے مانٹیکو صاحب طبیب مشہور کہتے ہین کہ گرم ملکون مین
عورتین آٹھ یا نو یا دس برس کے سن مین شادی کے قابل ہو جاتی
ہین لہذا ان ملکون مین بچپن ہی مین عورتون کی شادی کردیتے ہین
اسواسطے کہ بیس برس کے سن مین تو وہ پیر ہو جاتی ہین اور انکا
حسن اور عقل ساتھ نہین رہتی یعنی جب انکا حسن شباب پر ہوتا ہے
تو عقل نہین ہوتی اور جب عقل آتی ہے تو حسن نہین رہتا
پس لازم ہے کہ ان ملکون کی عورتین عالم تجرد مین نہ رہین اسواسطے کہ
بڑھاپے مین عقل سے وہ دلربائی اور معشوق پن نہین حاصل
ہوسکتا جو اجتماع شباب اور حسن سے حاصل تھا لہذا یہ بات ہرگز
خلاف عقل نہین کہ اگر ان ملکون مین کوئی قانون مانع نہو تو مرد
ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری کرلے اور رسم تعدد ازدواج رواج دیا

جاوے لیکن جن ملکون کی آب و ہوا معتدل ہے اور جہان عورتون کا حسن
بڑہی مدت تک باقی رہتا ہے اور سن کہولت تک دیر مین پہونچتے ہین اور
اولاد بہی ذرا زیادہ عمر مین ہوتی ہے اون ملکون مین زوجہ شوہر سے
پیشتر ہی پیر ہوجاتی ہے اور اگر عورت کو ہنگام عقد عقل اور علم بہ نسبت
مرد کے فقط اسوجہ سے زیادہ ہو کہ وہ اوسی سن مین بڑی ہو تو اس
حالتمین ضرور ہے کہ مرد اور عورت مین ایک قسم کی مساوات ہوجاے
لہذا ایک ہی زوجہ کرنیکا قانون مقرر کیا جاے مگر خدا نے عقل اور طاقت
جسمانی سے ممتاز کیا ہے اور سوا عقل اور قوت کو اور کوئی حد اوسکے
اختیار کی نہین معین کی اور عورت کو حق تعالی نے حسن عنایت
کیا ہے اور حکم کیا ہے کہ اوسکا غلبہ جبتک مرد پر رہے جبتک کہ
اوسکا حسن باقی رہے لیکن چونکہ گرم ملکون مین عورت فقط شباب
مین حسین ہوتی ہے اور سن کہولت مین اوسکا حسن بالکل جاتا
رہتا ہے لہذا جس شریعت مین فقط ایک زوجہ کی اجازت ہو از روی
عقل اقلیم یورپ مین جاری ہو سکتی ہے اسواسطے کہ وہان کی آب و ہوا
کا یہی مقتضی ہے لیکن ایسی شریعت اقلیم ایشیا مین نہین جاری
ہو سکتی اسواسطے کہ وہان کی آب و ہوا کا یہ مقتضی نہین چنانچہ یہی وجہ
ہے کہ دین اسلام ایشیا مین ایسی آسانی سے قایم ہوگیا اور یورپ
مین ایسی مشکل سے مروج ہوا اور یہی سبب ہے کہ مذہب عیسائی
یورپ مین باقی ہے اور ایشیا سے جاتا رہا اور یہی باعث ہے کہ

مذہب اسلام نے چین مین اسقدر ترقی کی اور دین مسیحی نے اسقدر شان
کم رواج پایا قیصر روم (جسنے انگلستان کو فتح کیا تھا) کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم مین ہمارے بزرگون مین رسم تعدد
شوہر جاری تھا یعنی دس بارہ شوہر ایک زوجہ مین شریک ہوتے تھے
لکن جب روم سے سنٹ اگسٹن اون اگلی زمانہ کے لوگون مین آئے تو
اونہون نے رہبانیت اور تجرد کی رواج دی اور یہہ فتوی دیا کہ
جو شخص کسی زن بیوہ سے عقد کریگا وہ مرتکب جرم عقد زوجتین ہوا
اور از روے شریعت مسیحی مستحق سزا ہوگا آخر الامر گھٹتے گھٹتے ہم
لوگون مین ایک زوجہ کا اسم رہ گیا اور تاریخ سے یہ تاسیس سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہی رسم قدمائے اہل حبش مین بھی تھا اب باقی رہی
یہ بات کہ آیا جواز تعدد ازواج کتب مقدسہ سماویہ سے بھی ثابت ہے
یا نہین پس آیات مشار الیہا سے واضح ہو جائیگا کہ یہواہ (یعنی خدا نے)
تعدد ازواج کو پسند نہین کیا بلکہ مبارک اور میمون کیا ہے
آیات مشار الیہا ملاحظہ طلب ہین باب سی ام کتاب پیدائش موسی ۴
باب بست و یکم کتاب الخروج باب بست و هفتم کتاب پنجم موسی ۲۱ صحیفہ
اولی صموئیل ۱ آیات ۱-۲-۱۱-۲۰ صحیفہ اولی صموئیل باب بست و پنجم
آیات ۴۳-۴۴ صحیفہ ثانیہ صموئیل ۵ آیت ۱۳ کتاب القضاۃ باب ہشتم
آیت ۳۰ کتاب القضاۃ باب دہم آیت ۴ - کتاب القضاۃ باب دوازدہم
آیات ۹-۱۴ فقط

سینٹ کرائیسٹم صاحب حضرت ابراہیم اور ہاجرہ کے بارے مین کہتی ہین کہ یہ باتین (یعنی تعدد ازواج وغیرہ) اوس زمانہ مین ممنوع نہ تھین اور سینٹ آگسٹین صاحب بہی کہتے ہین کہ اوس زمانہ مین یہ رسم تہا کہ اگر ایک مرد کئی زوجہین کرتا تہا تو کچہ قباحت نہ تہی بلکہ یہ فعل فرض تصور کیا جاتا تہا اور اگر تعدد ازواج سے زیادتی نسل مقصود ہو تو یہ فعل کسی مذہب مین ممنوع نہین لیکن اس زمانہ مین محض امر عیاشی اور بدفعلی مین داخل ہے توفلیس قاضی بلاد منغولی ملک جرمن نے پوپ گریگوری سے سنہ ۷۲۶ء مین یہ استفتاء کیا کہ کن حالات مین مرد دو زوجہین کرنیکا مجاز ہے قاضی القضاۃ موصوف (یعنی گریگوری) نے ۲۲ نومبر سنہ الیہ کو اوس استفتاء کا جواب یہ لکہا کہ اگر زوجہ کسی مرض مین مبتلا ہو اور اوسکی سبب سے امور زوجیت کی قابل نہ رہی ہو پس اس حالت مین اوسکا شوہر دوسری زوجہ کرسکتا ہے لیکن زوجہ علیلہ کا نان و نفقہ اوسپر واجب ہے واضح ہو کہ مورخین عیسائی نے بہی بہت سی کتابین ثبوت جواز تعدد ازواج مین تصنیف کی ہین چنانچہ برنارڈو اکانیس پیشواے فرقہ کپوچینس نے قریب وسط سولہوین صدی کے چند دلائل ثبوت جواز فعل مذکور مین لکہین اور قریب اوسی زمانہ کے ایک اور رسالہ ثبوت جواز کثرت ازواج مین مشہور ہوا سیلڈن صاحب اپنی کتاب مسمی بہ اُکسوریا ہیبریکا مین ثابت کرتے ہین کہ تعدد ازواج فقط یہود مین جائز نہ تہا بلکہ اور فرقون مین بہی

مباح تھا لیکن مثبتین جواز تعدد ازدواج مین سے جان ملٹن صاحب سب سے زیادہ مشہور و ممتاز ہین صاحب موصوف اپنے رسالہ مسمیٰ بہ ٹیٹیزان دی کرسچین ڈاکٹرن مین پہلے تو بہت سے آیات تورات در باب حلت فعل معلوم لکھتے ہین بعد ازان کہتے ہین کہ علاوہ اسکے یہ بھی کہ صحیفہ حزقیل کے باب ۲۳ وسوم مین خدا اپنی بارے مین فرماتا ہے کہ میری دو زوجہ ہین ایک زوجہ کا نام اہولاہ ہے اور دوسری کا نام اہولیباہ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر تعدد ازدواج جو اس قول خدا سے مفہوم ہوتا ہے واقع مین کوئی ہتک اور بیشرمی کی بات ہوتی تو ہیہواہ یعنے خدا اسطرح تو بطور مثل کے بھی اپنی نسبت نہ فرماتا اور اپنی ذات پاک پر اس فعل کو روا نہ رکھتا پس اب راقم پوچھتا ہے کہ کن وجوہ سے ایسا فعل خلاف عزت اور خلاف حیا ہوسکتا ہے جس کی ممانعت کتب مقدسہ سماویہ سے بھی کہین ثابت ہوتی اور جو رسوم و قواعد قبل رواج اس رسم کے جاری تھے حکم الٰہی در باب جواز فعل معلوم اون رسوم کا مبطل نہین البتہ کتب مقدسہ سماویہ سے فقط یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ حکام اور پادری صرف اون لوگونہین سے مقرر کیے جاوین جو ایک زوجہ رکھتے ہون لیکن اس حکم سے یہ نہین نکلتا کہ ایک زوجہ سے زیادہ کرنا گناہ ہے اسواسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو ازدواج کی حد سب لوگون کی نسبت مقرر کیجاتی بلکہ اس حکم کا فقط یہ سبب تھا کہ جسقدر عیسائی مقدمات خانگی مین کم مبتلا ہونگے

رہی قدر امور دینی کے بجا لانیکی اونہین فرصت ملیگی لہذا تعدد
ازواج کتب مقدسہ مین صرف خادمان کلیسا کی نسبت ممنوع ہے اور
اون کی نسبت بھی اگر اس فعل کی ممانعت ہی تو اس راہ سے نہین
کہ اسمین کوئی گناہ ہے چونکہ تمام متعلقین گرجا
کسی آیت مین اس فعل سے ممنوع نہین ہین پس لازم آتا ہے
کہ یہ فعل باقی متعلقین گرجا کو مباح تھا اور اونہین سے اکثر نے
یہ فعل کیا اور مجرم قرار دیے گئے جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا راقم
کی آخری دلیل درباب حلت تعدد ازواج عبرانیون کے نامہ باب ۱۳
آیت ۴ — پر مبنی ہے اور اس بنا پر یہ فعل تین حال سے خالی نہین یا
عقد صحیح ہے یا زنائے محصنہ یا زنائے غیر محصنہ سوا اسکے شاگرد مسیح
(مجرم زنائے غیر انسان) چوتھی شق نہین بیان کرتے راقم یقین کرتا ہے کہ
عظمت اور عفت انکی بزرگان دین مسیحی کی جو متعدد ازواج رکھتے تھے
(اور جنکا ذکر سابق مین ہوا) ہر شخص کو اس بات سے مانع ہوگی کہ فعل
مذکور کو زنائے محصنہ یا غیر محصنہ سمجھے اسواسطے کہ زناکارون اور ادبانون
کے بارے مین خود حق تعالی فرماتا ہے کہ مین ان سب فاسقون کا خود
انصاف کرونگا حالانکہ بزرگان دین مسیحی مورد فضل و رحمت خاص
جناب باری تھے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے پس یہ امر لازم آتا ہے کہ اگر
تعدد ازواج واقع مین عقد ہے تو شرعا بھی حلال ہے اور کوئی ستانے کی
بات نہین اسواسطے کہ وہی شاگرد مسیح جنکا اوپر ذکر ہوا فرماتے ہین عقد

سب لوگوں کے واسطے مباح ہے اور بہت سی جائز ہے پس دلائل
مذکورۂ بالا سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے اوس فعل کی اجازت دی جسے
خدا نے فقط مباح نہین کیا بلکہ حسب شرایع سابقہ مبارک اور میمون
فرمایا ہے اور حسب شریعت جدید (مسیحی) جائز و حلال کیا ہی
لہذا ضرور ہے کہ آنحضرت صلعم تہمت تحلیل تعدد و ازدواج اور ترغیب عیاشی
اور بدفعلی سے بری سمجھے جاتے ہین ۞

واضح ہو کہ منکرین حالت تعدد ازدواج نے دلائل قویہ مرقومہ ذیل
بیان کیے ہین اولاً اس فعل کے سبب سے شوہر اور زوجہ مین نااتفاقی
اور ظلم و غضب پیدا ہوتا ہے اور اون دونون مین از روے مرتبہ
مساوات نہین رہتی ثانیاً اس فعل سے شوہر اور زوجہ مین محبت اور
اتحاد دلی جاتا رہتا ہے ثالثاً یہ فعل رشک اور خانگی نااتفاقیون کا
منشا ہے اہل یورپ گمان کرتے ہین کہ جن ملکون مین تعدد ازدواج
مباح ہے وہان یہ کیفیت ہے کہ جو شخص بہت سی زوجین کرتا
ہے اون پر ظلم و جبر کرتا ہے لیکن راقم کہتا ہے کہ یہ گمان غلط ہے اور
اسکی غلطی کا یہ منشا ہے کہ وہ لوگ رسوم و عادات ممالک ایشیا سے
واقف نہین البتہ ان بلاد مین وہ لوگ اپنی ازواج سے جھگڑا اور
فساد کرتے ہین جو بسبب مفلسی کی ایک ہی زوجہ پر کفایت کرنا چاہتے
ہین لیکن یہ باتین اہل دول مین نہین ہوتین اور ان ملکون مین اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ جو شخص کئی زوجین رکھتا ہے تو اونمین سے ایک زوجہ

ترقی پر حکومت کرتے ہین اور شوہر اپنے کاروبار مین مصروف
رہتا ہے جن لوگون نے وہ کتب مصنفۂ اہل مشرق دیکھی ہین *
جنمین اون بلاد کی رسوم اور عادات تفصیل اور صحت سے مرقوم ہین
وہ لوگ فوراً سمجھ جاینگے کہ یہ گمان کہ اونکا مین عورتون پر
امور خانگی مین ظلم و جبر ہوتا ہے محض وہم اور بے اصل ہے جیسا کہ
اٹکینسن صاحب کہتے ہین کہ انگلستان کے لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ
ممالک مشرقیہ مین ہر جگہہ عورتون کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اون کے
شوہر اونپر ظلم کرتے ہین اور اونہین مثل لونڈیون کے رکھتے ہین اور انہین
گھر وںمین اس طرح مقید رکھتے ہین جسطرح قیدخانہ مین قیدیون کو رکھتے
ہین لیکن مورخ موصوف اس باتکا انکار کرتے ہین اور یہہ ثابت کرتے
ہین کہ اہل اسلام مین عورتون کو بڑا اختیار ہوتا ہے راقم کہتا ہے کہ
مسلمانون مین گھر عورتون کے لیے ہرگز قیدخانہ نہین بلکہ اون کے لیے
آزادی کا مکان ہے جہان مرد اجنبیون مین شمار کیا جاتا ہے اسواسطے کہ
جو ہین اوسکا قدم دہلیز سے آگے بڑہتا ہے ہر بات سے اوسکو معلوم
ہوتا ہے کہ مین اس گھر کا مالک نہین اور لڑکے اور نوکر اور غلام سب
بی بی کو مالک و مختار سمجھتے ہین خلاصہ یہہ کہ مسلمانون مین سارا اختیار
گھر کا زوجہ کو ہوتا ہے اور جب وہ خوش مزاج ہوتی ہے تو ہر ایک
کام اچھی طرح ہوتا ہے لیکن جب وہ بد مزاج ہوتی ہے تو کوئی کام اچھی
طرح نہین ہوتا چنانچہ قریب ساٹھہ یا اسی برس کے گذرے کہ ایک

شخص روساے عجم سے میرزا ابوطالب خان نامی وارد انگلستان ہوے تہے
اور یہان کی رسوم و عادات خانگی پہ بخوبی نگران رہے اور بعد ازان
خان موصوف نے اپنے ورود کی کیفیت لکہی اور وہ کیفیت انگریزی
مین بہی ترجمہ ہوئی ہے اور اوسمین بہ دلائل ثابت کیا ہے کہ بہ نسبت
یورپ کی عورتون کے اہل اسلام کو عورتون کو زیادہ اختیار اور آزادی
حاصل ہوتی ہے اور اوس گمان کو بہی باطل کیا ہے کہ جو لوگ بہت سی
ازواج رکہتے ہین اونپر ظلم کرتے ہین بلکہ رئیس موصوف کہتے ہین کہ
میرے نزدیک دو شیر بیبیون کے ساتہ رہنا دو بیبیون کے ساتہ رہنے سے
آسان تر ہے نیبر صاحب سیاح مشہور کی بہی یہی راے ہے اور
وہ کہتے ہین کہ یہہ گمان اہل یورپ کا غلط ہے کہ جو کیفیت عورتون کی
مسلمانون مین ہوتی ہے عیسائیون مین وہ کیفیت نہین ہوتی ٭
اسواسطیکہ عرب مین تو مینے کوئی بات ایسی نہین دیکہی جس سے یہ
معلوم ہو کہ زنان اہل اسلام اور عورات یورپ مین بڑا فرق ہے بلکہ
اوس ملک کی عورتون کو بہی ایسا آزاد اور خوش پایا کہ اوس سے زیادہ یورپ کی عورتین
آزاد اور خوش نہین ہو سکتین یہہ سچ ہے کہ مسلمانون میں تعدد ازواج مباح ہے اگرچہ ہماری عورتین ایسی
نازک مزاج ہوتی ہین کہ اس امر کے تصور کی بہی متحمل نہین لیکن
عرب مین یہ بات شاذ و نادر ہے کہ چار عقد شرعی بہی کرین اور
جسقدر چاہین کنیزین بہی رکہین حالانکہ وہان کے لوگ شرعاً
ان باتون کے مجاز ہین بلکہ اون لوگو نہلو سوا اوہ لقہ زنان اعیان

[illegible]

نہے اور کوئی شخص مہبت سے عقد نہین کرتا اور اونہین بہی جو لوگ معقول
ہین اس فعل پراونہین ملامت کرتے ہین حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ
عقلمند ہین اس فعل کو باعثِ تکلیف سمجھتے ہین نہ یہ کہ اسی سبب
راحت جانین اسواسطے کہ ازروے شرع شوہر پر واجب ہے کہ اپنی
ازواج کو اون کے مرتبہ کی موافق رکھے اور اپنی محبت سب کی نسبت
برابر رکھے لکن اکثر اہل اسلام ان احکام کی پابندی کرنے کی قوت نہین
ہین اور یہ عیاشی کی باتین عرب کے تو مقدور سے باہر ہین اسواسطے
کہ وہ لوگ خوشحال نہین ہوتے اب باقی رہی یہ بات کہ تعددِ ازواج
سے محبت دلی جاتی رہتی ہے یہہ بات سچ ہے کہ اگر اِس ملک انگلستان
یورپ مین تعددِ ازواج مباح کردیا جاے تو فقط روسا اور امرا یہہ امر
کرسکتے ہین اسواسطے کہ غربا اتنی ازواج کے خرچ کے متحمل نہو سکین گے
لکن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہانکے لوگون مین سے کئی عقد
کرے تو جو پہلی زوجہ سے باہم محبت و لطف تہا وہ کیفیت اور ازواج
سے نہ رہیگی ہمارے ملک مین اہل دوَل کا یہ دستور ہے کہ معاملات
عقد مین طرفین سے بیفایدہ اہتمام کیے جاتے ہین اور شوہر اور
زوجہ اپنا اپنا عملہ علیحدہ رکہتی ہین اور مثل اسکے اور اور انتظامات
خانگی کیے جاتے ہین پس جب شوہر اور زوجہ مین یہ تکلفات ہوئی
تو باہم لطف و محبتِ خالص کہان رہی اور باوجودیکہ رسم تعددِ
ازدواج ہملوگون مین مروج نہین تاہم شادی کے امور مین ایسے

اہتمام اور تکلفات ہوتی ہین کہ یہہ کہنا چاہیئے کہ عورت کی شادی نہین کیا
کرتے بلکہ اوسی شوہر کے ہاتہ بیچ ڈالتی ہین لیکن جن ملکون مین تعدد
ازدواج مرسوم ہے وہان یہ نہین ہوتا راقم کہتا ہے کہ وہی بیہودہ
لوگ ازراہ تعصب اور نفسانیت یہ گمان بہی کرتے ہین کہ تعدد ازدواج
سے زوجہ اور شوہر مین باہم لطف و محبت جاتی رہتی ہے جو کہ ہمین فقط انگلستان کی
لوگون کو آزادی اور دلجمعی حاصل ہے اور کسی ملک کے لوگونکو نہین
اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر تعدد ازدواج مین ایسی ایسی قباحتین
ہوتین جیسے لوگ کہتے ہین اور اگر اس فعل سے ضرر بہت پیدا
ہوتے اور فایدے کم ہوتے تو اتنی ممالک روی زمین مین یہ
رسم مباح اور مستحسن نہ سمجہا جاتا حالانکہ ہم دیکہتے ہین کہ اونملکو لوگونکو نہین
تہذیب اور شایستگی بہت کم ہے ✤ ✤

## حصۂ چہارم اوصافِ قرآن شریف

## آیات درباب زکوۃ

۱- جو کچہ کہ تم تجارت مین شریک کرو کہ اوروں کی مال کے ساتہہ
بڑہے پس خدا کی طرف سے اوسمین زیادتی نہ ہوگی لیکن جو کچہ کہ
تم دوگے خیرات مین خدا کی خوشی کے لیے وہ تمہارے لیے
دونا کر دیا جایگا ۲- پس خدا سے ڈرو جسقدر تمسے ہوسکے اور
سنو اور اطاعت کرو (اونکے احکام کی) اور خیرات دو اپنے ہی بہتری

کے لیے اسواسطے کہ وہ لوگ جو بچاتے ہین اپنے تئین طمع سے
رستگار ہونگے ۞ وہ لوگ جو دیتے ہین اپنا مال خیرات مین
دن کو اور رات کو خفیہ اور علانیہ پائینگے اپنا ثواب اپنے خدا سے
کچھ خوف اونپر نہ آئیگا اور نہ وہ مغموم کیے جاینگے ۞ اور جو کچھ
تم نذر کرو تو تحقیق کہ خدا پسند کرتا ہے اوسے لیکن وہ لوگ
جو عمل نیک نہین کرتے نہ پائینگے مددگار کیا تم زکوة علانیہ دیتے ہو یہ
بہتر ہے کیا تم اوسے چہپاتے ہو اور دیتے ہو غریبون کو پس
یہ بہی اچہا ہے اور نفع بخشیگا تمہین اور پاک کریگا تمہین تمہارے
گناہون سے خدا جانتا ہے تمہارے فعلونکا فقط

## آیات درباب اجر مومنین

اے نبی لکہ اون لوگون مین سے جو ایمان لاتے اور کی ہین وہ باتین نیک
ہین ہم کسی شخص پر اتنا بوجہ نہ رکہینگے جو اوسکی طاقت سے باہر ہو وہ
لوگ ہونگے باشندے بہشت کے اور ہمیشہ رہین گے وہان ۞
۞ اور ہم دور کرینگے جو برائی اونکے سینون مین ہوگی نہرین اونکے
پاس جاری ہونگے اور وہ کہین گے سب تعریفین ثابت ہین خدا کی
کہ جسنے ہدایت کی ہے ہمین اور ہم نہ ہدایت پاتے اگر خدا ہمین
ہدایت نہ کرتا تحقیق کہ پیغمبر ہمارے خدا کے آئے تھے ہمارے پاس
ساتھ سچائی کے پس ایک ہاتف اونسے کہیگا کہ یہی بہشت جس کی
تم وارث کیے گئے ہو اپنے عملون کی جزا ہین ۞ لیکن اون

لوگونکے واسطے جو ایمان لائے ہین اور بجا لاتے ہین وہ باتین جو نیک ہین پس ہم لے جاینگے اونہین اون باغونمین جنکے نیچے نہرین جاری ہین اور وہان وہ رہینگے ہمیشہ اور وہان وہ پاوینگی زوجین پاک و پاکیزہ اور اونہین کو ہم لیجاینگے ایسے باغون مین جو ہمیشہ سایہ دار ہین فقط ✽✽

## آیات درباب خلقت

۱ خداہی نے پیدا کیا ہے آسمانون کو بغیر ستونون کے جنہین تو دیکھ سکے پہر و چڑہ گیا اپنے تخت پر اور آفتاب اور مہتاب کو وہی اوسنے قانون پس ہر ایک اونہین سے جاتا ہے اپنی مقام مقرر تک ۲ وہ حکومت کرتا ہے سب چیزون پر وہ کرتا ہے اپنی نشانیون کو آشکار تاکہ تم سب کامل اعتقاد کرو ملاقات کا اپنی خدا سے ۳ اوسنے (یعنی خدا نے) پیدا کیا ہو زمین اور آسمان کو اپنے سچائی ظاہر کرنے کو پس اوسکی حمد کرو اون خداون سے زیادہ جو اوسکے شریک کیے گئے ہین ۴ کیا تم حقیقت مین اعتقاد نہین کرتی ہو اوس خدا کا جسنے دو دن مین پیدا کیا زمین کو اور کیا تم اوس کے شریک گردانتے ہو خدا عالمونکا وہی ہے ۵ اور اوس نے رکہے ہین زمین پر مضبوط پہاڑ جو اوسپر بلند ہین اور اوس نے برکت نازل کی اوسپر اور تقسیم کیا رزق تمام دنیا مین واسطے سیر ہو

سب کی یکسان چارون مین پھر اوسنے مشغول کیا اپنے تئین آسمان
مین جو اوسوقت تھی فقط دہوان اور اوسنے اور زمین سی اوسنے فرمایا
آو تم لیس اونہون نے جواب دیا کہ ہم آتی ہین فرمانبرداری سے ۵ —
کوئی خدا نہین سوا اوسکے وہ زندہ ہے وہ قدیم ہے نہ اونگہائی آتی
ہے اوسے نہ نیند اوسی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانون اور زمینون پر
کون شخص ہے جو شفاعت کرسکتا ہے اوسے بغیر اوسکی اجازت کے
وہ جانتا ہے جو کچھ کہ تہا پیش ادن کے اور جو کچھ ہوگا بعد اون کے تاہم
کوئی چیز اوسکے علم کی وہ نہ سمجھینگی اِلا وہ چیز جو وہ چاہیگا اوسکا تخت کشادہ
تر ہے آسمانون اور زمینون سے اور اوسکی بادشاہت پھیلی ہے آسمانون پر اور زمین پر اور ان دونونکو
سنبھالنا اوسپر کوئی بوجہ نہین ہے وہی بزرگ اور صاحب قوت ہے
اا — جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر تعریف کرتا ہے خدا کی وہ ہی قوی
اور حکیم اوسی کی ہے بادشاہت آسمان اور زمین کی وہی زندگی بخشتا ہے
اور موت دیتا ہے اور وہی ہے قادر سب چیزون پر اور وہی ہے سب سے
پیشتر اور سب کے آخر وہی ہے آشکارا اور وہی ہے پنہان اور وہی جانتا ہے
سب چیزونکو اور اوسنے پیدا کیئے ہین آسمان اور زمین چھ دنین اور پھر
چڑہ گیا کرسی پر وہی جانتا ہے وہ چیز جو داخل ہوتی ہے زمین مین اور جو
نکلتی ہے اوسمین سے اور وہ چیز جو اوترتی ہے آسمان سے اور جو چڑہتی
ہے اوسپر اور وہی ہے تمہارے ساتھ جہان کہین تم ہو اسواسطے کہ خدا
دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو اوسی کی بادشاہت ہے آسمان اور زمین پر اور

اور خدا کی طرف ہر چیز بازگشت کرتی ہے وہی سبب ہوتا ہے رات کی بعد
آنیکا دن کے اور وہی جانتا ہے حال لوگون کی دلونکا ❊

| ١ | آیات در باب خفقانی | |
| --- | --- | --- |

۷ — سب قسم تعریفین ثابت ہین خدا کی لیئے جو بادشاہ ہے عالم کا اور رحیم
رحمن ہے اور حاکم ہے روز حساب کا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہین اور
تجہی سے مدد طلب کرتے ہین لیجا ہمین سیدہی راستہ کو راستہ اونلوگونکا
جنپر مہربان تو ہے نہ راہ اونکی جو مورد غضب ہین یا جو گمراہ ہین ۸ — کہہ وہ ہے
خدا ہے یکتا خدا ہے قدیم کوئی چیز اوسکی نہین پیدا ہوئی اور نہ وہ کسی چیز سے
پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے ۹ — مبارک ہے وہ خدا جسکے
قبضہ مین ہے بادشاہت اور وہ توانا ہے سب چیزون پر جسنی پیدا کی
موت اور حیات تاکہ معلوم ہو کہ کون شخص تم مین سے ہے سب سے
زیادہ سچا اپنے کامون مین وہی ہے طاقتور اور بخشنے والا جسنی پیدا کیے
ہین سات آسمان یکے بعد دیگرے پر کوئی عیب نقص نہین نکال سکتا ❊
خلقت مین خدا تعالی رحیم کے بار بار دیکہہ تو نظر غور سے پس تیری نظر
سست ہوکر اور تہک کر تیرے ہی پاس پہر آئیگی ۱۰ — تو نہین دیکہتا
خدا جانتا ہے جو کچہ کہ ہے آسمان اور زمین پر کوئی کلام خفیہ تین شخصون
مین نہین ہوتا مگر وہ اونمین کا چوتہا ہے اور پانچ مین مگر وہ اونمین کا چہٹا
ہے نہ ان سے کم لوگون مین اور نہ اونسے زیادہ مین مگر وہ اونکا شریک ہے
جہان کہین وہ ہوون اور وہ کہیگا اونسے جو کچہ کہ اونہون نے کیا ہے قیامت

قیامت کو اسواسطے کہ خدا جانتا ہے سب چیزین ۱۱۔ خدا کی پاس ہین سب
کنجیان مخفی چیزون کی کوئی او نہین نہین جانتا سوا اوس کے وہ جانتا
ہے اور وہ چیز جو ہے خشک زمین پر اور سمندر مین کوئی پتا نہین گرتا مگر
وہ اوسے جانتا ہے نہ ایک دانہ ہے تاریک مقامون مین زمین کی
نہ کوئی سبز چیز نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہے کتاب ظاہر مین ۱۲۔ بزرگ
ہے وہ (خدا) بہت بلند مرتبہ ہے وہ ساتون آسمان اوسکی حمد کرتے
ہین زمین اور جو چیزین کہ ہین اوسپر کوئی چیز ایسی نہین ہے جو اوس کی
قدرت نہ ظاہر کرتی ہو لکن اونکا تعریف کرنا تم نہین سمجھتے خدا کی پاس
ہین راز آسمانون اور زمین کے پس دیکھو اور سن تو فقط اوسکو
آدمی کوئی ولی نہین رکھتا سوا اوس کے لکن بہت لوگ شریک نہین
ہین اوسکی ارضاعون مین جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین پر خدا کا ہی اور جو
کچھ کہ تم لاتے ہو روشنی مین اور جو کچھ کہ ہے تمہارے دلون مین یا جو کچھ
کہ تم چھپاتے ہو تحقیق کہ خدا اوسکا تم سے حساب لیگا ۱۳۔ خدا کی قسم
کہاؤ جبکہ تم عہد کرو کہ تم نیکی کروگے اور خدا سے ڈرو اور لوگو نمین
اصلاح کرو اسواسطے کہ خدا وہ ہے جو سنتا ہے اور جانتا ہے خدا تم پر عقاب
کریگا بسبب غلطی تمہارے عہدون کے لکن وہ سزا دیگا تمہین بسبب
اوس چیز کے جو تمہارے دلون نے کی ہے خدا ہے فضل کرنیوالا
اور رحیم ۱۴۔ خدا کی ہین پوشیدہ چیزین آسمانون کی اور زمین کی
اور اوسی کے طرف سب چیزین بازگشت کرتی ہین پس اوسکی عبادت

کرو اور اوسپر تکیہ کرو تیرا خدا تیرے فعلون سے غافل نہین ہے
اے لوگو تم فقیر ہو خدا کے لکن خدا غنی ہے اور لائق تعریف
ہے جو دیا کرتا ہے تمہارے لئے رزق کو آسمان اور زمین سے جو رکھتا ہی
قدرت سماعت پر اور نظر پر اور جو پیدا کرتا ہے زندون کو مردون سے
تحقیق کہ وہ جواب دینگی خداوندا تو ایسا ہی ہے پس کہہ تو کہ کیا تم نہ ڈرو گی
اوس سے ۱۵ — کیا کوئی شخص بزرگی چاہتا ہے سب بزرگیان خدا
ہین ہین نیک بات چلی جاتی ہے اوسکی پاس اور نیک عمل کو وہ
عزت دیگا لکن عذاب ہولناک منتظر ہے اوس شخص کا جو ناانصافی
کرتا ہے اور فریب ایسے لوگون کی تحقیق کہ وہ (خدا) باطل
کر دیگا ۱۶ — وہ لوگ کہتے ہین کہ خدائے رحیم اولاد رکھتا ہے پس تمنے
کام کفر کیا قریب ہے کہ آسمان اور زمین شگافتہ ہوجائین اور پہاڑ
ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین بسبب اسکی کہ وہ نسبت دیتی ہین بیٹے کے
خدائے رحیم کیطرف حالانکہ یہ نہین شایان ہو خدائے رحمن کو کہ اولاد
رکھے تحقیق کہ کوئی چیز آسمان اور زمین پر نہین ہے مگر وہ جائیگی
خدائے رحمن پاس مثل اوسکے بندون کے ؛

## (آیات دربارہ راحت و مصیبت لکن لوگونکو ہوگی ؛)

قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ پھیلاتی ہے اپنی تاریکی قسم ہے اوس
دن کی جبکہ وہ روشن ہوتا ہے قسم ہے اوس شخص کی جس نے

پیدا کیے ہین نر اور مادہ تحقیق کہ تم جدا جدا مطلب رکھتے ہو لیکن وہ شخص
جو دیتا ہے زکوۃ اور ڈرتا ہے خدا سے اور اطاعت کرتا ہے نیکیون کی
پس اوسکے لیئے ہم آسان کردینگے راہ خوشی کی لیکن جو شخص کہ حریص
ہے اور دولت کی طرف مائل ہے اور جھٹلاتا ہی نیکی کو کہ جھوٹ ہے
پس اوسکے لیئے ہم آسان کردینگے راہ مصیبت کی ۲ - یہ خدا ہی جسنے
مستحکم کی ہے بنیاد زمین کے اور اوسپر بنایا ہی
آسمانون کو اور بنایا ہے تمھین اور کیسی ہین تمھاری صورتین اچھی
اور دیتا ہے تمھین رزق حسن یہ خدا تمھارا رب ہی پس مبارک
ہے خدا مالک تمام عالمونکا کوئی خدا نہین سوا اوسکے پس جاؤ اوسکے
پاس اور اوسکی عبادت خالص کرو جمیع تعریفین ثابت ہین خدا کیلیے
جو پروردگار ہے تمام عالمونکا وہی دیتا ہے زندگی اور موت اور جب
وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کا تو وہ اوس سے کہتا ہے کہ ہوجا تو پس وہ
ہوجاتی ہے فقط

## آیات دربابِ ناشکرگذاری انسان بنسبت خدا کے

قسم ہے اون ہنہنانے والے گھوڑون کی اور اون گھوڑون کی جنکی
ٹاپون سے ہنگام جنگ چنگاریان نکلتی ہین اور اون کی جو صبح
کو حملہ کرتے ہین صبح کو اور اپنے ٹاپون سے خاک اوڑاتی ہین اور
صفین چیرکے لشکر مین گھس جاتی ہین تحقیق کہ انسان اپنے پروردگار
کا ناشکرگذار ہے اور اس امر کا وہ خود گواہ ہے اور تحقیق کہ وہ بہت

دنیا کی نفع کی بہت محبت رکہتا ہے کیا وہ نہین جانتا کہ جب وہ چیز جو قبر مین ہے محشور کیجاویگی اور جو چیز آدمیون کی دلونمین ہی ظاہر کیجاویگی تحقیق کہ اونکا پروردگار آگاہ ہوگا اوسدن اونسی

## آیات در باب روز قیامت

اوس روز (آخری) کو صور پہونکا جائیگا پس جو چیزین کہ زمین پر ہین سب خوف زدہ ہوجاینگی سوا اوس شخص کے جس کو خدا بچائیگا کر نجات دے اور سب جاینگی اوسکی خدمت مین مثل سائلون کے
۲ اور تو دیکھیگا کہ وہ پہاڑ جنکو تو ایسا مضبوط خیال کرتا ہے اسطرح پارہ پارہ ہوجاینگے جس طرح ابر پہٹ جاتا ہے یہ صنعت ہے خدا کی جو انتظام کرتا ہے ہر چیز کا جو کچھ کہ تم کرتے ہو وہ خوب جانتا ہے
۳ جبکہ زمین مین زلزلہ پڑجاویگا اور وہ اپنے بوجھ نکالکر پہینک دیگی اور لوگ کہینگے کہ اوسے کیا ہوگیا ہے اوسدن وہ کہیگی اپنی خبرین اسواسطے کہ تحقیق خدا اوسپر وحی کریگا اوسدن بنی آدم آئینگے صف بستہ دیکھنی کو اپنے اعمال اور جس شخص نے بمقدار ایک ذرہ کے نیکی کی ہوگی پس اوسے دیکھیگا اور جس شخص نے بمقدار ایک ذرہ کی بدی کی ہوگی پس اوسی دیکھیگا
۴ جبکہ آسمان پہٹ جاینگے اور جبکہ ستارے منتشر ہوجاینگے اور جبکہ دریا آپسمین ملجاینگے

اور جبکہ قبرین اولٹ دیجاینگی پس ہر نفس سمجھ لیگا اپنے پیشتر اور حال کے اعمال لکن جبکہ ایک مرتبہ صور پہونکا جائیگا اور زمین اور پہاڑ شق ہو جاینگے پس اوسدن وہ عذاب جسکو فوراً آنا چاہیئے فوراً آجائیگا اور آسمان پھٹ جائیگا اسواسطے کہ اوسدن وہ ہوگا نرم اوسدن تم حاضر کیے جاوٴگے سامنے اوسکی (خدا کی) اور کوئی عمل تمہارے مخفی عملون سے چھپا نہ ہوگا۔ جبکہ آفتاب لپیٹا جاویگا اور جبکہ ستارے گر پڑینگے اور جبکہ پہاڑ حرکت مین لائے جاوینگے اور جبکہ اونٹ جو دس مہینہ کا حمل رکھتی ہون گی چھوڑ دی جاینگی اور جبکہ جانورانِ صحرائی جمع کیے جاینگی اور جبکہ دریا جوش مین آئینگے اور جبکہ روحین اپنے جسمونسے پھر ملائی جاینگی اور جب کہ اوس لڑکی سے جو زندہ دفن کردیے گئے تھے پوچھا جائیگا کہ کس جرم پر وہ قتل کیے گئے تھے اور جبکہ جہنم سے شعلے بلند ہونگے اور جبکہ بہشت قریب لایا جائیگا اوسوقت ہر نفس جان لیگا جو کچھ کہ اوس نے کیا تھا فقط۔

## آیات در تعریفِ خلق و مہمان نوازی

۱۔ نیکی کرو اپنے مان باپ سے اور اپنے خاندان سے اور یتیمون سے اور غریبون سے اور ہمسایہ سے خواہ تمہارا عزیز ہو خواہ غیر اور مسافر سے اور راہگیرون سے اور اون غلامون سے جو تمہاری ملکیت مین

ہین ہون ہے ۔ علاوہ اس کے ہمنے حکم کیا ہے کہ انسان کو کہ اپنی ماں
باپ سے مہربانی پیش آوے ساتھہ تکلیف کے اوسکی ماں تحمل کرتی
ہے اوسکا اور ساتھہ تکلیف کے جنتی ہے اوسے اور اوسکا حمل
اور جدائی تیس مہینہ ہوتی ہے اور جبکہ وہ طاقت حاصل کرتا ہی
اور چالیس برس کا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ خداوندا توفیق دے
مجھے کہ تیری نعمتوں کا شکریہ ادا کرون جو تونے دی ہین مجھے اور میرے
ماں باپ کو فقط ۔

## آیات درباب قرآن مجید

مبارک ہے وہ شخص جسنے نازل کیا ہے قرآن روشنی بخشنی والا اپنی
بندے پر تاکہ وہ تمام مخلوقات کو تنبیہ کرے اوسی کی ہی سلطنت
آسمانوں کی اور زمین کی اور کوئی بیٹا وہ نہین رکھتا ہے اور نہ کوئی
شریک رکھتا ہے اپنے ملک مین سب چیزین اوسنے پیدا کی ہین اور
مقدر کی ہین اون کی تقدیرین قسم ہے اوس ستارے کی جبکہ
وہ غروب ہوتا ہے کہ تمہارا صاحب (یعنے محمد) جہوٹ
نہین کہتا اور نہ گمراہ ہے اور نہ وہ کلام کرتا ہے موافق اپنے
خواہش نفسانی کے قرآن نہین ہے مگر وحی جو نازل کی ہے
اوسپر اور تعلیم کی ہے اوسے وہ کتاب ایک شخص صاحب قوت وعقل
نے تم کیا خیال کرتے ہو کہ تم نکالتے ہو آیا تم نے وہ درخت پیدا کیا ہی جس سے تم

وہ لیتے ہو یا ہم اوس کی پیدا کرنے والے ہین ہمنے مقرر کیا ہے
اوسی واسطے تنبیہ کے اور کیا ہے اوسے نافع واسطے مسافران صحرا کے
پس ۵ تعریف کر تو نام کی اپنے پروردگار کی جو خدائے جلیل ہے
مین قسم کہاتا ہون ستارون کے غروب ہونیکی اور یہ بڑی قسم اگر تم اوسے سمجھو کہ یہ عزت کیا گیا قران ہے جس کی اصل
لکہی ہے لوح محفوظ پر پس کوئی نہ مس کرے اوسے مگر وہ لوگ جو
پاک ہین یہ ایک وحی ہے اوس خدا کیجانب سے جس نے پیدا
کی ہین سب چیزین فقط۔

## آیات درباب دیانت و معاملات

افسوس ہے اون لوگون پر جو خراب کرتے ہین پیمانہ کو یا وزن کو
جبکہ اورون سے پورا وزن لیتے ہین لیکن خود اونہین کم وزن
دیتے ہین کیون کیا وہ نہین گمان کرتے کہ وہ پھر زندہ کیے جاینگے
اوس روز عظیم کو وہ روز جبکہ تمام بنی آدم حاضر ہونگے سامنے
رب العالمین کے ۲ خدائے رحیم نے سکھایا ہے اپنے بندے کو
قران پیدا کیا ہے اوسے اور تعلیم کیا ہے اوسے کلام فصیح
آفتاب اور ماہتاب ہر ایک اپنی سیر رکھتا ہے اپنا وقت مقرر اور نباتات
اور درخت جھکتے ہین بندگی کے لیئے اور آسمان کو اوس نے بلند کیا
ہے اور مقرر کیا ہے میزان کو تاکہ میزان مین تم تعدی نہ کرو پس وزن

ساتھ دیانت کے اور نہ گھٹاؤ میزان کو ۔ وہ صدا وہ صدا کیا ہے کون
شخص تجھے بتاوے گا کہ وہ صدا کیا ہے وہ روز جبکہ ادمی ہونگے
مانند پروانہائے پراگندہ کے اور پہاڑ ہونگے مثل دھنکی ہوئی
روئی کے او اس دن جس شخص کے پلہائے عمل بھاری
ہونگے وہ خوش ہوگا لیکن وہ شخص جسکی پلہائے عمل ہلکی ہونگی
اوسکا مسکن وہ خندق ہے اور کون تجھے بتا سکتا ہے کہ وہ
خندق کسقدر خوفناک ہے (خندق تہا جہنم ہے) تحقیق کہ وہ ہے
آتشِ شعلہ بار فقط۔

## آیات درباب محمد (قران آپ پر نازل کیا گیا)

تاکہ تو رنجیدہ نہ ہو (ای محمد) ہمنے نازل کیا ہے یہ قران تجہ پر مثل ایک
تنبیہ کے اون لوگون کے واسطے جو ڈرتے ہین یہ ہے ایک پیام
اوس شخص کی جانب سے جسنے بنایا ہے زمین کو اور بلند کیا ہے
آسمانون کو خدای رحیم بیٹھتا ہے اپنے تخت پر اوسی کا ہے جو کچھ ہے
آسمانون پر اور جو کچھ کہ ہے زمین پر اور جو کچھ کہ ہے اون دونون کے
درمیان مین اور جو کچھ کہ ہے نیچے گیلی مٹی کی کچھ ضرورت نہین ہے
کہ تو بلند کرے اپنی آواز اسواسطے کہ وہ جانتا ہے خفیہ باتین اور
جو کچھ کہ اوس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے کوئی خدا نہین ہے سوا
اوس کے بہت بڑے ہین اوس کے نام شتم ہے دوپہری

کی روشنی کی اور قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک ہوتی ہے
خدا نے تجھے نہین چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ تجھ سے ناراض ہے
یقین کر تو (اے محمدؐ) کہ زمانۂ آیندہ ہوگا تیرے واسطے بہتر بنسبت
زمانۂ گذشتہ کے اور خدا دیگا تجھے ایسا ثواب کہ تو خوش ہو جاویگا
کیا نہین اوسنے تجھے یتیم پایا پس پناہ دے تجھے اور کیا
نہین پایا اوس نے تجھے گمراہ پس ہدایت کی تجھے اور کیا نہین پایا
اوس نے تجھے غریب پس امیر کر دیا تجھے پس ظلم نہ کر تو یتیم پر اور
نہ رد کر تو سائل کو لیکن ظاہر کر تو نعمت اپنے پروردگار کی ہم
پڑھ تو ساتھ نام اپنے پروردگار کے جسنے پیدا کیا پیدا کیا انسان کو
ایک لطخۂ خون سے پڑھ تو ساتھ نام اپنے پروردگار کے جو سب سے زیادہ بزرگ ہے
اور جس نے سکھایا ہے تجھے (وحی لکھنے کے لیئے) ساتھ قلم کے سکھایا ہے
انسان کو جو وہ نہین جانتا ہ۔ مین قسم کہاتا ہون اوس روز
کی تحقیق کہ انسان کی قسمت مین تہی تباہی سوا اون لوگون کے جو
ایمان لائے ہین اور کرتے ہین وہ باتین جو نیک ہین اور حکم
کرتے ہین راستی کا اور ترغیب دیتے ہین نیک چلنے کی
ایک دوسرے کو فقط۔

## آیات درباب اخلاق حمیدہ

۱۔ زنا سے سروکار نہ رکھو اسواسطے کہ یہہ بڑی بات ہے اور خراب

طریقہ ہی ۲ - کہہ تو مومنین سے کہ وہ روکین اپنی آنکھین اور لحاظ رکھیں
عصمت کا اپس اس طرح وہ ہو جاینگے زیادہ تر پاک خدا خوب جانتا
ہے جو کچھ کہ وہ کرتے ہین ۳ - نہ چل غرور سے زمین پر اسواسطے کہ
تو نہین شگافتہ کرسکتا اوسی نہ تو برابری کرسکتا ہی پہاڑون کی قدمین
یہ سب برا ہے اور مکروہ ہے نظرمین پروردگار کے ۴ - نہ جی کرو
اون لوگون سے جو حاضر ہوتے ہین سامنے پروردگار کے صبحکو اور
شام کو درحالیکہ وہ چاہتے ہین اوسکی خوشنودی اور تو نہ پھیر اپنی
آنکھین اون کی طرف سے تلاش مین دنیا کی حشمت کی اور نہ اطاعت
کر تو اوس کی جس کی دلسی ہمنے بھلا دی ہے اپنی یاد اور جو
پیروی کرتا ہے اپنی نفسانی خواہشون کی اور چھوڑ دیتا ہے
راستی کو ۵ - آؤ مین پڑھتا ہون جو کچھ تمہارے پروردگار نے
تمپر فرض کیا ہے کہ تم کسی چیز کو اوسکا شریک نہ گردانو اور نہ قتل کرو
اپنے لڑکون کو بسبب مفلسی کے اون کو اور تمہین خدا رزق دیگا
اور بری چیزون کے قریب نہ جاؤ نہ ظاہر مین اور نہ باطن مین
اور قتل نہ کرو اوس شخصکو جسکی قتل کو خدا نے منع کیا ہی مگر ساتھہ
حق کے یہ اوسنے تمھین حکم کیا ہی تاکہ تم سمجھو ۶ - اے مومنو
بتحقیق کہ شراب اور وہ لہو ولعب جسمین بازی ہوتی ہے اور
بت اور تقسیم کرنے والے تیر ہین بد کام شیطان کے پس پرہیز کرو
اونسی تاکہ تم رستگار ہو شیطان کوشش کرتا ہے کہ بوسے تم مین

تخم بغض و عداوت بسبب شراب کے اور قمار بازی کی اور باز رکھیں تمہیں
خدا کی یاد سے اور نماز سے پس کیا تم اون سے نہ پرہیز کروگے کہا مت
کرو خدا کی اور اوس کی رسول کی اور ہوشیار ہو۔ آئی وہ لوگ جو
ایمان لائے ہو انصاف کا لحاظ رکھو جبکہ تم گواہی دو سامنے خدا کے
اگرچہ وہ ہو تمہارے یا تمہارے ماں باپ یا خاندان کے
مخالف خواہ وہ فریق امیر ہو خواہ غریب خدا سزاوار ہے اون
دونوں سے پس نہ پیروی کرو اپنی خواہشوں کی گواہی دینے میں
ایسا نہ ہو کہ تم پہر جاؤ راستی سے اور اگر تم روکوگے اپنی گواہی یا انکار
کروگے اوس کے اظہار سے پس تحقیق کہ خدا جانتا ہے جو کچھ کہ تم
کرتے ہو۔ کیا چیز ہے سب ضرور گواہی دینے میں کہہ تو کہ خدا
گواہ ہے درمیان میرے اور تمہاری اور اوسکا قرآن بھیجا وحی کیا
ہے تاکہ میں تنبیہ کروں اوسکے ذریعے سے تمہیں اور اون سب کو
جن تک یہ پہنچ سکے فقط

## آیات در باب ایتام

دو تم یتیموں کو اونکا مال اور نہ بدلو اپنی کم قیمت چیزوں کو اون کی
بیش قیمت چیزوں سے اور نہ کہا جاؤ اون کے مال
اسواسطے کہ یہہ بڑا گناہ ہے۔ اور وہ لوگ تجہ سے پوچھتے ہیں
یتیموں کے بارے میں پس کہہ تو کہ اصلاح اونکی بہتر ہے لیکن اگر تم

دست اندازی کرو اوس چیز مین جو اون کی ہے پس اونکو اُن
ضرر نہ پہونچاؤ اسواسطیکہ وہ ہین تمھارے بھائی خدا امتیاز کرتا ہے
بے ایمان اور ایماندار مین اور اگر خدا چاہے گا تو تمھین عذاب کریگا

## آیات درباب والدین

پروردگار حکم کرتا ہے کہ تم نہ عبادت کرو کسیکی سوا اوسکے اور مہربانی
کرو اپنے ماں باپ سے خواہ ایک اونمین سے خواہ دونون پیر
ہوجاتین اور نہ کہو اون سے اُف اور نہ اونہین ملامت کرو بلکہ نہایت
عزت سے کلام کرو اون دونو سے اور اونکے آگے انکسار پیش آؤ اور
کہو کہ خداوندا رحم کر اونپر جسطرح کہ اونہون نے مجھے تربیت کیا جب مین
چھوٹا سا تھا۔ اور ہمنے حکم کیا ہے آدمیون کو کہ مہربانی کرین اپنے
ماں باپ سے اوسکی ماں برداشت کرتی ہے اوسے ساتھ تکلیف کے
اور جنتی ہے اوسے ساتھ اذیت کے اور اوسکا حمل اور فصال
تیس مہینون مین ہوتا ہے فقط

## آیات درباب زہد و تقوی

یہ کوئی نیکی نہین ہے تمھارے مونہہ پھیرنے مین طرف مشرق کے
یا مغرب کے لیکن پرہیزگار وہ شخص ہے جو ایمان لایا ہے خدا پر اور
روز قیامت پر اور ملائکہ پر اور کتب سماویہ پر جو شخص کہ خدا کی محبت سے

دیتا ہے اپنی دولت اپنی عزیزون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون
کو اور اون لوگون کو جو سوال کرتے ہین جو خیال رکھتا ہے نماز کا
اور دیتا ہے زکوۃ اور جو بھی اون لوگو مین سی جو ہوتے ہین وفا
کرنے والی اپنی عہدون کی جبکہ وہ عہد کرتے ہین اور جو صبر کرتی ہین
مصیبتون اور تکلیفون مین یہ لوگ وہ ہین جو سچا دل اور پرہیزگار
ہین یہ لوگ وہ ہین جو ڈرتے ہین خدا سے فقط

## آیات درباب نماز

پڑھ تو وہ چیز جو وحی کی گئی ہے تجھپر قرآن سے اور ہمیشہ بجا لا نماز اسواسطیکہ
نماز منع کرتی ہے بدی اور ناپاک چیزون سے اور تحقیق کہ
یاد کرنا خدا کا بہت بڑا امر ہے آ۔ ہو تم ہمیشہ بجا لانیوالی نماز کے اور
دو زکوۃ اور جو نیکی کہ تمنے کی ہے اور بھیجی ہی پیشتر واسطے راحت دینے
اپنی روحون کے تم پاؤگے اوسی خدا سے اسواسطے کہ تحقیق خدا
دیکھتا ہی جو کچھ کہ تم کرتے ہو آ۔ خدا کا ہی مشرق اور مغرب پس جسطرف کہ
کہ پھیرو گے تم اپنی منہ نماز کے لیئے اوسی طرف خدا ہی اسواسطیکہ وہ ہی
ہر جگہ حاضر اور جانتا ہے ہر چیز کو آ۔ تحقیق وہ جو پڑھتے ہین کتاب خدا
اور لحاظ رکھتی ہین نماز کا اور دیتے زکوۃ خفیہ اور علانیہ اوس
چیز مین سے جو ہمنے دی ہے اونہین امید رکھین ایک تجارت
کی جس کے لیئے زوال نہین ہے فقط

## آیات درباب اون لوگون کے جو غیبت اور بدگوئی کرتے ہین

افسوس ہے ہر بدگو اور غیبت کرنیوالی پر جو جمع کرتا ہے مال کو اور گنتا ہے اوسے آئندہ کے لیے تحقیق کہ وہ گمان کرتا ہے کہ اوس کی دولت رہے گی ساتھ اوسکے ہمیشہ ایسا ہرگز نہین ہے بلکہ وہ ڈالا جائیگا حطمہ[له] مین اور کون بتائیگا تجھے کہ حطمہ کیا ہے وہ ہی ایک اگ ہے جسے روشن کیا ہے خدا نے جو ظاہر ہوگی دلونپر گناہگارون کے بہ تحقیق کہ وہ چڑہے گی اونپر مانند ایک محراب دار چھت کے جو قائم ہو بڑی بڑی ستونون پر فقط

[له] یہہ ایک نام ہی جہنم کی نامون مین سے فقط منہ

## آیات درباب روح

قسم ہے آفتاب اور اوسکی روشنی کی قسم ہے ماہتاب کی جبکہ وہ بعد آتا ہے اوس کے قسم ہے اوس دن کی جبکہ وہ ظاہر کرتا ہی اوسکی بزرگی قسم ہے اوس رات کی جبکہ وہ تاریک کرتی ہے اوسی قسم ہی آسمان کی اور اوس شخص کے جسنے بنایا ہی اوسے قسم ہے زمین کی اور اوس شخصکی جسنے گسترده کیا ہے اوسے قسم ہے نفس کی اور اوس شخص کی جسنی عمدہ بنایا ہی اوسے اور دیا ہی اوسے علم تاکہ وہ تمیز کرے اور دی ہے اوسے قدرت تاکہ وہ پسند کرے راستی یا گمراہی پس رستگار ہے وہ شخص جسنے رکہا ہی

رکہا ہے اوسی پاک اور گمراہ ہی وہ شخص جسنے رکہا ہو اوسے نجس ؛

## آیات درباب زنان

اور تو کہہ زنان مومنات سی کہ باز رکہین اپنی آنکہین اور لحاظ رکہین
عفت کا اور وہ نہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی شوہرون کی اور اپنے
آبا کے اور اپنی بیٹون کی اور اپنے شوہرون کے بیٹون کی اور نہ
وہ ظاہر کرین اپنے زیور کسی شخص پر سوا اپنی لونڈیون اور غلامون
اور نوکرون اور اون لڑکون کے جو نہین سمجہ سکتے عورتون کی
برہنگی اور نہ بجاوین اپنے پاون تاکہ ظاہر کرین اپنی مخفی زیور
عورتین نہ ہنسین اور عورتون کی ذلیل کرنے کو جو کہ شاید بہتر ہین
اون سے نہ ایک دوسرے کو بدنام کرے اور نہ ایکدوسرے کو پکاری
بری نامون سے فقط

# تمت بالخیر

# آغاز صحت نامہ کتاب مظاہر[?]

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ٣ | ١٤ | بہ وجہ | بیہہ ہوں یعنی | 〃 | ١٣ | سمجھے | سمجھتے | ٣٢ | ٨ | تمام | ترسید اتمام |
| ٤ | ١١ | المثال | المتل | ٢٢ | ٥ | بشتر | بستے | ٣٥ | ١٣ | خدیجہ | خیط سے |
| ٩ | ١٦ | عدنان | عدنان سے | ٢٣ | ١ | سیارہ ہیچ ہیچکارہ | لکھا ہی کہ | ٣٨ | ١٨ | بعد ازان وہ کلمہ | تا دارد حضرت ہی وہ کلمہ |
| ١ | ١٣ | اور | جو | ٢٤ | ٧ | اوس | اور | ٣٩ | ٨ | رورود | درود |
| ایضاً | ١٤ | حار | چار | ٢٥ | ١٤ | جسکا قا | جسکا بہیہ قا | ٤٠ | ٤ | ساں ہین | سماں ہے |
| ایضاً | ١٩ | تھے | کہتے | ٢٦ | ١٣ | ذیلین مرقوم ہوا | ذیل ہین مرقوم ہوئی | 〃 | ١٣ | اوراد ہر | ادہر |
| ١٣ | ١١ | اورا نکے | اونکے | 〃 | ١٥ | وحی ہے | وحی ہوتی | ٤٢ | ١٨ | گرمی | گرمی |
| ١٤ | ١٢ | ہوتہا | ہوتا تہا | ٢٧ | ٨ | تابعدار | تابعداری | ٤٥ | ٧ | دیکہو میں | دیکہو [illegible] |
| 〃 | 〃 | نہ ہو | نہ بہی ہو | 〃 | 〃 | کوئی | کوئی فرق سبب | 〃 | ٨ | کو دیکھتا ہوں کہ | [illegible] ابھی ہو |
| 〃 | ١٥ | حمیندہ | حمید | 〃 | ١١ | نہیں | کہی | ٤٧ | ١٤ | اور | نامن |
| ١٧ | ١ | اضاف | اوصاف | ٢٨ | ٧ | بہت | صحبت | ٤٨ | ١ | اوراسکا | جسکا |
| 〃 | ١٢ | کرتی | لیتے | ٢٩ | ١٠ | دہی | دہانے | 〃 | ١٦ | یہہ | حضرت |
| ١٨ | ٣ | سے | سے | ٣٠ | ٢ | عقل | مخفل | 〃 | ١٩ | اور نہ | کچھ ہے |
| 〃 | ١٦ | سب | بہت | 〃 | ١٣ | قبیس | قبیس | ٤٩ | ٩ | گرہ | گریہ |
| 〃 | ٩ | مکہ | مکّہ | 〃 | ١٨ | یعنی عمر | عمر | ٥٠ | ١٢ | دیکھو دیکھو | دیکھو |
| ٢٠ | ٢ | اپنے | اپنے | ٣١ | ١٨ | لعت | لعنت | 〃 | ١٦ | اس | اوس |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۵۳ | ۱۴ | سکور | کوار | ۶۴ | ۱۶ | بتعریف اونکی اسم مقدس کی | للائق تعریف ہے اونکا اسم مقدس | ۸۳ | ۴ | جونہیں | جوخیال | 〃 | ۱۴ | ایعی | ایسے |
| 〃 | ۱۵ | ہیجدن | ہیجدے | 〃 | ۱۹ | ازان | اسکی | ۸۴ | ۴ | وہ مثیل | وہ مثل | ۱۱۱ | ۱۴ | ملیتن | [illegible] |
| ۵۵ | ۱ | کیبورا | کیبو | ۶۵ | ۱ | اوس | آپکی | 〃 | ۱۰ | کی موت | کی اور موت | ۱۱۸ | ۱۸ | محی | قوی |
| ۵۷ | ۳ | خدالو | خدالم | ۶۹ | ۳ | ہی کی | یکی | ۸۶ | ۸ | ستر قر | ستر ہزار | ۱۱۶ | ۶ | عقفا | وعقفا |
| 〃 | ۱۷ | الفنو | قنوه | ۷۱ | ۴ | کی | کو | 〃 | ۹ | حکم | احکام | 〃 | ۴ | اکرلیا | نہ کرلیا |
| ۵۸ | ۱۰ | ہونزان | ہوازن | ۷۲ | ۶ | تہی | تہی فقط | 〃 | 〃 | لکہاہی | لکہے ہیں | ۱۱۷ | ۷ | وہان | جلد ہان |
| 〃 | ۱۱ | دار | دارا | ۷۴ | [illegible] | قریب ہر ایسی درجہ [illegible] | [illegible] ہر شخص اونکی [illegible] | ۸۷ | ۵ | صفحہ | تشنیش | 〃 | 〃 | کوجلد | کورواج |
| ۵۹ | ۱۰ | آئی | آہی | ۷۵ | ۲ | اور وہ | وہ حضرت | ۸۸ | ۱۲ | سفیت | شیئت | ۱۲۰ | ۸ | کہ | ہتی کہ |
| 〃 | ۴ | اگرا | اگر | 〃 | ۴ | لیکن | اور | ۹۱ | ۱۴ | لصنام | اصنام | 〃 | ۸ | اور | ہیں |
| ۶۰ | ۱ | نامی | نہایت | ۷۶ | ۱ | ہین اور | ہین بڑے | ۹۲ | ۱۸ | بارہ | بارہے | ۱۲۱ | ۳ | عمارت | عمارات |
| 〃 | ۲ | ایمانا | اور بڑا | ۷۷ | ۹ | جسکی | جیس | ۹۵ | ۱۳ | وصل و | اصل ماہیت | ۱۲۸ | ۸ | چنانچہ | اسواسطکیہ |
| 〃 | ۱۳ | کو | کو فقط | 〃 | ۱۸ | یہ صرف | یہ کتاب | ۹۷ | ۱۰ | کو | لوگون | 〃 | ۹ | ہین | سی |
| ۶۴ | ۱۸ | [illegible] | اون لو | ۷۸ | ۷ | کہ | ہی کہ | ۹۹ | ۱۹ | سورہ مذکورہ | [illegible] | 〃 | ۱۰ | ہین | سے |
| 〃 | ۱۴ | فتاح مذہبی | حجابات سبیل | ۷۹ | ۱۸ | آئیت | آیات | ۱۰۰ | ۱۹ | دق | ترق | ۱۳۰ | ۷ | لوگ | لوگ [illegible] |
| ۶۲ | ۱۴ | کی | دی | 〃 | ۱۹ | جنن | جنین | ۱۰۲ | ۱۹ | اقرار | اصرار | ۱۳۸ | ۳ | ہین | ہین اظہار |
| ۶۳ | ۱۸ | انہ اون | نہ تواون | ۸۱ | ۹ | ہین لیسی | ہین جالیسہ | ۱۰۵ | ۳ | مجوش | محبوس | 〃 | ۷ | پا | کیا |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۳۹ | ۸ | بعض | فی بعضے | ״ | ״ | عقائد | عقیدہ | ۱۶۵ | ۴ | گوک | گوگ | ۱۶۹ | ۸ | کرائی | [illegible] |
| ״ | ۱۶ | والی جزیرہ سلی | مستغرق | ۱۵۱ | ۷ | جدبسرا | جدا | ״ | ۶ | سنقدر | اسقدر | ״ | ״ | [illegible] | میں ان اختلاف |
| ۱۴۰ | ۱۲ | سکے | سکے تہی | ۱۵۸ | ۸ | امیری | میرے | ״ | ״ | تہاکرائی | کرتے | ״ | ۱۱ | ہمی | ہبی |
| ۱۴۱ | ۴ | تو | تہی تو | ״ | ۱۰ | عطیات | عطیات | ״ | ۸ | ظاہرہے | ظاہرہے | ״ | ۱۶ | لہ | کہ |
| ۱۴۲ | ۷ | سکہی جیلون | فرانس کو | ״ | ۱۲ | بہی ہوے | ہوئی | ״ | ״ | تکبید | تاکید | ״ | ۱۷ | [illegible] | [illegible] |
| ۱۴۳ | ۱۷ | مصاحہ | مصاحمہ | ۱۶۶ | ۶ | پہرانا | پہرتا تہا | ״ | ۹ | گوکر خدا | خدا کو | ۱۷۶ | ۱ | [illegible] | [illegible] |
| ۱۴۴ | ۱۲ | شہرہ | میں شہرہ | ״ | ۹ | مزدورے | مزدور | ״ | ۱۲ | صلیب خا | صلیب اور | ״ | ۴ | [illegible] | [illegible] |
| ۱۴۴ | ۱۶ | مماعت کروی | کیا حکم | ״ | ۱۳ | بہہم | بہہ کہ ہم | ״ | ۱۵ | آستر | آستر ہیچ | ״ | ۱۲ | [illegible] | [illegible] |
| ۱۴۵ | ۴ | اور | لہذا | ״ | ״ | مذہبے | مذہبی | ״ | ۱۸ | سلمنا | سلمنا | ۱۸۱ | ۳ | [illegible] | [illegible] |
| ״ | ۱۸ | حدو | سرحدو | ״ | ۱۵ | دبنی | دینی | ۱۷۱ | ۱۷ | پہنچے | پہنچے | ״ | ۴ | مجاز | مجازگا |
| ״ | ۱۹ | در | اور | ״ | ۱۷ | ذکرنی | ذکر کرتی | ۱۷۴ | ۱۹ | بارہ | باری | ۱۸۹ | ۲ | کہا | کہ |
| ۱۴۰ | ۵ | اسقدر | اور اسقدر | ۱۶۸ | ۱۳ | تک علیسوی | علیسوی میں | ۱۷۶ | ۱ | کو | کو بہت | ۱۹۰ | ۳ | جبکے | جسکے |
| ۱۴۷ | ۱۷ | ہیں | ابتک موجود ہیں | ״ | ۱۴ | نکاہری | نکادری | ״ | ۱۰ | ڈال | ڈال لیں | ״ | ۵ | اواو | اونسے |
| ۱۴۸ | ۱۲ | ملک | ملک کے | ״ | ״ | روم او | روم میں اور | ״ | ״ | شیبا | شیبانا | ״ | ۶ | تمسے | تمہیے |
| ۱۴۵ | ۱۹ | یعنے | کہ | ״ | ۱۷ | آنہنتش | انہنتش | ״ | ۱۱ | عمدا | عمد | ״ | ۸ | آوکی | اونکی |
| ۱۴۹ | ۴ | لنظیر | لنظیریں | ۱۶۵ | ۱ | یونی | یونانی | ۱۷۵ | ۱ | چاہین | چاہیے | ״ | ۹ | [illegible] | [illegible] |
| ״ | ۱۵ | سنہ ۱۸۱۳ع | سنہ ۱۳۰۱ع | ״ | ״ | ہانتہہ | ہاتہون | ״ | ۱۶ | آ | ا | ״ | ۱۹ | اسب | آپ |
| ۱۵۰ | ۵ | عقائد | عقیدہ | ״ | ۲ | ماتو | تو | ״ | ״ | آسم | ا | ۱۸۱ | ۱ | عباد | عبادت |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۹۱ | ۱ | باقی | باقی | ۱۹۴ | ۲ | ہم مردہ یعنے | شہ مردہ اپنے | ۲۰۱ | ۳ | [illegible] بعضے | اون | ۲۳۳ | ۸ | تو | جوزو |
| // | ۲ | دبین | دین | // | ۲ | با | کا | // | ۱۰ | کوابا | آباد | ۲۳۴ | ۶ | صدق | خندق |
| // | ۳ | لے | کے | // | ۹ | نسلیم | تسلیم | // | ۱۷ | پیرنا | پڑھتا | ۲۳۷ | ۵ | نہیں | نہیں پایا |
| // | ۶ | لکن | چمکن | // | ۱۵ | بو | بیو | ۲۱۱ | ۲ | مینا | مینا بہنا | ۲۴۰ | ۱۹ | مہمت | محبت |
| // | // | جن | حسب | ۱۹۶ | ۷ | کہتے | رکھتے | // | ۶ | اور کہا | کہ | × | × | × | × |
| // | ۷ | کی | لئی | // | ۸ | ستر | شتیر | ۲۱۲ | ۱ | اکرون | اون | صحت [illegible] | | | |
| // | ۸ | مطلقہ | بالطلبہ محبت | // | // | سبل | سبیل | ۲۱۴ | ۳ | باد | اور باد | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| // | // | سمان | سال | // | // | بہیر | بہیڑ | ۲۱۵ | ۷ | مر | مرد | ۷ | ۲ | بونا | بیونا |
| ۱۹۱ | ۱۲ | انشیے | بالفشنہ | // | ۱۶ | کروہ | کرآمیز | ۲۱۷ | ۱۳ | حسین | خسین | // | ۲۰ | درا | دریا |
| // | ۱۳ | گہمین | گمان | ۱۹۸ | ۱۵ | ہو | ہوا | ۲۱۹ | ۱۲ | متعدد | مستعد | // | ۲۳ | دامی | داری |
| // | ۱۷ | متنبہ | متنبہ | ۱۹۹ | ۲ | پاوڑ | پادر | // | ۱۸ | ستک | ہنگ | ۸ | ۱۴ | جو کہ | جیسی |
| // | // | مسرف | متعرف | // | ۱۳ | بنجوف | بیخوف | ۲۲۰ | ۱۳ | چاہیز | جائز | // | ۱۳ | کور | مذکور |
| // | ۱۸ | یہین | یقین | ۲۰ | ۶ | حر | جبر | // | ۱۳ | علعا | علط | ۱۱ | ۱۵ | [illegible] | کہ جب قضائی |
| ۱۹ | ۱۹ | قدم | قدم ہا | // | ۹ | نجاز | مجاز | ۲۲۶ | ۱۸ | کہے | رکھے | // | ۲۷ | کلمبز | کلمبذ |
| ۱۹۲ | ۱ | سعد | معبد | // | ۱۰ | عذر باکل | عذر بالکل | ۲۲۹ | ۸ | مو | ہو | // | ۲۴ | حرحو | جرجن |
| // | // | سند | خدا | // | ۱۱ | حو | چو | ۲۳۳ | ۸ | عمل | حمل | // | ۲۵ | سینٹے | سینٹ |
| // | // | مرتت | عزت | // | ۱۲ | سجے | سجتے | ۲۳۴ | ۱ | اکرانسان | انسان | // | ۲۶ | ڈیٹن | ٹرین |

# تتمہ صحت نامہ حاشیہ کتاب ہذا

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۲ | ۹ | حلیمہ | حلیمہ آ | 〃 | 〃 | رومی | روی | ۳۶ | ۲۰ | نادر | مادر | ۱۰ | ۱۱ | بحرم | در بحرم |
| 〃 | ۱۰ | ملکہ | تمکہ | ۳۴ | ۲۰ | تاک | تارک | 〃 | ۲۴ | ایسی | ایسے | 〃 | ۱۲ | شل خیرہ | ہیں بعینہ |
| 〃 | ۱۱ | ملایا | ملاقات | 〃 | ۱۰ | کہلاین | کہلاتین | 〃 | ۲۲ | س سی | اوسی | 〃 | ۱۴ | ترمیم | رحم |
| 〃 | ۱۴ | چنانچہ روایت سے آ | تہی وہ تو | 〃 | ۱۶ | فتوی | فتوی سے | ۳۴ | 〃 | لمت | نسبت | ۱۰۴ | ۲۱ | وحمہ | وجہہ |
| 〃 | ۳۹ | اجبار یہود | یہود لیے | 〃 | ۱۹ | اسن | اِس وزنہ | ۸ | ۱ | کا | اسلام کا | خف | ۲۳ | جو | کرتی جو |
| ۳۱ | ۵ | کی نتیجہ | کے | 〃 | ۲۲ | لیئی | ہی | ۵۴ | ۷ | تسکیں | تسکین | 〃 | ۲۵ | سے | سے |
| ۱۹ | ۳ | م | محمدﷺ | 〃 | ۲۴ | ان ہیبت اور ہیبتا | سرمی اور رحم | ۹۲ | ۹ | مسکن | مشکل ہے | ۱۴۹ | 〃 | حاتا | جاتا |
| 〃 | ۵ | نہ وہ بنگلہ | تھی بلکہ | ۵۲ | ۹ | اوس | اون | ۹۳ | ۹ | ستفر | سفر | 〃 | ۲۳ | کھے | کہتے |
| ۲۵ | ۱ | سبیل ہنا | تسلسل | ۷۸ | ۵ | لو | ہو | ۹۹ | 〃 | حقہ اختیرا | اختیرا | 〃 | ۷ | الکن | لیکن |
| 〃 | ۸ | اوپر | اونپیر | 〃 | ۱۰ | سناتی | سنائی | ۹۷ | ۱۳ | ارواح | روح | 〃 | ۱۴ | آخر | الی آخر |
| ۳۹ | ۴ | بہر | پہر | ۷۳ | ۷ | ہوتی | ہوتی | ۱۰ | ۲ | مروت | مروتا | ۱۳۱ | ۸ | گوں | گون |
| 〃 | ۱۰ | لنبت | سنت | 〃 | ۸ | کسی | کے | ۱۰۳ | ۳ | سزای | سزائے | ۱۴۶ | ۳ | نروری | فروری |
| 〃 | ۷ | جبابی | خیالی | 〃 | ۱۶ | جبش | جبن | 〃 | ۵ | سنگام | ہنگام | ۱۵۴ | ۲۱ | لو | کو |
| ۶۲ | ۲۲ | غربی | عربی | 〃 | ۱۴ | بیجل | بیجک | 〃 | ۶ | [illegible] | [illegible] | ۱۵۸ | ۳ | رو | رو |
| 〃 | 〃 | اسعد | امین | ۷۴ | 〃 | بصیل | اصل | | | | | ۱۱۴۴ | ۶ | سن | سن نے |
| ۶۳ | ۲ | پیر | کو | ۷۳ | ۱ | آں | آن | | | | | 〃 | ۹ | نہ کہانا | نہیں نہ |
| 〃 | ۳ | قرا | خزا | 〃 | ۱۸ | صلب | صلیب | ۱۰ | ۷ | حون | خون | تمت بالخیر والعافیہ | | | |

| DATE | No. | DATE | No. |
| --- | --- | --- | --- |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |